BNSO101DET

سماجی درجہ بندی

(Social Stratification)

بی۔اے۔(آنرس)

چارسالہ پروگرام

پہلا سمسٹر (سماجیات)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

Copyright © 2025, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad
All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN	:	978-81-994080-3-6
Course	:	Social Stratification
First Edition	:	October 2025
Copies	:	1000
Price	:	105/- (The price of the book is included in admission fee of distance mode students)

Course Coordinator

Dr. Malik Raihan Ahmad, Assistant Professor (Sociology) CDOE, MANUU, Hyderabad

Editorial Board

Dr. Malik Raihan Ahmad, Assistant Professor (Sociology) CDOE, MANUU, Hyderabad

Dr. Imtiyaz Ahmad
Assistant Professor- Sociology (Contractual)/Guest Faculty, CDOE, MANUU

Language Editor

Dr. Imtiyaz Ahmad
Assistant Professor -Sociology (Contractual)/Guest Faculty, CDOE, MANUU

Production

Prof. Nikhath Jahan, Professor (Urdu), CDOE MANUU

Mr. P Habibulla, Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan, Assistant Professor (C) /Guest Faculty CDOE MANUU

Mohd Abdul Naseer, Section Officer, CDOE MANUU

Shaik Ismail, UDC, CDOE, MANUU

Syed Faheemuddin, LDC, Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
*Director:*dir.dde@manuu.edu.in*Publication:*ddepublication@manuu.edu.in
Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by Dr. Imtiyaz Ahmad, Faculty of Sociology, CDOE, MANUU

Printed at Print Times & Business Enterprises, Hyderabad

فہرست

اکائی نمبر	اکائی کا نام	مصنف	صفحہ نمبر
	پیغام	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	**5**
	پیغام	ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	**6**
	کورس کا تعارف	کورس کوآرڈی نیٹر (اردو)	**7**
اکائی نمبر	**اکائی کا نام**	**مصنف**	**صفحہ نمبر**
1۔	سماجی درجہ بندی کا تصور	ڈاکٹر شکیل	9
2۔	سماجی درجہ بندی کے مطالعے کی طرز رسائیاں	ڈاکٹر شکیل	20
3۔	درجہ بندی اور عدم مساوات کے تصور کا فہم	ڈاکٹر نوشین	30
4۔	سماجی نقل پذیری: تصور اور اقسام	ڈاکٹر امتیاز احمد	40
5۔	ذات	ڈاکٹر امتیاز احمد	53
6۔	ہندوستان میں طبقہ	ڈاکٹر شیخ بلال احمد	63
7۔	جنس، نسل اور نژاد	غلام جیلانی،	78
8۔	امتیازی سلوک اور محرومی	ڈاکٹر بدر افشاں	90
	نمونہ امتحانی پرچہ		108

مصنفین کی تفصیلات

(Writer's Details)

Dr. Shakeel, Assistant Professor, Dept. of Sociology, Oriental College Patna City, Patliputra University, Patna Bihar	**ڈاکٹر شکیل،** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، اورینٹل کالج، پٹنہ سٹی، پاٹلی پوترا یونیورسٹی، پٹنہ، بہار
Dr. Nausheen, Dept. of Sociology, Aligarh Muslim University, Aligarh	**ڈاکٹر نوشین،** علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
Dr. Imtiyaz Ahmad, Assistant Professor (C)/Guest Faculty, Sociology , CDOE, MANUU	**ڈاکٹر امتیاز احمد،** اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول) / گیسٹ فیکلٹی، سماجیات، سی ڈی او ای، مانو
Dr. Shekh Bilal Ahmad, Assistant Professor Dept. of Sociology, Aligarh Muslim University, Aligarh	**ڈاکٹر شیخ بلال احمد**، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، علی گڑھ مسلم
Dr. Mohd Ehtesham Akhtar, Guest Faculty, Dept. of Sociology, MANUU, Hyderabad	**ڈاکٹر محمد احتشام اختر**، گیسٹ فیکلٹی شعبہ سماجیات، مانو، حیدرآباد
Ghulam Jilani, Dept. of Sociology, MANUU, Hyderabad	غلام جیلانی، شعبہ سماجیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
Dr. Badre Afshan, Assistant Professor, Social Exclusion and Inclusive Policy, Study Centre, Jamia Millia Islamia, New Delhi	ڈاکٹر بدر افشاں، اسسٹنٹ پروفیسر، سوشل ایکسکلوژن و انکلوسیو پالیسی، مطالعہ مرکز، جامعہ ملیہ اسلامیہ ، نئی دہلی

پروف ریڈرس(Proofreaders):

ڈاکٹر امتیاز احمد، اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول) / گیسٹ فیکلٹی، سماجیات، مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم، مانو

ڈاکٹر ملک ریحان احمد، اسسٹنٹ پروفیسر (سماجیات)، مرکز برائے فاصلاتی اورآن لائن تعلیم، مانو حیدرآباد

ٹائٹل پیج(Title Page): ابراہیم اکرم صدیقی

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ +A حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) روایتی اور فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری/گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعہ کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصولِ معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقے کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہو گا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اُردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو/ہندی/انگریزی/عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔اے، بی۔ایس سی اور بی۔کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصدِ قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن
شیخ الجامعہ، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقۂ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقۂ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامتِ فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک دُہرے طرز (ڈوئل موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقۂ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس بیسڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جاچکا ہے۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آنرز پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایم بی اے پروگرام او ڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نو ریجنل سنٹرز (بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹرز (حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراؤتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنرز سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹیریل (SLM) کی سوفٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو و ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔ میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جارہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جارہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

"سماجی درجہ بندی" کے عنوان پر یہ کتاب بی۔اے سماجیات کے پروگرام میں شامل نصاب ہے۔اس کتاب کو نصاب میں شامل کرنے کا مقصد طالب علموں کو سماجی درجہ بندی کے تصوراور اس کے اقسام سے متعارف کرانا ہے۔یہ تصور سماجیاتی مطالعہ میں بہت بنیادی حیثیت رکھتاہے۔لہذا کسی بھی سماجیات کے طالب علم کے لئے ان اداروں سے علمی بے اعتنائی مستقبل میں بہتر ثابت نہیں ہوگی۔اس کتاب میں اس تصور سے متعلق مختلف جہات، مطالعہ کے مختلف نظریات اور ان میں ہونے والی تبدیلیوں کے احاطے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ کتاب شعبہ سماجیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں بورڈ آف اسٹڈیز کے ذریعے بنائے گئے نصاب پر مبنی ہے۔پوری کتاب دو بلاکس پر مبنی ہے اور ہر بلاک میں چار چار موضوعات ہیں۔کتاب کو خود اکتسابی مواد بنانے کے لئے اس کی زبان و بیان کو مر اسلاتی اورآسان رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔اردو اصطلاحات کے ساتھ ساتھ انگریزی اصطلاح بھی طالب علموں کو بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ہر سبق کے آخر میں مشکل اصطلاحات پر مبنی مختصر فرہنگ اور کچھ سوالات دئے گئے ہیں تاکہ طالب علم بآسانی چیزوں کو سمجھ سکیں۔

امید ہے کہ یہ کوشش اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوگی۔

ڈاکٹر ملک ریحان احمد
کورس کوآرڈینیٹر

اکائی 1۔ سماجی درجہ بندی کا تصور

(Concept of Social Stratification)

اکائی کے اجزا

1.0 تمہید

1.1 مقاصد

1.2 سماجی درجہ بندی کے معنی

1.3 سماجی درجہ بندی کے پہلو

1.4 سماجی درجہ بندی کی خصوصیات

1.5 سماجی درجہ بندی کے فوائد و نقصانات

1.6 بند سماجی درجہ بندی

1.7 کھلی سماجی درجہ بندی

1.8 سوشلسٹ سماج میں سماجی درجہ بندی

1.9 سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری

1.10 اکتسابی نتائج

1.11 فرہنگ

1.12 نمونہ امتحانی سوالات

1.0 تمہید (Introduction)

دُنیا کے سماج و تہذیب کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر دَور کے لوگوں میں غیر مساوات اور درجہ بندی رہی ہے اور سماج و معاشرہ میں رہنے والے تمامی افراد و اقوام میں واقعی مساوات ہو اور درجہ بندی نہیں پائی جاتی ہو، یہ محض خام خیالی ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انسانی سماج میں مساوات والی کیفیت کبھی بھی نہیں رہی ہے۔ ماہر سماجیات ڈبلو۔ ایچ۔ سمنر (W. H. Sumner) کے کہنے کے مطابق تاریخ انسانی میں غیر مساوات اور سطح بندی ہمیشہ سے پائی جاتی ہے" مختلف ماہر بشریات (Anthropologists) کا ماننا

ہے کہ قدیم انسانی معاشرہ میں مساوات اور برابری تھی لیکن موجودہ زمانے کی طرح اس قدیم انسانی معاشرہ میں بھی اونچ، نیچ کا تصوّر تھا۔ جے۔بی۔ گٹلر (J.B. Gitler) کے مطابق بھی غیر مساوات ہر تہذیب اور ہر سماج کی خصوصیت رہی ہے۔ یعنی ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں، ایک تہذیب سے دوسری تہذیب میں اور ایک قبیلے وخاندان سے دوسرے قبیلہ وخاندان میں کئی اعتبار سے غیر مساوات اور غیر برابری دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جن میں ایک انفرادی اور دوسرا سماجی۔

انفرادی درجہ بندی اور غیر مساوات کا مفہوم یہ ہے کہ انسان میں ناک ونقشہ، شکل وشباہت، رنگ وروپ، لمبائی وچوڑائی، عمر اور قد اور جنس کی بنیاد پر درجہ بندی، سطح بندی اور غیر مساوات وغیر برابری رہی ہے اور سماجی درجہ بندی اور غیر مساوات کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان. مال ودولت، نسل، زبان، مذہب اور پیشہ کی بناء پر زمرہ بندی اور درجہ بندی پائی جاتی ہے- جیسے جیسے سماج اور تہذیب کی ترقی ہورہی ہے سماج کے ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں ایک جماعت سے دوسری جماعت میں، ایک خاندان و قبیلہ سے دوسرے خاندان وقبلہ میں پیشہ وحرفت، مال ودولت، حسب ونسب، نسل اور زبان، رنگ کی بناء پر سطح بندی اور درجہ بندی بڑھتی جارہی ہے۔

1.1 مقاصد (Objectives)

سماجی درجہ بندی کے مطالعہ سے طلبہ وطالبات کو درج ذیل جانکاریاں ہوں گی:

سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے پر اس کے معانی ومطالب کو سمجھ پائیں گے اور طلبہ وطالبات اس نظریے کے تمام پہلوئوں سے واقف ہو جائیں گے۔

- سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے سے اس نظریے کے طول وعرض کی واقفیت ہوگی۔
- سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے سے اس نظریے کی خصوصیات کی معلومات حاصل ہوں گی۔
- سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے سے اس نظریے کے فوائد ونقصانات کے متعلق جانکاری ملے گی۔
- سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے سے اس سماجی درجہ بندی کے اقسام کی جانکاری ملے گی۔
- سماجی درجہ بندی اور حرکت پزیری کے مابین رشتے کی معلومات فراہم ہوں گی۔

1.2 سماجی درجہ بندی کے معنی (Meaning of Social Stratification)

سماجی درجہ بندی دراصل سماج ومعاشرہ کے مختلف جماعتوں میں ایک قسم کا بٹوارہ اور تقسیم ہے۔ نیز سماجی درجہ بندی کا تعلق سماج کے گروپوں کے درمیان دراصل ساختی عدم مساوات سے ہے۔

Social stratification refers to the existence of structured inequalities between groups in society.

اکثر سماجی درجہ بندی کا موازنہ ارضیاتی تہہ بندی سے ہوتی ہے۔ یعنی زمین میں جس طرح پتھر کی تہہ بندی ہوتی ہے، اسی طرح

انسانی سماج میں بھی مختلف گروہوں کے درمیان درجہ بندی اور سطح بندی ہوتی ہے۔ اور جماعتوں میں یہ جو درجہ بندی ہے وہ مال و دولت، پاور، عزت اور عہدے کی بناء پر ہے۔

او گبرن اور نمکاف (Ogburn & Nimkoff) کے مطابق سماجی درجہ بندی در حقیقت لوگوں کے درمیان انفرادی طور پر اجتماعی طور پر رتبہ کے اعتبار سے ایک قسم کی درجہ بندی ہے۔

The process by which individuals and groups are ranked in more or less enduring hierarchy of status known as social stratification.

جنس برٹ کے مطابق "سماجی درجہ بندی دراصل سماج و معاشرہ کے مستقل جماعتوں اور گروہوں میں جو بٹوارہ ہے، اس سے ایک دوسرے سے اونچ نیچ کے اعتبار سے آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔

ستھرلین اور میکسویل کے مطابق سماجی درجہ بندی دراصل ایک طریقہ کا سماجی تفریق کا ذریعہ ہے جو سماج کے کچھ لوگوں کو سماجی درجہ بندی میں اوپر رکھتا ہے اور بقیہ لوگوں کو نیچے۔

Sutherland and Maxwell hold that social stratification is the process of interaction and differentiation which places some people higher than others.

ولیم جے گوڈے کے کہنے کے مطابق سماجی درجہ بندی ایک طرح کا ایک ایسا نظام ہے جس کے ذریعہ اسباب و مسائل اور انعامات کا بٹوارہ ہے اور یہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے۔

ریمنڈ مور (Raymond Moor) کے مطابق سماجی درجہ بندی اصل میں سماج میں سماجی اکائیوں (Social Units) کا اعلیٰ اور ادنیٰ کے درمیان افقی (Horizontal) بٹوارہ ہے۔

1.3 سماجی درجہ بندی کے پہلو (Aspects of Social Stratification)

سماجی درجہ بندی کے طول و عرض کا تعلق سماج میں مختلف تفرقات کی سطحیں ہیں جو لوگوں کا سماج میں درجہ بندی اور سطح بندی کرتی ہے۔ سماجی درجہ بندی کے پہلو مندرجہ ذیل ہے۔

1. سماجی طبقہ (Social class): یہ ایک معاشیاتی اصطلاح ہے۔ یعنی سماج کے لوگوں میں دولت و معاش کے اعتبار سے درجہ بندی اور طبقہ بندی- یہ ایک کھلا مظہر ہوتا ہے جو کہ صنعتی معاشرہ کی خصوصیت ہے۔ کھلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بند سماج (Closed Society) کے مقابلہ میں صنعتی سماج میں آگے بڑھنے کے مواقع زیادہ ملتے ہیں۔
2. قوت (Power): اس کا تعلق سیاسی اور دیگر چیزوں سے ہے۔
3. حیثیت (Status): اس کا تعلق سماج کے لوگوں میں وقار و عزت کے بٹوارے سے ہے۔ یہ ایک خاص طرح کے طرز زندگی سے متعلق ہے۔ جیسے کھان، پان، لباس، رہن سہن، زبان اور طور طریقہ کے اعتبار سے سماج و معاشرہ میں درجہ بندی

1.4 سماجی درجہ بندی کی خصوصیات (Characteristics of Social Stratification)

سماجی درجہ بندی کے نظریے کی کئی خصوصیات ہیں

1. سماجی درجہ بندی کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ چیز ہر دور کے سماج کی خصوصیت میں پائی جاتی ہے(Social Stratification is universal in nature) اور آج سے پہلے کے تمام سماج و معاشرہ میں بھی سماجی درجہ بندی کسی نہ کسی شکل میں لازمی طور سے موجود رہی ہوگی۔ یہاں تک کہ آدی باسی سماج میں بھی درجہ بندی اور سطح بندی کا تصوّر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ مثال کے طور پر ہر آدی باسی سماج میں قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا، جو تیر اندازی میں مہارت رکھتا تھا اور اس کی آدی باسی سماج کے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ عزت اور تکریم ہوتی تھی۔
2. سماجی درجہ بندی کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی فطرت سماجی ہے۔(Social Stratification is Social in nature) ۔ وہ اسباب و مسائل اور ذرائع کے اعتبار سے ہے۔ اور اسباب و وسائل اور ذرائع جو سماج سے منسلک ہیں وہ سماج کے نیم ضابطہ اور قاعدہ قانون سے طے ہوتے ہیں۔ اور یہ قوانین اور ضابطے نسل در نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس کا پھیلاؤ سماج کے مختلف شعبوں سے ہوتا ہے۔ جس میں مذہب، سیاست عدالت اور تعلیمی ادارے شامل ہیں۔
3. سماجی درجہ بندی کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی شکلیں متنوع ہیں۔(Stratification has diverse forms) اس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی کا روپ ہر سماج میں ایک جیسا نہیں تھا بلکہ الگ الگ تھا۔ مثال کے طور پر قدیم روم میں غلامانہ نظام تھا جبکہ ہندوستان میں ذات پات کا نظام ہے۔
4. سماجی درجہ بندی دراصل سماج میں قوت، ترجیح، وسائل اور انعامات کے غیر مساوی تقسیم سے متعلق ہے۔
5. سماجی درجہ بندی سے اعلیٰ ادنیٰ حیثیتوں کے تصورات کو طاقت ملتی ہے۔
6. سماجی درجہ بندی سے مختلف طبقات میں اسٹیٹس گروپ (Status Group) کو طاقت ملتی ہے۔

1.5 سماجی درجہ بندی کے فوائد و نقصانات (Functions and dysfunctions of Social Stratification)

سماجی درجہ بندی کے متعدد فوائد اور نقصانات بھی ہیں، جن کا ذکر درج ذیل میں کیا جارہا ہے۔ سب سے پہلے سماجی درجہ بندی کے فوائد پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

سماجی درجہ بندی کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ انسانی زندگی میں مختلف ضروریات لاحق ہوتی ہیں اور مختلف اسباب کی حاجت ہوتی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے مختلف اسباب اور مختلف کام کرنے والوں کی ضرورت ہے، اور ان کا تعاون ضروری ہے۔ اس کے لئے سماجی درجہ بندی بھی ضروری ہے۔ اور اس کے لئے کام کاج کا بٹوارہ ہوتا ہے، تاکہ ہر ایک کام کرنے والا ایمانداری سے کام کرکے سماجکو بھرپور تعاون کرے۔

اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی مختلف کام کاج کرنے والے کو زیادہ سے زیادہ کام کاج پر اُبھارتی اور آمادہ کرتی ہے جس

کے بدلے میں انہیں انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے لوگوں میں اپنی قابلیت اور صلاحیت کو پروان چڑھانے کا موقع ملتا ہے اور جس کی وجہ سے انہیں عہدہ ملتا ہے۔اور اس کی وجہ سے آپسی تعاون کا جذبہ پیدا ہوتا ہے نیز آپسی ٹکراؤ کا ماڈہ بھی ختم ہوتا ہے۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے لوگ انعامات واحسانات سے نوازے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں یہ بہتر طریقے سے سماجکی معاونت کرتے ہیں۔

پانچویں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج کے لوگوں میں باہمی تعلقات اور آپسی رشتے ہموار ہوتے ہیں۔

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج کے افراد کی پوزیشن طے ہوتی ہے۔ جس کی روشنی میں پوزیشن کے اعتبار سے سماج کے ہر فرد کو کام سونپا جاتا ہے۔

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج کے افراد میں ذمہ داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جسے وہ بحسن خوبی ادا کرتے ہیں- جس کی وجہ سے ان سے سماج کے سبھی لوگوں کو مستفیض ہونے کے مواقع ملتے ہیں۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے مضبوط مسابقہ (Healthy Competition) کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے سماج کی ترقی ہوتی ہے اور بلاوجہ سماج ٹکراؤاور مخالفت سے محفوظ رہتا ہے۔

نواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج کے جو ضابطے و قوانین اور رسم ورواج ہیں، انہیں ماننے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔

دسواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج میں ہر فرد اپنی قابلیت وصلاحیت کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے سماج ومعاشرہ میں بدلاؤ پیدا ہوتا ہے۔

گیارہواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج ومعاشرہ میں یکجہتی کو بڑھاوا ملتا ہے جس کی وجہ سے انفرادی اور اجتماعی طور پر سماج کو مضبوطی ملتی ہے۔

ذیل میں سماجی درجہ بندی کے چند نقصانات کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

پہلا منفی پہلو یہ کہ سماجی درجہ بندی سے انسان کو خاص مقام اور خاص عہدہ حاصل ہو جانے کے بعد وہ بے فکر ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی صلاحیت و قابلیت منجمد ہو جاتی ہے۔اس کی وجہ سے سماج ومعاشرہ کے افراد کو نقصان ہوتا ہے۔

دوسرا نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے ہر فرد اپنے بارے میں اور اپنی قوم کے بارے میں سوچتا ہے۔اور اسے ترقی دینے کی فکر مند رہتا ہے اور بقیہ لوگوں کو نظر انداز کر دیتا ہے جس کی وجہ سے سماج ومعاشرہ کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تیسرا نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج کے کچھ لوگوں کو اہم مقامات اوراہم عہدے مل جاتے ہیں اور کچھ لوگوں کو کم، جس کی وجہ سے ان میں مایوسی، بے اطمینانی اور احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے۔

چوتھا نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے عدم مساوات اور غیر برابری کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے سماج میں مساوات

اور برابری ختم ہو جاتی ہے۔

پانچواں نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج کے اندر جو مضبوط طبقات ہیں، ان کا ہی سماجی وسائل پر قبضہ رہتا ہے- یہ خوشحال زندگی گزارتے ہیں اور بقیہ لوگ تنگ دستی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ان کے اندر بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور سماج میں ٹکراؤ کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

چھٹا نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی کا نظام مقابلہ پر مبنی ہے جس کے نتیجے میں انسان کے اندر غیر محفوظی احساسات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جنہیں نہیں ملا ہے انہیں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں ملے گا یا نہیں۔ اور جنہیں مل گیا ہے، ان کے اندر یہ تصور اُبھرنے لگتا ہے کہ ہم اسے بچا پائیں گے یا نہیں یا اس کا حق ہم ادا کر سکیں گے یا نہیں۔

ساتواں نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی انسان کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ سماجی وسائل تک سماج کے ہر فرد کی پہنچ نہیں ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کی اندرونی صلاحیت کو نکھارنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔

آٹھواں نقصان یہ ہے کہ ہندوستان جیسے بند اور ذات پات پر مبنی سماج میں سماجی درجہ بندی سے چھوا چھوت، اونچ نیچ جیسی خرابیوں اور بہت ساری برائیوں کو کو بڑھاوا ملتی ہے - ان خرابیوں اور بُرائیوں کی وجہ سے سماج و معاشرہ میں انتشار وافتراق پیدا ہوتا ہے۔

1.6 بند سماجی درجہ بندی (Closed System of Stratification)

سماجی درجہ بندی کی دو قسمیں ہیں: ایک بند سماجی درجہ بندی اور دوسرا کھلا سماجی درجہ بندی۔ بند سماجی درجہ بندی میں سماج کے افراد و طبقات کی پوزیشن جنم سے طے ہوتی ہے۔ اور اس طرح کے نظام میں انسان کے افراد و اقوام خواہ جتنی بھی کوشش کر لیں، ان میں بدلاؤ اور صلاحیت و قابلیت کے نکھارنے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ اور جب طبقہ کی جو پوزیشن ہوتی ہے، وہی پوزیشن اس آدمی کی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستانی سماج ذات پر مبنی ہے۔ چنانچہ اس طرح کے نظام میں سماجی نقل و حرکت کے امکانات بہت کم ہیں۔ بلکہ انسان کا جنم جس ذات میں ہوتا ہے۔ اسی ذات کا جو پیشہ ہوتا ہے، وہی پیشہ اس آدمی کا ہو جاتا ہے۔

1.7 کھلی سماجی درجہ بندی (Open System of Stratification)

کھُلی سماجی درجہ بندی صنعتی سماج کی خصوصیت ہے۔ اس نظام میں سماجی نقل و حرکت (Social mobility) کے مواقع بند سماجی درجہ بندی کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ اور اس نظام و دستور میں انسان کی حیثیت پیدائش سے طئے نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے کاموں سے طئے ہوتی ہے۔ اور اس نظام کی روشنی میں سماج کا ہر فرد اپنی صلاحیت اور محنت سے پوزیشن حاصل کرتا ہے۔ اور کھُلا سماجی درجہ بندی کے طفیل میں ذات پات اور غلط قسم کے رسم و رواج سے نکل کر خوشحال زندگی جینے کے راستے ہموار ہوتے ہیں۔

1.8 سوشلسٹ سماج میں درجہ بندی ((Stratification in Socialist Societies

کارل مارکس کے مطابق مساویانہ سماج کے لئے ذرائع پیداوار (Sources of Production) پر سماج کے ہر فرد کا یکساں حق ہے۔ اور اس طرح کے مساویہ یانہ سماج (Egalitarian Society) کو سوشلسٹ سماج کا نام کارل مارکس نے دیا ہے۔ اور اس سوشلسٹ سماج میں حکومت لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق اشیاء فراہم کرتی ہے۔

کارل مارکس نے سوشلسٹ سماج کا جو نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اس کے برعکس سوشلسٹ سماج میں بھی معاشی غیر برابری اور درجہ بندی پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ معاشی غیر برابری سوشلسٹ سماج میں کیپٹلسٹ سماج (Capitalist Society) کے مقابلے میں کم پائی جاتی ہے۔

یوگوسلاویہ کے مصنف میلووان ڈی جی لاس (Milovan Dijilas) جو خود بھی کبھی کمیونسٹ تھے، وہ اپنی کتاب The new class میں لکھتے ہیں کہ سوشلسٹ سماج میں تمام بڑے بڑے عہدوں پر کمیونسٹ پارٹی کے اہم اراکین فائز رہتے ہیں۔ کہنے کو شوسلسٹ سماج کے ہر فرد کا ذرائع پیداوار (Means of Production) پر برابر کا قبضہ ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا دیکھا گیا ہے اس پر کہ کمیونسٹ پارٹی کے اہم اراکین کا ہی قبضہ رہتا ہے۔

سوشلسٹ سماج میں کمیونسٹ پارٹی کے اہم اراکین کو جو اہم سہولیات اور ضروریات فراہم ہوتے ہیں جیسے بہترین سرکاری گھر، مفت علاج اور بہتر سے بہتر معالجہ، اولاد کے لئے بہت سے بہتر اسکولوں میں داخلے کا انتظام اور دیگر نقدی امداد اور سہولیات وغیرہ، اسی طرح کی آسانیاں اور سہولیات عام پبلک اور عام کمیونسٹ سماج میں بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح کی صورت حال میں کمیونسٹ سماج میں بھی غیر برابری سماج کا وجود ہو جاتا ہے اور امیر وغریب کا طبقہ بن جاتا ہے اور کمیونسٹ پارٹی کے اہم اراکین کے جو پاور ہیں ان پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ They enjoy an absolute Power. اور نچلے درجہ کے جو کارکن ہیں، ان کی وہاں تک رسائی مشکل ترین کام ہوتا ہے جبکہ سرمایہ دار سماج کے مقابلے میں یہاں سماجی نقل و حرکت کے مواقع کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

فرینک پارکن (Frank Parkin) کے مطابق مشرقی یورپین سماج میں مختلف قسم کے طبقات (Strata) پائے جاتے ہیں۔

1. سفید پوش پیشہ ور مثلاً منیجر اور حکمراں (White collar Professionals and administrative Positions)
2. ہنر مند دستی پوزیشن (Skilled Manual Positions)
3. نچلے درجے کا سفید پوش پوزیشن (Lower white collar Positions)
4. غیر ہنر مند دستی پوزیشن (Unskilled Manual Positions)

فرینک پاکن کے مطابق شوسلسٹ سماج میں غیر ہنر مند دستی مزدور کے مقابلے میں اعلیٰ حکمراں، منیجر، پروفیشنل، کو زیادہ مقام، عزت اور رتبہ حاصل ہوتا ہے۔

1.9 سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری (Social Stratification and Social Mobility)

سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان گہرا رشتہ ہے جبکہ بند سماج میں حرکت پذیری کے امکانات کم ہوتے ہیں اور کھلے سماج میں حرکت پذیری کے امکانات بہت ہوتے ہیں۔ سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کا انحصار نظام پر ہے۔ حرکت پذیری کی دو قسمیں ہیں۔

1. نسل در نسل حرکت پذیری(Inter-generational mobility)
2. شخصی حرکت پزیری(Intra-generational mobility)

نسل در نسل حرکت پزیری کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ نسل میں نقل و حرکت ہو تو اسے نسل در نسل حرکت پزیری کہا گیا ہے۔

شخصی حرکت پزیری کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کی نقل و حرکت ہو تو اسے شخصی حرکت پزیری کہا جاتا ہے۔ جسے کوئی اگر کلرک ہے اور بعد میں وہ مقابلہ جاتی امتحان پاس کر کے آئی۔ اے۔ ایس ہو گیا تو اس مشکل میں صرف ایک شخص کی ترقی ہو رہی ہے۔

نسل در نسل حرکت پزیری اور شخصی حرکت پذیری کی گنجائش بند سماج میں نہ کے برابر ہوتی ہے۔ جیسے ہندوستان کا قدیم سماج جو ذات پر مبنی تھا اور ذات پر مبنی سماج بند سماج بھی کہلاتا تھا- اس طرح کے سماج میں ہر ذات کا اپنا ایک موروثی پیشہ ہوتا تھا۔ جو پیڑھی در پیڑھی منتقل ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر بڑھئی کا بیٹا بڑھئی ہوتا تھا اور لوہار کا بیٹا لوہار ہوتا تھا یعنی باپ کا جو موروثی پیشہ تھا وہی موروثی پیشہ بیٹے کے بیٹے کا ہو جاتا تھا۔ ٹھیک اس کے برعکس صنعتی اور سرمایہ داری سماج میں نسل در نسل حرکت پذیری اور شخصی حرکت پذیری کے امکانات زیادہ سے زیادہ ہوتے ہیں۔

1.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ سے سماجی درجہ بندی کے تصور کو تفصیل سے سمجھنے میں مدد ملی ہے اس کے علاوہ سماجی درجہ بندی کے مقاصد، معانی و مطالب اور اس کے مختلف پہلوؤں کی معلومات بھی فراہم کی گئی ہے۔

سماجی درجہ بندی کی کئی خصوصیات کی جانکاری فراہم ہوئی جیسے (۱) یہ درجہ بندی ہر دَور کے سماج کی فطرت میں پائی جاتی ہے۔(۲) درجہ بندی کی متنوع شکلیں ہیں وغیرہ۔

اس اکائی کے مطالعے سے سماجی درجہ بندی نظام کے انفرادی اور اجتماعی زندگیوں اور مختلف طبقات پر پڑنے والے اثرات کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اس اکائی کے مطالعے سے سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے اس کے بارے میں جانکاری ملی اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ حرکت پذیری کے امکانات کھلے سماج کے مقابلے میں بند سماج میں برائے نام امکانات

ہوتے ہیں۔

1.11 فرہنگ (Keywords)

- سماجی درجہ بندی(Social Stratification)۔اس کے معنی سماج میں ساختی عدم مساوات ہے۔ اور سماج کے مختلف طبقات میں ایک قسم کے بٹوارے کا نام ہے۔
- بند سماجی درجہ بندی(Closed Stratification) کے معنی سماج میں ساختی عدم مساوات ہے۔ اور سماج کے مختلف طبقات میں ایک قسم کا بٹوارہ کا نام ہے۔
- کھُلی سماجی درجہ بندی(Open Stratification) ۔اس سے مراد وہ سماج ہے جس میں حرکت پذیری کے امکانات زیادہ سے زیادہ ہوتے ہیں۔
- حاصل شدہ حیثیت(Achieved Status) کے مطلب اپنی محنت اور لگن سے حاصل کی ہوئی حیثیت۔
- منسوبی حیثیت(Ascribed Status)۔ جنم سے طئے کی گئی حیثیت۔
- سماجی حرکت پذیری(Social Mobility)۔اس کے معنی سماجی درجہ بندی نظام کے اندر انفرادی اور طبقات کی ایک حیثیت سے دوری حیثیت جانا۔ خواہ اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر جانا۔
- نسل در نسل حرکت پذیری(Inter-generational Mobility) کے معنی دو یا دو سے زیادہ نسلوں میں نقل و حرکت ہے۔
- شخصی حرکت پزیری(Intra-generational Mobility) کا مطلب ہے کہ ایک شخص کی نقل و حرکت ہو۔
- ذرائع پیداوار(Means of Production) سے مراد وہ تمام مادی عناصر ہیں جن سے مصنوعات کی پیداوار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مشین، مختلف قسم کے آلات و ہتھیار (Tools) آفس اور کمپیوٹر وغیرہ یعنی وہ تمام عناصر یا اجزا جن سے دولت کی پیداوار ہوتی ہے۔
- موروثی(Hereditary) کے معنی ہے وہ اشیاء جو ورثے میں ملے۔

1.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) ہندوستانی سماج میں سماجی درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

(a) مال دولت   (b) ذات

(c) خاندان   (d) جنس

(2) جب سماج کو اونچ نیچ کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے تو اسے کیا کہتے ہیں؟

(a)ذات　　　(b)کلاس

(c)درجہ بندی　　　(d) ان میں سے کوئی نہیں

(3) درج ذیل میں سے درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

(a)پیدائش　　　(b)تعلیم

(c)دولت　　　(d) ان میں سے سبھی

(4) درج ذیل میں سے بند سماجی درجہ بندی کی مثال کیا ہے؟

(a) کلاس　　　(b)قوت

(c) ذات　　　(d)ان میں سے سبھی

(5) درجہ بندی کے سنسکرتی کے آدھار درج ذیل میں سے کون ہے؟

(a) جنسی فرق　　　(b)نسل

(c)پیدائش　　　(d) دھرم

(6) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کا کام کون سا ہے؟

(a)سماج میں یکجہتی پیدا کرنا　　　(b)سماج کی ترقی

(c)معاشرہ میں مایوسی کو بڑھاوا دینا　　　(d)ان میں سے سبھی

(7) The New class کتاب کے مصنف کون ہیں؟

(a)میون ذی.جی لاس　　　(b)کارل مارکس

(c)ٹال کٹ پارسن　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

(8) درج ذیل میں سے کس نے Class in it self اور Class for it self اصطلاح کا استعمال کیا ہے؟

(a) کارل مارکس　　　(b)میکس وبیر

(c)ایل۔اے۔کوزر　　　(d)جی۔سی میل

(9) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کی حیاتیاتی بنیاد کیا ہے؟

(a)سیاسی طاقت　　　(b) مالی طاقت

(c)پیشہ　　　(d) ریس(Race)

(10) درج ذیل میں سے کون نسل در نسل حرکت پذیری اور شخصی حرکت پذیری کی بات کرتا ہے؟

(a)کارل مارکس　　　(b)سوروکن

(c)میکس ویبر　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. سماجی درجہ بندی کیا ہے؟
2. بند سماجی درجہ بندی کیا ہے؟
3. کھلی سماجی درجہ بندی کیا ہے؟
4. سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان کیا رشتہ ہے؟ وضاحت کریں۔
5. سماجی درجہ بندی کے طول و عرض کے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کریں۔
6. حرکت پزیری کی کتنی قسمیں ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. سماجی درجہ بندی کی خصوصیات پر روشنی ڈالئے؟
2. سماجی درجہ بندی کے فوائد و نقصانات پر تفصیلی تحریر قلم بند کریں۔
3. سماجی ڈھانچہ اور سماجی درجہ بندی کے مابین رشتوں کی وضاحت کریں۔
4. سماجی درجہ بندی اور اور حرکت پذیری کے درمیان کے رشتوں کی وضاحت کرتے ہوئے حرکت پذیری کی تمام صورتوں پر روشنی ڈالئے۔
5. ذرائع پیداوار، نسل در نسل حرکت پذیری حاصل شدہ حیثیت اور موروثی حیثیت کی وضاحت اپنے الفاظ میں کریں۔
6. سوشلسٹ سماج میں سماجی درجہ بندی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

اکائی 2۔ سماجی درجہ بندی نظریے کی طرز رسائیاں

(Approaches to the study of Social Stratification)

اکائی کے اجزا

2.0 تمہید
2.1 مقاصد
2.2 سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ نظریہ: بنیادی مفروضات
3.3 ٹالکٹ پارسن کا نقطۂ نظر
2.4 کنگسلے ڈیوس اور ویلبرٹ مور کا نقطۂ نظر
2.5 سماجی درجہ بندی کے متعلق کارل مارکس کا نقطۂ نظر
2.6 سماجی درجہ بندی کے متعلق میکس ویبر کا نقطۂ نظر
2.7 سماجی درجہ بندی کے متعلق اُلریک بیک کا نقطۂ نظر
2.8 سماجی درجہ بندی کے متعلق ڈبلو، ایل وارنر کا نقطۂ نظر
2.9 اکتسابی نتائج
2.10 فرہنگ
2.11 نمونہ امتحانی سوالات

2.0 تمہید (Introduction)

سماجی درجہ بندی سماجیات کا ایک اہم موضوع ہے۔ یہ اس بات سے بحث کرتا ہے کہ سماج میں انسان مختلف اونچ نیچ کے طبقات میں منقسم ہے۔ طبقاتی تقسیم کی مختلف بنیادیں جیسے کہ دولت، ذات، سماجی حیثیت اور سیاسی اقتدار ہو سکتے ہیں۔ ہندوستانی سماج میں اس تقسیم کی بنیاد ذات پات کا نظام ہے اور مغربی سماج میں طبقہ یعنی کلاس اس کی بنیاد ہے۔

یہ اکائی سماجی درجہ بندی کو سماجیاتی نظریات کی روشنی میں سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔ اس میں ہم نے مختلف اہم نظریات کو بیان کیا ہے اور یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ وہ سماجی درجہ بندی کو کیسے دیکھتے ہیں۔ نیز ان پر کی گئی تنقیدوں کو بھی مختصراً بیان کیا ہے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں؛

- اس کے مطالعے سے طلبہ کو سماجی درجہ بندی سے متعلق بنیادی معلومات ہو سکے گی۔
- طلبہ سماجی درجہ بندی سے متعلق مختلف نظریات سے واقف ہو سکیں گے۔ نیز
- انہیں ان نظریات پر کی گئی تنقیدوں کے حوالے سے بنیادی معلومات ہو سکے گی۔

2.2 سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ نظریہ: بنیادی مفروضات

(Functionalist Theory of Stratification: Basic Assumption)

1950ء سے 1960ء تک سماجیات میں "فنکشنلزم" ایک اہم تھیوری مانی جاتی تھی۔ فنکشنلسٹ تھیوری کا ماننا ہے کہ سماج میں اگر کوئی چیز ہے، تو یوں ہی اس کا وجود نہیں ہے، بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی کام اور فنکشن ہے۔ چنانچہ سماجی درجہ بندی کا بھی سماج میں ایک اہم رول اور فنکشن ہے اور سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ تھیوری کے مختلف بنیادی مفروضات (Assumptions) ہیں جو درج ذیل میں مذکور ہیں:

1. سماجی درجہ بندی ایک آفاقی عمل ہے۔
2. سماجی درجہ بندی سماج کی ضروریات پر مبنی ہے۔
3. ہر سماج میں کچھ خاص اہم مسائل وضروریات ہیں جن کو پورا کرنا لازم ہے۔ ورنہ سماج ومعاشرہ کا وجود ختم ہو جائے گا۔
4. سماجی درجہ بندی "سماج میں نظم ونسق قائم رکھنے میں اپنا اہم رول ادا کرتی ہے۔
5. سماجی درجہ بندی سماج میں کام کاج کے بٹوارے (Division of labour) میں بھی اپنا اہم رول ادا کرتا ہے۔
6. سماج میں ہر ایک کام یکساں اہمیت کے حامل نہیں ہوتے۔
7. سماجی درجہ بندی کام کی نوعیت اور اہمیت کو طے کرتی ہے اور سماج کے لئے کام کی اہمیت اور ضرورت کے اعتبار سے اس کام کی ویلیو کے ساتھ ساتھ اس پر انعامات بھی طے کرتی ہے۔

2.3 ٹالکٹ پارسن کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نقطۂ نظر

(Talcott Parsons' Approach to Stratification)

ٹالکٹ پارسن کا سماجی درجہ بندی کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ:

1. سماجی درجہ بندی ایک آفاقی عمل ہے۔
2. سماج میں نظم ونسق، قاعدہ قانون اور باہمی تعاون آپسی رضامندی(Value Consensus) پر مبنی ہے۔
3. ہر ایک سماج کا نظم ونسق اور قاعدہ قانون الگ ہے۔
4. سماجی درجہ بندی پر سماج و معاشرہ کے تمامی افراد واقوام آپسی رضامندی سے متفق ہوتے ہیں۔
5. ہر سماج کے پاس کام کی قدر و قیمت اوراہمیت کے جانچنے کے اصول ہیں۔ سماج میں کامیابی کے معیار کو حاصل کرنے پر اسی اعتبار سے اسے درجات وانعامات سے نوازا جاتا ہے۔مثال کے طور پر ہندوستانی سماج میں آئی۔اے۔ایس،ڈاکٹر ،انجینئر اور سائنس داں وغیرہ بننے کو اہم کامیابی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ جو کوئی بھی اوپر ذکر کردہ عہدہ پر فائز ہو جاتا ہے،اسے سماج ومعاشرہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بہترین انعامات سے نوازتا ہے۔
6. ٹالکٹ پارسن کا ماننا ہے کہ چونکہ سماجی درجہ بندی سماج کے ویلیو سسٹم(Value System) سے طے ہوتا ہے۔اس لئے سماج کے لئے سماجی درجہ بندی ایک ضروری چیز اور کارآمد ہے۔

2.4 کنگسلے ڈیوس اور ویلبرٹ مور کا نقطۂ نظر y Davis & Wilbert MooreViews of Kingsle

کنگسلے ڈیوس اور ویلبرٹ مورنے سماجی درجہ بندی کے متعلق "فنکشنلسٹ تھیوری" اپنے مشہور مضمون ومقالہ " Some Principles of stratification"میں پیش کیا، جو مضمون ومقالہ امریکن جرنل آف سوشولوجی 1945ء میں شائع ہوا تھا۔ چنانچہ ان دونوں کا سماجی درجہ بندی کے متعلق درج ذیل خیالات ہیں:

1. سماجی درجہ بندی سماج کی فنکشنل ضرورت(Functionalist Necessity) ہے۔
2. ہر دور کے ہر سماج میں سماجی درجہ بندی دیکھنے کو ملتی ہے۔
3. سماج میں کچھ عہدے سماج کو چلانے کے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔
4. سماج میں کچھ عہدے بقیہ عہدے کے مقابلے میں نہایت اہم ہوتے ہیں، جن کے لئے خاص قسم کی صلاحیت و قابلیت(Talent) ہونی چاہئے۔ لیکن یہ خاص قسم کی صلاحیت و قابلیت گنے چنے لوگوں میں پائی جاتی ہے۔
5. ان دونوں کے کہنے کے مطابق سماجی درجہ بندی کا کام خاص قسم کی صلاحیت مندوں کی پہچان کرکے سماج میں جو خاص عہدے ہیں، ان پرانہیں فائز کرنا ہے۔
6. ان دونوں کے کہنے کے مطابق سماجی درجہ بندی کا کام سماج میں جو خاص عہدے و منصب ہیں، اُن پر اچھے انعامات رکھنا تاکہ لوگوں کا اس کی طرف پرکشش جھکاؤ ہوسکے۔ اور عہدہ ومنصب مل جانے کے بعد اپنے فرائض اور ذمہ داریاں سنبھالنے میں دلچسپی کا مظاہرہ کرسکے۔

سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ نظریات پر ایک تنقیدی نظر

ٹیو مِن کا یہ کہنا ہے کہ ہر ایک کام کی مساوی اہمیت ہے۔ اور ایسا نہیں ہے کہ کچھ عہدے و مناصب نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور کچھ عہدے اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ بلکہ ہر قسم کا کام و عہدہ قابل اہمیت ہے۔ ٹیو من نے کنگسلے ڈیوس اور ویلبرٹ مور کا درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ نظریہ کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اس کے مطابق ڈیوس اور مور دونوں نے سماج میں انعامات کو لے کر جو غیر مساوی بٹوارہ کیا ہے اس میں طاقت(Power)اور اثر (Influence) کی جو اہمیت ہے اس کو نظر انداز کیا ہے۔ ٹیو من کے کہنے کے مطابق ڈیوس اور مور کے سماجی درجہ بندی کے متعلق نظریات لوگوں کو حوصلہ بڑھانے کے بجائے حوصلہ شکنی کا کام کرتے ہیں۔

سماجیات کے کچھ ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ نظریات ایک جنرل تھیوری ہے اور اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ بعض ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ سماجی درجہ بندی ہر دور کے سماج میں رہی ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ فنکشنلسٹ تھیوری امریکی سماج کے اصول کو دھیان میں رکھتے ہوئے پیش کیا گیا ہے اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہ تھیوری یہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے کہ سماج میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ اور کہیں کوئی غیر برابری، استحصال اور جھگڑا لڑائی نہیں ہے جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے۔

2.5 سماجی درجہ بندی کے متعلق کارل مارکس کا نقطۂ نظر

(Views of Karl Marx regarding Social Stratification)

سماجی درجہ بندی کے متعلق کارل مارکس کے جو نظریات ہیں، وہ فنکشنلسٹ نظریے کے بالکل برعکس ہیں۔ مثال کے طور پر درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ نظریہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی "سماج میں یکجہتی اور اتحاد و یگانگت پیدا کرتی ہے، لیکن کارل مارکس کا درجہ بندی کے متعلق یہ کہنا ہے کہ درجہ بندی سے سماج میں تناؤ پیدا ہوتا ہے اور یکجہتی و اتحاد کمزور ہوتا ہے۔

سماجی درجہ بندی کے متعلق کارل مارکس کے نظریات کی بنیاد

1. کارل مارکس کے مطابق " سماجی درجہ بندی کی جڑ میں معاشیات ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ سماج و معاشرہ کی ہر ایک چیز کو معاشیات طے کرتا ہے۔ اس لئے کارل مارکس کو ایکونومک ڈیٹرمنسٹ (Economic determinist) بھی کہا جاتا ہے۔
2. کارل مارکس کا یہ کہنا ہے کہ سماجی درجہ بندی کی بنیاد سماج کے کلاس اسٹرکچر (Class structure) پر ہے۔
3. کارل مارکس کا یہ کہنا ہے کہ سماجی درجہ بندی کا تعلق سماج میں ذرائع پیداوار کے مالکانہ حق سے ہے۔
4. کارل مارکس کے مطابق " سماج کا جب آغاز ہو رہا تھا، اس وقت سماجی درجہ بندی نہیں تھی، لہٰذا کلاس اسٹرکچر اور معاشی استحصال کا تصور بھی نہیں پایا جاتا ہے۔ کارل مارکس اس دور کو پریمیٹیو کمیونزم (Primitive communism) کا نام دیتے ہیں۔
5. جب سماج میں ضرورت سے زیادہ پیداوار (Surplus production) ہونے لگی تب جا کر کلاس اسٹریکچر کا وجود ہوا۔
6. کارل مارکس کے مطابق کلاس کا مطلب یہ ہے کہ سماج کا طبقہ آپس میں ذرائع پیداوار کے ساتھ ایک ہی طرح کا ساجھا کرتے ہیں

7. کارل مارکس کلاس کو ذرائع پیداوار کی ملکیت اور ملکیت سے محرومی کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔
8. کارل مارکس کے مطابق قدیم معاشرہ و سماج کو چھوڑ کر بقیہ ہر سماج میں دو طرح کے کلاس پائے جاتے ہیں۔ ایک امیر، دوسرا غریب مثال کے طور پر جاگیر دارانہ سماج (Feudal Society) میں زمین دار اور مزدور اور سرمایہ دارانہ سماج میں سرمایہ دار اور مزدور طبقہ (Working class)۔
9. کارل مارکس کے مطابق امیر اور غریب کے مابین جو رشتہ ہے وہ استحصال پر مبنی ہے اور ہر دور میں ذرائع پیداوار پر جس طبقے کا قبضہ ہوتا ہے وہ دیگر طبقات کے افراد و اقوام کا استحصال کرتا ہے۔
10. کارل مارکس کے مطابق امیروں کی جو معاشی ترقی ہوتی ہے وہ غریبوں کی حق تلفی کرکے ہی ہوتی ہے۔
11. کارل مارکس کا کہنا ہے کہ مزدور جتنا کام کاج کرتا ہے، اس کام کے ویلیو کے برابر اسے مزدوری نہیں ملتی ہے۔ مثال کے طور پر مزدور نے آٹھ گھنٹے کام کئے، لیکن اسے دو گھنٹے کی ہی مزدوری ملی۔ بقیہ چھ گھنٹے کے کام کا فائدہ اور منافع سرمایہ دار کو جاتا ہے۔
12. کارل مارکس کے مطابق غریبوں کے استحصال اور حق تلفی کے روک تھام کے لئے سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ اور اس کی جگہ مساویانہ نظام کے لئے کمیونسٹ سماج (Communist Society) کا قیام ضروری ہے۔
13. کارل مارکس کے نظریہ کے مطابق کمیونسٹ سماج میں امیر و غریب کے درمیان کوئی فرق نہیں رہے گا، غریبوں کا استحصال ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اور ذرائع پیداوار پر سماج کے ہر فرد کا مساویانہ مالکانہ حق ہو گا۔
کارل مارکس کے مطابق کمیونسٹ سماج میں کوئی کلاس یعنی کوئی درجہ بندی نہیں ہو گی۔

کارل مارکس کے نظریات پر تنقیدی نگاہ

a) میکس ویبر نے کارل مارکس کی اس بات کی تنقید کی ہے کہ کیپٹلسٹ سماج میں دو ہی طرح کے کلاس پائے جاتے ہیں۔ میکس ویبر کے مطابق کیپٹلسٹ سماج میں دو نہیں بلکہ چار طرح کے کلاس پائے جاتے ہیں جو درج ذیل ہے:
1. جائیداد کی ملکیت والا اعلیٰ طبقہ (The Propertied upper class)
2. جائیداد سے محروم وائٹ کالر ورکر (The Property less white collar workers)
3. چھوٹا بورژوا طبقہ (The Petty bourgeoisie)
4. مزدور طبقہ (The manual working class)

b) فرینک پارکن نے کارل مارکس کی اس بات کی تنقید کی ہے کہ کیپٹلسٹ سماج کی بنیاد دولت پر ملکیت اور ملکیت سے محرومی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیپٹلسٹ سماج کی بنیاد اکوپیشنل اسٹرکچر (Occupational Structure) پر کی ہے۔

c) رالف ڈہرنڈرف نے کارل مارکس کی تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کمیونسٹ سماج میں ورکنگ کلاس کوئی یکساں گروہ (Homogeneous Category) نہیں ہے، بلکہ ورکنگ کلاس (Working class) بھی تین حصوں میں بٹا ہے۔ جیسے

غیر ماہر(Unskilled)،ماہر(Skilled) اور نیم ماہر(Semi-skilled) ورکنگ کلاس۔

2.6 سماجی درجہ بندی کے متعلق میکس ویبر کا نقطۂ نظر

(Social Stratification Views of Max Weber Related to)

سماجی درجہ بندی کے متعلق میکس ویبر تین چیزوں کی بات کرتے ہیں:

1. کلاس Class
2. اسٹیٹس Status
3. پاور Power

1. کلاس(Class): کلاس کے متعلق میکس ویبر کا یہ کہنا ہے کہ سماج میں آدمی کا کلاس ذرائع پیداوار کی ملکیت اور غیر ملکیت سے ہی صرف طے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے پیشہ کی مارکیٹ ویلیو سے طے ہوتا ہے۔
2. اسٹیٹس(Status): اسٹیٹس کا تعلق میکس ویبر کے مطابق انسان کے طرز زندگی(Life style) سے ہے۔ اور سماج کے ہر طبقہ کی طرزِ زندگی الگ الگ ہے۔
3. پاور(Power): پاور کا تعلق میکس ویبر کے مطابق پاور کا تعلق سیاسی پاور سے ہے۔ اور سماج میں ہر طبقہ اور ہر فرد کی سیاسی طاقت الگ الگ ہے۔

ویبر کے مطابق انقلاب(Revolution) کی صنعتی سماج میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نیز ان کے کہنے کے مطابق مڈل کلاس کا دائرہ صنعتی سماج میں بڑھ رہا ہے اور لوگوں کے درمیان ٹکراؤ کی صورت حال ہے جو صرف معاشی وجوہات کے چلتے ہی نہیں بلکہ کئی دیگر وجوہات کی بناء پر ہو سکتی ہے۔ جیسے مذہب، پہچان وغیرہ۔

2.7 سماجی درجہ بندی کے متعلق اُلریک بیک کا نقطۂ نظر

(Views of Ulrick Beck regarding Social Stratification)

اُلریک بیک رسک سوسائٹی(Risk Society) کی بات کرتے ہیں۔ جس سماج میں درجہ بندی رسک پر مبنی ہو اسے رسک سوسائٹی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جیسے دنیا بھر کے امیر لوگ ماحولیاتی تبدیلی(Climate change) کے خوف سے ایک ہونے لگے۔ اور جس چیز سے زیادہ ڈر ہونے لگے تو اس کے خوف سے مختلف طبقات میں بٹنے لگے اور اس سے نپٹنے کے لئے یکجا ہونے لگے، تو اس طرح کے سماج کو اُلریک بیک نے ''رسک سوسائٹی'' کہا ہے۔

اسی طرح سماجی درجہ بندی کے متعلق انتھنی گڈنس کا کہناہیکہ سماجی درجہ بندی دراصل سماج کے طبقات کے درمیان ایک ساختی عدم مساوات (Structured inequalities) پر ہے۔

2.8 سماجی درجہ بندی کے متعلق ڈبلو۔ ایل۔ وارنر کا نقطۂ نظر

(Warner's Views on Social Stratification)

ڈبلو۔ ایل۔ وارنر کا نقطۂ نظر سماجی درجہ بندی کے متعلق ریپوٹیشنل اپروچ (Reputational approach) کہلاتا ہے۔ وارنر اپنی کتاب "یان کی سیٹی" (Yanki City) میں ریپوٹیشنل اپروچ کا استعمال کرتے ہوئے امریکی سماج میں کلاس کے نیچر کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ ریپوٹیشنل اپروچ کا تعلق دراصل لوگوں کے لائف اسٹائل سے ہے جس کے ذریعہ فرد کے کلاس کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

وارنر کہتے ہیں کہ کلاس کی موجودگی سماج میں اسٹیبلیتی (Stability) یعنی پر سکون لاتا ہے۔ اور ہر کلاس کی اپنی ایک خاص طرح کی تہذیب ہے، جو مختلف طبقات کے بیچ ٹکراؤ کو ختم کرتی ہے۔

ڈبلو۔ ایل۔ وارنر لائف اسٹائل کے علاوہ درج ذیل چیزوں کو سوشل اسٹیٹس یعنی سماجی حیثیت کے لئے اہم مانتے ہیں۔

1. آمدنی (Income)
2. پیشے کی حیثیت (Occupational Prestige)
3. تعلیم (Education)
4. فرینڈشپ (Friendship)
5. رضاکارانہ گروپ کی ممبرشپ (Membership of voluntary groups)
6. فرصت سرگرمیاں (Leisure activities)

ڈبلو۔ ایل۔ وارنر چھ طرح کے کلاس کی بات کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. اشرافیہ (Noble families)
2. امیر لوگ جو اشرافیہ کے عین نیچے ہیں (Other rich families below nobility)
3. خودمختار پروفیشنلس (Independent Professionals)
4. وائٹ کلر آفس ورکرس (White-collar office workers)
5. غریب (Poor)
6. سماج سے نکالے ہوئے لوگ (Social outcasts)

2.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے سماجی درجہ بندی کے متعلق مختلف نقطہ نظر کے سمجھنے میں مدد ملی۔ اور سماجی درجہ بندی کے متعلق مختلف نظریات اور تصورات کے متعلق معلومات فراہم ہوئی۔ اس اکائی کے مطالعے سے پتہ چلا کہ فنشنلسٹ تھیوری کے مطابق سماجی درجہ بندی سماج کی ضرورت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سماجی درجہ بندی ایک آفاقی عمل ہے جو سماج میں نظم و نسق کو قائم رکھنے میں معین و مددگار ہے۔

اس اکائی کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ کارل مارکس سماجی درجہ بندی کو سماجی یکجہتی کا ذریعہ نہیں مانتے بلکہ وہ اسے سماج میں تناؤ اور ٹکراؤ کا ذریعہ گردانتے ہیں۔ اسی لیے کارل مارکس کا نظریہ فنشنلسٹ کے بالکل برعکس ہے۔

اس اکائی کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میکس ویبر کا نظریہ کلاس کارل مارکس کے نظریئے سے میل نہیں کھاتا۔ مثال کے طور پر کارل مارکس کلاس کو ذرائع پیداوار کی ملکیت اور ملکیت سے محرومی کے آئینے میں دیکھتے ہیں جبکہ میکس ویبر کے مطابق انسان کا کلاس اس کے مارکیٹ سچویشن (Market situation) سے طے ہوتا ہے۔

اس اکائی کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈبلیو۔ ایل۔ وارنر کلاس کو انسان کے لائف اسٹائل کے آئینے میں سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

2.10 فرہنگ (Glossary)

- **ذرائع پیداوار (Sources of Production)**: اس سے مراد وہ تمام مادی عناصر ہیں جن سے مصنوعات کی پیداوار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مشین، مختلف قسم کے آلات و ہتھیار (Tools) آفس اور کمپیوٹر وغیرہ۔ یعنی وہ تمام عناصر یا اجزاء جن سے دولت کی پیداوار ہوتی ہے وہ ذرائع پیدوار کہلاتے ہیں۔
- **سرف (Serf)**: اس سے مراد وہ شخص ہے جو جاگیر دارانہ معاشرہ میں کھیتی کرتا ہو۔
- **آپسی رضامندی (Value Consensus)** : فنکشنلسٹ کے مطابق سماجی درجہ بندی آپسی رضامندی پر مبنی ہے۔
- **انفرااسٹرکچر (Infrastructure)** : یہ ذرائع پیداوار اور رشتہ پیداوار کے مرکب اور مجموعے کا نام ہے۔
- **سوپر اسٹرکچر (Superstructure)**: اس میں تعلیم، سیاست، مذہب، قانون، فنون لطیفہ، سماجی اقدار، روایات، فلسفہ اور نظریات وغیرہ شامل ہیں۔

2.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کا کون سا نقطۂ نظر سماج کے لئے فنکشنل مانا ہے؟

(a)فنکشنلسٹ نظریہ (b)مارکسسٹ نظریہ

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

2۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کو سماج میں ٹکراؤ کا ذریعہ مانتا ہے؟

(a)کارل مارکس (b)وارنر

(c)ویبر (d)ان میں سے کوئی نہیں

3۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کے متعلق تین طرح کے پہلوؤں کی بات کرتا ہے؟

(a)کارل مارکس (b)وارنر

(c) ویبر (d)ان میں کوئی نہیں

4۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کے لئے آپسی رضامندی(Value Consensus) کو اہم مانتا ہے؟

(a) کارل مارکس (b)پارسن

(c)ویبر (d)ان میں سے سبھی

5۔ درج ذیل میں سے کون ہندوستانی ماہر سماجیات نے میکس ویبر ک اسماجی درجہ بندی کے متعلق جو نظریہ ہے، اس کی روشنی میں ہندوستانی سماج کو سمجھنے کی کوشش کی ہے؟

(a)یوگیندر سنگھ (b)آندرے بیتے

(c)دیپانکر گپتا (d)ان میں سے کوئی نہیں

(6) ہندوستانی سماج میں سماجی درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

(a)مال و دولت (b)ذات

(c)پریوار (d)جنس

(7) جب سماج کو اونچ نیچ کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے تو اسے کیا کہتے ہیں؟

(a)ذات (b)کلاس

(c)درجہ بندی (d)ان میں سے کوئی نہیں

(8) درج ذیل میں سے درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

(a) جنم (b)تعلیم

(c)دولت (d)ان میں سے سبھی

(9) درج ذیل میں سے بند سماجی درجہ بندی کی مثال کیا ہے؟

(a)کلاس (b)پاور

(c) ذات　　　　　　　　　　(d)ان میں سے سبھی

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. "سماجی درجہ بندی" کے متعلق ٹالکٹ پارسن کا نظریہ کیا ہے؟
2. کنگسلے ڈیوس اور البرٹ مور کا نظریہ "سماجی درجہ بندی" کے متعلق کیا ہے؟
3. کھُلا سماجی درجہ بندی کسے کہتے ہیں؟
4. سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان کیا رشتہ ہے؟
5. سماجی درجہ بندی کے طول و عرض کے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کریں۔
6. حرکت پزیری کی کتنی قسمیں ہیں؟ لکھیں۔

7. **طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)**

1. کارل مارکس کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نظریے پر تنقیدی نگاہ ڈالئے۔
2. میکس ویبر کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نظریے پر تبصرہ کیجئے۔
3. سماجی ڈھانچہ اور سماجی درجہ بندی کے مابین رشتوں کی وضاحت کریں۔
4. سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان کے رشتوں کی وضاحت کرتے ہوئے حرکت پذیری کی تمام صورتوں پر روشنی ڈالئے۔
5. ذرائع پیداوار، نسل در نسل حرکت پذیری حاصل شدہ حیثیت اور موروثی حیثیت کی وضاحت اپنے الفاظ میں کریں۔
6. سوشلسٹ سماج میں سماجی درجہ بندی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

اکائی 3۔ درجہ بندی اور عدم مساوات کے تصور کا فہم

(Understanding the concept of Hierarchy and Inequality)

اکائی کے اجزا

3.0 تمہید

3.1 مقاصد

3.2 سماجی اور حیاتیاتی غیر برابری

3.3 درجہ بندی کا تصور

3.4 عدم مساوات کا تصور

3.5 اہم نظریات

3.6 اکتسابی نتائج

3.7 فرہنگ

3.8 نمونہ امتحانی سوالات

3.0 تمہید (Introduction)

لوگوں کا یہ خواب تھا کہ ایک ایسے سماج کی تعمیر کریں جو عدم مساوات کی ایک مثال ہو۔ جہاں ہر کوئی سماجی حیثیت کے اعتبار سے برابر ہو، کسی کے ساتھ بھی ناانصافی، بھید بھاؤ اور امتیازی سلوک نہ کیا جاتا ہو۔ ایک ایسا سماج جہاں لوگوں میں دولت کی تقسیم مساوی ہو، جہاں ہر کوئی معاشی، سماجی و سیاسی اعتبار سے برابر ہو، جہاں امیر اور غریب کی کوئی تقسیم نہ ہو۔ غرض یہ کہ لوگوں نے ایک ایسے سماج بنانے کا خواب دیکھا تھا جس میں قوت و اقتدار حقیقی معنوں میں لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔ لیکن انصاف، عدم مساوات اور انسانوں کی درجہ بندی سے پاک ایسے سماج کی تعمیر ممکن نہ ہو سکی۔

سماج میں ہمیشہ سے اونچ نیچ اور اعلیٰ و ادنیٰ کا تصور موجود رہا ہے۔ سماج میں ہمیشہ سے لوگ دولت، عمر، نسل، علاقے، مذہب، ذات اور جنس کی بنیاد پر منقسم رہے ہیں۔ اور ان بنیادوں پر لوگوں میں اونچ نیچ اور برتر اور کمتر کا تصور موجود رہا ہے۔ لوگوں کے درمیان فرق کے

بنیادوں کی دو قسمیں ہیں؛ ایک حیاتیاتی بنیاد (Biological Basis) اور دوسرا سماجی بنیاد (Social Basis)۔

حیاتیاتی بنیاد میں وہ اختلافات آتے ہیں جو انسانوں میں فطری اور پیدائشی ہیں۔ مثال کے طور پر، انسانی جسم کا سیاہ یا سفید ہونا، بعض لوگوں کے جسمانی قد کا چھوٹا یا لمبا ہونا یا کسی کے ہونٹ کا موٹا یا پتلا ہونا وغیرہ۔ انسانوں کے مابین یہ سب وہ فرق ہیں جو حیاتیاتی طور سے ہیں۔ انسانوں کا ان میں کوئی دخل نہیں ہے۔

اس کے برعکس اختلاف کی دوسری بنیاد سماجی ہے۔ مثال کے طور پر دولت و ثروت کی غیر مساوی تقسیم، کسی خاص گروہ کے پاس ہی سیاسی قوت کا ہونا یا بعض گروہ کی مخصوص صلاحیت و خصوصیات اور طرز معاشرت کی بنیاد پر دوسروں کے مقابلے ان کو سماجی حیثیت کے لحاظ سے زیادہ افضل سمجھنا وغیرہ۔ انسانوں کے درمیان فرق کی یہ بنیادیں (دولت، سیاسی قوت اور سماجی حیثیت) سماجی بنیادیں ہیں۔

اس اکائی میں ہم ان دونوں بنیادوں کو تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں گے اور یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ درجہ بندی (Hierarchy) اور عدم مساوات (Inequality) میں ان بنیادوں کا کنٹارول ہے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ کو درج ذیل معلومات حاصل ہوں گی؛

- سماجی اور حیاتیاتی غیر برابری کے فرق اور ان کے باہمی تعلق کو سمجھ سکیں گے۔
- وہ سماجی درجہ بندی کے تصور سے واقف ہو سکیں گے۔
- انہیں عدم مساوات کے حوالے سے بنیادی معلومات ہو سکے گی۔ نیز
- اس حوالے سے وہ اہم نظریات سے واقف ہو سکیں گے۔

3.2 سماجی اور حیاتیاتی غیر برابری (Social and Biological Inequalities)

سماجی درجہ بندی کے نظام کے تحت یہ تصور جڑا ہوا ہے کہ سماجی غیر برابری حیاتیاتی (Biological) غیر برابری کی بنیاد پر ہے۔ یعنی انسان کے جسمانی اعضاء و ساخت کے مختلف ہونے کی وجہ سے کچھ لوگوں کو سماجی طور سے بہتر اور کچھ کو کمتر سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح کا تصور عموماً نسلی درجہ بندی کے نظام میں پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سفید فام لوگ سیاہ فام کو کمتر اور چھوٹا سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو حیاتیاتی طور سے ان سے بہتر سمجھتے ہیں اور اپنے جسمانی رنگ کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان پر اپنے تسلط اور حکمرانی کو جائز سمجھتے ہیں۔

لوگوں کی جسمانی غیر برابری اور سماجی غیر برابری کے مابین تعلق کی وضاحت مختلف مفکرین نے کی ہے۔ مثلاً، اٹھارویں صدی کے مشہور فرانسیسی فلسفی جین جیکس روسو (Jean-Jacques Rousseau 1712-78) اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ حیاتیات کی بنیاد پر غیر برابری دراصل فطری اور جسمانی غیر برابری ہوتی ہے۔ کیونکہ عمر کے اعتبار سے لوگوں کا مختلف ہونا، جسمانی ساخت میں کسی کا موٹا یا پتلا ہونا، جسمانی رنگ میں کسی کا کالا یا گورا ہونا، سر کے بالوں کا گھنگھرالا یا سیدھا ہونا، ہونٹوں کا موٹا یا پتلا ہونا اور کسی کا ذہین یا کند ذہن ہونا وغیرہ یہ

سب فرق واختلافات پیدائشی اور فطری ہیں۔ انسان یا سماج کا ان میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں سماجی طور سے جو غیر برابری ہوتی ہے اس میں بعض لوگوں کو دوسروں کے مقابلے میں بہتر اور افضل سمجھا جاتا ہے اور انہیں مختلف نوعیت کی سماجی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر جو معاشی اعتبار سے دولت مند ہوتا ہے، سماج میں اس کی عزت زیادہ ہوتی ہے۔ سماجی مسائل میں اس کی رائے اور فیصلے کو قبول کیا جاتا ہے۔

روسو کا ماننا ہے کہ لوگوں کے درمیان حیاتیات کی بنیاد پر فرق اور غیر برابری کی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت ہے تو سماجی غیر برابری کی۔ کیونکہ سماجی غیر برابری ہی دراصل سماجی درجہ بندی کے نظام کی بنیاد ہے۔ ماہرین سماجیات اسی رائے کو قبول کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک جسمانی فرق فطری اور پیدائشی ہوتا ہے اور یہ سماجیات کا دائرہ نہیں ہے۔ سماجیات کا اصل موضوع وہ عدم مساوات یا غیر برابری ہے جو سماج کی پیدا کردہ ہے۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ حیاتیاتی غیر برابری (Biological Inequalities) کی بنیاد پر ہی سماجی غیر برابری (Social Inequalities) نظر آتی ہے۔ درجہ بندی کی کچھ قسموں میں اس نقطے کا دفاع کرنا مشکل ہے۔ مثال کے طور پر ذات پات کی بنیاد پر سماجی درجہ بندی کے نظام کو لیتے ہیں۔ اس نظام کو سمجھنے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ سماجی فرق کا تعلق حیاتیاتی فرق سے نہیں ہے۔

ذات پات کے نظام میں لوگوں کی سماجی حیثیت پیدائش سے ہی متعین ہوتی ہے۔ لوگ اپنے باپ دادا کی ذات سے ہوتے ہیں۔ وہ چاہ کر بھی اسے بدل نہیں سکتے۔ لوگوں کو وہی پیشہ اختیار کرنا ہوتا ہے جو ان کی ذات کا پیشہ ہوتا ہے۔ اس میں ان کی پسند اور ناپسند کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ایک اچھوت ذات سے تعلق رکھنے والا پیدائشی طور سے بہت ہی ذہین اور سمجھدار ہے، لیکن وہ کسی حالت میں برہمن نہیں بن سکتا۔ یہ بات حیاتیاتی طور سے ثابت شدہ نہیں ہے کہ ذہین تو صرف برہمن اور اعلیٰ ذات کے لوگ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن سماجی طور سے ایسا مانا جاتا ہے کہ سماجی درجہ بندی میں نیچی ذات کے لوگ کم عقل ہوتے ہیں۔ جبکہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ تاریخ میں ہمیں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ افراد جو سماجی طور سے ادنیٰ اور کم حیثیت والے گروہ میں پیدا ہوئے لیکن علم و سیاست کے میدان میں انہوں نے کافی ترقی کی۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حیاتیاتی فرق و اختلاف اور سماجی فرق و عدم مساوات میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسی طرح کی مثال یوروپ کی جاگیرداری نظام سے بھی پیش کی جاسکتی ہے۔ جاگیرداری نظام میں درجہ بندی کی بنیاد زمین کی ملکیت پر تھی۔ جس فرد کے پاس جتنی زیادہ زمینیں ہوتی تھیں، سماج میں اس کی قدر و عزت اتنی ہی زیادہ ہوتی تھی۔ یعنی فرد کی عزت، قوت اور سماجی مرتبے کا انحصار اس بات پر تھا کہ اس کے پاس کتنی زمینیں ہیں۔ اس طرح سے فرد کی سماجی حیثیت موروثی ہوتی تھی، زمین کی ملکیت اور القاب (Titles) باپ دادا سے بچے کو منتقل ہوتی تھی۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ جاگیرداروں کی سماجی حیثیت حیاتیاتی فضیلت (Biological Superiority) کی وجہ سے تھی۔

ابھی تک تو ہم نے یہ سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ حیاتیاتی غیر برابری کیا ہوتی ہے۔ اس ضمن میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حیاتیاتی وجسمانی فرق (Biological Differences) اس وقت سماجی غیر برابری (Social Inequalities) کی شکل اختیار کرتی ہے جب لوگ جسمانی فرق کو سماجی معنوں میں سمجھنے لگتے ہیں۔ درجہ بندی کے بہت سارے نظام میں حیاتیاتی فرق کی بہت اہمیت ہے کیونکہ بہت سی

تہذیبوں میں ان کے سماجی معنی ہیں۔مثال کے طور پر بڑھاپے (Old age) کو مختلف سماج میں مختلف معنی میں سمجھا جاتا ہے۔آسٹریلیا کے روایتی سماج میں بوڑھے آدمی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔سماج میں اس کو اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔قبیلے کے اہم معاملات میں اس کے فیصلے کو قبول کیا جاتا ہے۔لیکن مغربی سماج میں بڑھاپے کا الگ ہی مفہوم ہے۔اس سماج میں بوڑھے لوگوں کو اگرچہ سینئر سیٹیزن (Senior Citizen) کہا جاتا ہے، لیکن سماجی حیثیت و مقام میں انہیں کم تر سمجھا جاتا ہے۔بعض سماج میں تو انہیں بوجھ سمجھا جاتا ہے اور انہیں اولڈ ایج ہوم (Old Age Home) جیسے اداروں میں بھیج دیا جاتا ہے۔

کوئی بھی سماجی مظہر کا صحیح طور سے مطالعہ وقت اور مقام (Time and Place) سے آزاد ہو کر نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ آج کے سماج میں جو عمل قابل قبول ہے، وہ ماضی میں قابل سزا جرم سمجھا جاتا تھا۔اس لحاظ سے اگر دیکھیں تو عدم مساوات کا معاملہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔بہت سے سماج میں حیاتیات کی بنیاد پر لوگوں کے ساتھ شدید قسم کی ناانصافی اور ظلم کو جائز سمجھا جاتا تھا، لیکن وقت اور حالات کے بدلنے سے اب ایسا کرنا سماجی اور قانونی طور سے قابل قبول نہیں ہے۔مثال کے طور پر امریکہ میں بسنے والے سیاہ فام لوگوں کی جسمانی خدوخال کو سماجی برائی اور جرائم سے جوڑ دیا گیا۔اور ان کی ایسی تصویر پیش کی گئی جس سے لوگوں میں یہ تصور پھیل گیا کہ سیاہ فام لوگ ہی دراصل ہر طرح کی سماجی برائی اور جرائم کرتے ہیں۔لیکن 1960 کی دہائی سے سیاہ فام لوگوں کے حقوق کی آواز بلند ہونے لگی، جس کے نتیجے میں لوگوں میں یہ سوچ عام ہونے لگی کہ انسان کی جسمانی رنگ اور ساخت کے اثرات اس کے اخلاق اور طور طریقوں پر نہیں ہوتے۔بالآخر جنوبی افریقہ میں معروف سماجی رہنما نیلسن منڈیلا (Nelson Mandela) کی قیادت میں لوگوں نے اس فکر کے خلاف آواز بلند کی اور انہیں حقیقی آزادی ملی۔

انسانوں کے مابین جسمانی فرق و اختلافات اس وقت سماجی درجہ بندی کی وجہ بنتے ہیں جب اس سماج کے افراد ان فرق (Differences) کے منفی معنی مراد لیتے ہیں۔لہٰذا اختلافات کو غیر برابری سے تعبیر کرنے میں افراد کا رول ہوتا ہے کیونکہ وہ ان اختلافات کو منفی معنوں میں سمجھتے ہیں۔اس ضمن میں مشہور ہندوستانی ماہر سماجیات آندرے بیتے (Andre Beteille) کا کہنا ہے کہ اگر ہم حیاتیاتی فرق میں سماجی درجہ بندی کی بنیاد تلاش کریں گے تو ہمیں ناکامی ہی ملے گی، کیونکہ حیاتیاتی فرق بذات خود منفی نہیں ہیں، بلکہ انسان ہی نے ان کو جیسے چاہا بیان کیا ہے۔مختلف تاریخی ادوار میں لوگوں نے ان کے ساتھ منفی معنی جوڑے ہیں۔لہٰذا یہ کہنا کہ سماجی درجہ بندی کے نظام کی بنیاد حیاتیاتی فرق ہے، درست نہیں ہے۔

مذکورہ گفتگو کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانوں کے مابین حیاتیاتی فرق ایک فطری امر ہے۔اس کی بنیاد پر لوگوں میں بھید بھاؤ کرنا اور عدم مساوات کو جائز سمجھنا خلاف عقل ہے۔حیاتیاتی فرق کو سماجی خوبی و خرابی کے معنی سے جوڑنے کا کام سماج نے کیا ہے تاکہ درجہ بندی کے نظام کو جواز فراہم کیا جاسکے۔

3.3 درجہ بندی کا تصور (Concept of Hierarchy)

تنوع اور تکثیریت انسانی سماج کا لازمی جز ہے۔اس کی مختلف بنیادیں ہیں جیسے کہ رنگ، نسل، زبان، تہذیب، علاقہ اور جنس

وغیرہ۔اس کے علاوہ اخلاق و عادات اور نفسیاتی مزاج کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو سماج میں مختلف طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔لوگوں کے درمیان اختلافات کی مذکورہ بنیادیں دولت، قوت اور سماجی حیثیت کی غیر مساوی تقسیم کا باعث ہیں۔لیکن درجہ بندی کی ان تینوں بنیادوں (دولت، قوت اور سماجی حیثیت) کی تقسیم کو ایک الگ زاویے سے سمجھا جاسکتا ہے۔اس کے لئے ہم سماجی تفریق (Social Differentiation) کی اصطلاح استعمال کریں گے۔

سماجی تفریق (Social Differentiation) کی اصطلاح سے مراد ایسی صورتحال ہے جہاں مختلف طرح کے لوگ رہتے ہوں، لیکن ان میں اونچ نیچ کا تصور نہ پایا جاتا ہو۔سب کے ساتھ ایک برابر سلوک کیا جاتا ہو اور لوگوں کو کسی بنیاد پر برتر اور کمتر نا مانا جاتا ہو۔مشہور ہندوستانی ماہر سماجیات دیپانکر گپتا (Dipankar Gupta) کہتے ہیں کہ انسانی سماج کو معیاری انداز (Qualitative Sense) میں سمجھنے کے لئے سماجی تفریق بہت اہم اور مناسب ہے۔کیونکہ اس اصطلاح کے مطابق کسی فرد یا گروہ کو عمودی طور سے (Vertically) اور اونچ نیچ کی حالت میں (Hierarchically) نہیں دیکھا جاتا، بلکہ افقی طور سے (Horizontally) اور علاحدہ طور سے دیکھا جاتا ہے۔یعنی اس اصطلاح کے مطابق لوگوں کے باہمی فرق کو تو تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن اس کی بنیاد پر انہیں اونچا یا نیچا، برتر و کمتر اور رذیل و کمین نہیں سمجھا جاتا۔مثال کے طور پر زبان، مذہب اور قومیت (Nationality) کا مختلف ہونا۔ان (زبان، مذہب اور قومیت) کی بنیاد پر لوگوں کو ایک دوسرے سے مختلف سمجھا جاسکتا ہے، لیکن ان کی بنیاد پر ان میں بعض کو بعض پر سماجی برتری نہیں دی جاسکتی۔اس کی اہم مثال ہمارا ملک ہے۔یہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے، الگ الگ زبان بولنے والے اور مختلف تیوہار اور تہذیبوں پر عمل کرنے والے لوگ بستے ہیں ۔ان مختلف عناصر کو تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ان کی بنیاد پر اونچ نیچ کے تصور کو قبول نہیں کیا جاتا۔

لیکن یہ بات قابل غور رہے کہ سماجی تفریق (Social Differentiation) کے تصور کی مدد سے ہم سماج کی حقیقی تصویر نہیں سمجھ سکتے، کیونکہ کسی بھی سماج میں مکمل مساوات نہیں پایا جاتا۔دنیا کے ہر سماج میں کسی نہ کسی بنیاد پر اونچ نیچ کا تصور موجود ہے اور افراد و گروہوں میں قوت، دولت اور سماجی حیثیت کی تقسیم غیر مساوی طور سے پائی جاتی ہے۔سماجی تفریق اس وقت سماجی غیر برابری کی شکل اختیار کرلیتی ہے جب لوگوں کے مابین اختلافات کو سماجی برتری و کمتری کے نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ان کے درمیان قوت، دولت، سماجی حیثیت، ترقی کے مواقع اور ترقی کے دوسرے ذرائع کی تقسیم غیر مساوی طور پر ہوتی ہے۔

اب ہم درجہ بندی (Hierarchy) کے تصور کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔سماجیات میں یہ تصور اسٹراٹفکیشن (Stratification) جسے ہم طبقہ بندی کہہ سکتے ہیں،اس سے متعلق ہے۔ماہرین سماجیات کے ایک گروہ کا ماننا ہے کہ ذات پات یا زمینداری کی بنیاد پر پہلے کے سماج میں درجہ بندی پائی جاتی تھی اور اسی بنیاد پر لوگوں کے ساتھ غیر برابری کا سلوک کیا جاتا تھا جسے لوگ صحیح اور فطری سمجھتے تھے۔جب کہ اسٹراٹفکیشن (Stratification) یا طبقہ بندی جدید صنعتی سماج کی خصوصیت ہے جس میں غیر برابری کا تصور تو پایا جاتا ہے لیکن اسے درست اور فطری نہیں سمجھا جاتا ہے۔

غیر برابری کی وجہ سے طبقہ بندی وجود میں آتی ہے اور طبقہ بندی کی وجہ سے لوگوں کو سماج کے اونچے اور نیچے درجے میں بانٹ دیا جاتا ہے۔جب مختلف قسم کی غیر برابری ایک منظم شکل اختیار کرتی ہے تب درجہ بندی کا تصوروجود میں آتا ہے۔درجہ بندی

(Hierarchy) کا مطلب سماج میں لوگوں کے مختلف طبقات کا وجود ہے جو سطح (Layer) کی طرح ایک دوسرے کے بعد ہوں، یعنی کوئی گروہ اونچے مقام پر ہو تو کوئی نیچے مقام پر۔

درجہ بندی (Hierarchy) کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں جیسے کہ ذات پات پر مبنی درجہ بندی، طبقے کے نظام پر مبنی درجہ بندی، صنف کی بنیاد پر درجہ بندی اور سیاسی درجہ بندی وغیرہ۔ درجہ بندی کی ان تمام شکلوں میں اونچ نیچ کا تصور موجود ہے۔ ذات پات کے نظام میں برہمن چاروں ورنا میں سب سے اونچے مقام پر ہے اور شودر سب سے نیچے مقام پر۔ طبقے کی بنیاد پر جو درجہ بندی ہوتی ہے اس میں عام طور سے تین طبقات جیسے کہ اعلیٰ، متوسط اور ادنیٰ طبقات ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح صنف کی بنیاد پر سماج میں جو درجہ بندی ہوتی ہے اس میں عورت کے مقابلے میں مرد کو فوقیت وفضیلت دی جاتی ہے۔ غرض یہ کہ درجہ بندی میں اونچ نیچ کے تصور کا ہونا لازم ہے۔ درجہ بندی کا تصور جس قدر مضبوط ہو گا سماج میں اتنی ہی زیادہ تفریق اور غیر برابری کی مثالیں ملیں گی۔

آج کے جدید جمہوری سماج میں تمام انسانوں کو یکساں مواقع فراہم کرنے کی طرفداری کی جاتی ہے اور حیثیت (Status) کی بنیاد پر درجہ بندی کو پسند نہیں کیا جاتا ہے۔ جدید جمہوری نظام میں ہر ایک کے لئے یکساں قانون اور یکساں حیثیت ہے اور سیاسی میدان میں بھی ہر ایک کو یکساں حق حاصل ہے۔ لیکن معاشی میدان میں آج بھی غیر برابری موجود ہے۔ درجہ بندی کے تصور کی وجہ سے لوگوں کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے یکساں مواقع نہیں مل پاتے ہیں۔ اس طرح مواقع سے محرومی کی وجہ سے درجہ بندی مزید مضبوط ہوتی ہے۔

مختصر یہ کہ درجہ بندی میں افراد یا گروہ مختلف درجات میں منقسم ہوتا ہے اور یہ درجات تہہ بہ تہہ (Layer upon Layer) ہوتے ہیں اور ان میں اونچ نیچ کا تصور موجود ہوتا ہے۔ جب سماج میں غیر برابری اور عدم مساوات ایک منظم شکل اختیار کر لیتی ہے تب درجہ بندی کا تصور وجود میں آتا ہے۔

3.4 عدم مساوات کا تصور (Concept of Inequality)

عدم مساوات یا غیر برابری اس سماج کا نتیجہ ہے جہاں طبقے، نسل، ذات اور جنس کی بنیاد پر درجہ بندی کافی مضبوط و منظم ہوتی ہے۔ یہ یعنی درجہ بندی کالے گورے، برہمن و شودر اور مرد و عورت کی بنیاد پر ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتا ہے اور انہیں بنیادوں پر بعض لوگوں کو سماجی مراعات ملتی ہے اور بعض کو اپنے جائز حقوق سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ نیز ایسے سماج میں یہ بنیادیں وسائل وذرائع کی غیر مساوی تقسیم کا جواز فراہم کرتی ہیں اور لوگوں کے حقوق تلفی کو درست بتاتی ہیں۔ سماج میں عدم مساوات کا اظہار مختلف طرح سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جائیداد کی ملکیت اور آمدنی میں فرق، تعلیم تک رسائی میں فرق اور تہذیبی وسائل کے حصول میں فرق وغیرہ۔ اسی طرح عدم مساوات کا اظہار انسانی رویے میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے جیسے کہ غریب و امیر، سیاسی قوت رکھنے والے اور اس سے محروم، سب لوگوں کے ساتھ پولیس کا رویہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ انسان کی غربت و دولت، سیاسی و معاشی قوت وغیرہ کا اثر پولیس کے رویے پر پڑتا ہے۔ گوکہ سماجی درجہ بندی اور سماجی عدم مساوات لازم و ملزوم ہیں۔ جس سماج میں سماجی درجہ بندی پائی جاتی ہے وہاں سماجی عدم مساوات کا اظہار زندگی کے ہر شعبے میں نظر آتا ہے۔

سماجی عدم مساوات اس سماج میں زیادہ دیکھنے کو ملتی ہے جہاں سب لوگوں کے پاس یکساں مواقع نہیں ہوتے ہیں، یا جس سماج میں مختلف پیشے کے ساتھ مختلف سماجی حیثیت جڑی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر نسل پرستی (Racism) ہے۔ یہ ایک ایسا مظہر ہے جس کی بنیاد پر لوگوں میں مواقع، حقوق اور ذرائع کی غیر مساوی تقسیم کی جاتی ہے۔ اسی طرح جنس ہے۔ سماج میں مرد و عورت کے درمیان بھید بھاؤ اور امتیازی سلوک جنس کی بنیاد پر ہے۔ عورت کو اس کی جنس کی وجہ سے یکساں مواقع اور حقوق نہیں مل پاتے ہیں۔ یکساں مواقع سے محروم ہونے کے نتیجے میں عورت کو زندگی کے دوسرے شعبوں میں عدم مساوات کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

3.5 اہم نظریات (Important Theories)

سماجیات میں عدم مساوات کے حوالے سے دو اہم نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک فنکشنلسٹ (Functionalist) نظریہ اور دوسرا تصادمی (Conflict) نظریہ ہے۔ ذیل میں ہم ان دونوں کو مختصراً سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

فنکشنلسٹ (Functionalist) نظریہ

اس نظریے کے حامل مفکرین کا ماننا ہے کہ سماج میں عدم مساوات ناگزیر اور پسندیدہ ہے اور یہ سماج میں اہم مثبت رول ادا کرتا ہے۔ سماج میں کچھ پیشے اور حیثیتیں ہیں جو محنت اور ٹریننگ کا تقاضا کرتی ہیں اور جس کے نتیجے میں سماج ان پیشوں سے وابستہ افراد کو اچھے معاوضے جسے سماجیات کی زبان میں ریوارڈ (Rewards) کہتے ہیں، دیتا ہے۔

فنکشنلسٹ مفکرین سماجی درجہ بندی اور عدم مساوات کو وسیع طور پر سماجی نظام کے استحکام کے زاویے سے دیکھتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ کچھ بنیادی ضروریات اور شرائط ہیں جن کی تکمیل سماجی استحکام کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ بنیادی ضروریات و شرائط کی تکمیل کے لئے ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو بہت محنتی اور ہنرمند ہوتے ہیں اور جو خصوصی صلاحیت و قابلیت رکھتے ہیں۔ لہذا ایسے ہی لوگوں کو سماج میں خصوصی مراعات دی جاتی ہیں اور انہیں دوسروں کے مقابلے میں بہتر سماجی مقام حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سماجی نظام کو مستحکم اور مضبوط بنانے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔

تصادمی نظریہ (Conflict Perspective)

اس نظریے کے مفکرین کا کہنا ہے کہ سماج میں عدم مساوات کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب وہ گروہ جس کے پاس طاقت اور قوت ہوتی ہے وہ اپنے اقتدار کو بچائے رکھنے کے لئے مجبور اور کمزور گروہ پر ظلم کرتا ہے اور انہیں ان کے حقوق سے محروم رکھتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق عدم مساوات سماجی ترقی میں اہم رکاوٹ ہے چونکہ جن کے پاس قوت ہوتی ہے وہ سماج میں کسی بھی طرح کی تبدیلی نہیں چاہتے اور علمی، فکری اور تہذیبی ذرائع کو استعمال کرکے کمزور گروہ کو ہمیشہ اپنے ماتحت رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

3.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے درجہ بندی اور عدم مساوات کو تفصیل سے سمجھا ہے۔ اکائی کے ابتدائی صفحات کے مطالعے سے ہم نے یہ سیکھا کہ دنیا کا کوئی بھی سماج درجہ بندی کے تصور سے بچا نہیں ہے۔ ہر سماج میں درجہ بندی اور غیر برابری کا تصور پایا جاتا ہے اگرچہ ان کی بنیادیں مختلف ہیں۔ دولت، اقتدار، عمر، مذہب، علاقہ، ذات اور جنس وغیرہ درجہ بندی کی مختلف بنیادیں ہیں۔

حیاتیاتی اور غیر حیاتیاتی غیر برابری کے عنوان کے تحت جو بحث کی گئی ہے اس کے مطالعے سے ہم نے یہ جانا کہ مختلف سماج اور تہذیبوں میں حیاتیات کی بنیاد پر غیر برابری کا تصور قائم ہے جیسے کہ کالے اور گورے کی بنیاد پر انسانوں کے مابین بھید بھاؤ اور غیر منصفانہ رویہ یا اسی طرح سے عمر رسیدہ لوگوں کے ساتھ سماج کا رویہ وغیرہ۔

نیز اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں عدم مساوات کے تصور سے بخوبی واقفیت ہوئی اور اس حوالے سے ہم نے دو اہم نظریات فنکشنسٹ اور تصادمی نظریے سے بھی واقف ہوئے ہیں۔

3.7 فرہنگ(Glossary)

- **حیاتیاتی فرق (Biological Differences):** لوگوں کے جسمانی اعضاء، رنگ اور ساخت میں فرق ہونا مثلاً، لوگوں کا کالا یا گورا ہونا، ہونٹ کا موٹا یا پتلا ہونا، سر کے بالوں کا گھنگھرالا یا سیدھا ہونا، جسمانی قد کا لمبا یا چھوٹا ہونا وغیرہ حیاتیاتی فرق ہیں جو انسان کی پیدائش سے ہی ایسے ہوتے ہیں۔ اس میں سماج کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔
- **سماجی غیر برابری (Social Inequalities):** سماج میں مختلف بنیادوں پر لوگوں کو اونچا یا نیچا سمجھنا مثلاً، ہندوستانی ذات پات کے نظام میں برہمن ہیں جنہیں سب سے اعلیٰ مقام حاصل ہے اور شودر کی حیثیت سب سے کمتر ہے۔ اسی طرح جنس کی بنیاد پر سماجی غیر برابری دیکھی جاتی ہے جیسے کہ مرد کو عورت پر سماجی فوقیت دی جاتی ہے۔
- **فنکشنل نظریہ (Functional Theory):** یہ سماجیات کا ایک اہم نظریہ ہے جو سماج کو ایک مربوط اور منظم نظام کی طرح دیکھتا ہے۔ اس کے مطابق ہر سماجی مظہر (Social Phenomenon) کا مثبت رول ہے جس کی ادائیگی سے سماج منظم و مستحکم بنتا ہے۔
- **تصادمی نظریہ (Conflict Theory):** اس کے مطابق پوری انسانی تاریخ تصادم اور ٹکراؤ کی تاریخ رہی ہے۔ سماج مین ہمیشہ سے دو گروہ رہے ہیں۔ ایک وہ جس کے پاس ذرائع پیداوار کی ملکیت رہتی ہے اور دوسرا وہ جو اس سے محروم ہو۔ جو ذرائع پیداوار کا مالک ہوتا ہے وہ دوسرے طبقے کے اوپر مختلف طرح سے ظلم کرتا ہے اور اپنے ظلم کو علم، روایت، تہذیب اور مذہب کی مدد سے جواز فراہم کرتا ہے۔

3.8 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) درج ذیل میں کون حیاتیاتی فرق ہے؟

(a)انسانی جلد کا سیاہ وسفید ہونا (b)ہونٹ کا موٹا اور پتلا ہونا

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(2)لوگوں کے مابین فرق واختلاف کی کتنی بنیادیں ہیں؟

(a)تین (b)چار

(c)دو (d)سات

(3)درج ذیل میں کس اصطلاح کے مطابق لوگوں کے باہمی فرق کو تو تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن اس کی بنیاد پر انہیں اونچا یا نیچا، برتر و کمتر اور رذیل وکمین نہیں سمجھا جاتا؟

(a)سماجی تفریق (Social Differentiation) (b)سماجی درجہ بندی (Social Stratification)

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(4)درج ذیل میں کون سا نظریہ سماج میں عدم مساوات کو ناگزیر اور پسندیدہ سمجھتا ہے اور اس کے مطابق عدم مساوات سماج میں اہم مثبت رول ادا کرتا ہے؟

(a)تصادمی نظریہ (b)فنکشنلسٹ نظریہ

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(5)کس نظریے کے مطابق عدم مساوات سماجی ترقی میں اہم رکاوٹ ہے۔اس کے مطابق جس کے پاس قوت ہوتی ہے وہ سماج میں تبدیلی نہیں چاہتا اور علمی، فکری اور تہذیبی ذرائع کو استعمال کر کے کمزور گروہ کو ہمیشہ اپنے ماتحت رکھنے کی کوشش کرتا ہے؟

(a)فنکشنلسٹ نظریہ (b)تصادمی نظریہ

(c)دوری نظریہ (d)ان میں سے کوئی نہیں

(6)معروف سماجی وسیاسی رہنما نیلسن منڈیلا (Nelson Mandela)کا تعلق کس ملک سے تھا؟

(a)جنوبی افریقہ (b)ایران

(c)آسٹریلیا (d)ہندوستان

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1. عدم مساوات کے تصور کو بیان کیجیے۔

2. غیر برابری کے حوالے سے فنکشنل اور تصادمی نظریے کو بیان کیجئے۔
3. حیاتیاتی فرق سماجی فرق کا باعث ہے۔اس پر ایک مضمون لکھئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1. حیاتیاتی اور سماجی غیر برابری پر ایک مضمون لکھئے۔
2. درجہ بندی کے تصور کی وضاحت کیجئے۔

اکائی 4۔ سماجی نقل پذیری: تصور اور اقسام

(Social Mobility: Concept and Forms)

اکائی کے اجزا

4.0 تمہید

4.1 مقاصد

4.2 سماجی نقل پذیری کا تصور

4.3 سماجی نقل پذیری کے اقسام

4.3.1 افقی سماجی نقل پذیری

4.3.2 عمودی سماجی نقل پذیری

4.3.3 ارتقاعی سماجی نقل پذیری

4.3.4 انحطاطی سماجی نقل پذیری

4.3.5 بین النسل سماجی نقل پذیری

4.3.6 ایک ہی نسل میں سماجی نقل پذیری

4.4 سماجی نقل پذیری کے افعال

4.5 اکتسابی نتائج

4.6 فرہنگ

4.7 نمونہ امتحانی سوالات

4.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات

4.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات

4.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات

4.0 تمہید (Introduction)

سماجی نقل پذیری کا مطالعہ سماجیات کا ایک اہم جز ہے۔اس کی وجہ سے بہت سی سماجی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں جب کہ یہ بذات خود بھی دوسری سماجی تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔چوں کہ سماجی تبدیلی ایک ہمہ گیر عمل ہے لہٰذا سماجی نقل پذیری بھی ہر سماج کا لازمی جز ہے۔سماجی نقل پذیری کا عمل ہر سماج میں یکساں نہیں ہوتا ہے۔یہ دیکھا گیا ہے کہ روایتی سماج میں اس کی رفتار سست ہوتی ہے جب کہ جدید سماج میں لوگوں کو سماجی نقل پذیری کے مواقع زیادہ میسر ہوتے ہیں۔

سماجی نقل پذیری جدید صنعتی سماج کا مظہر ہے، چونکہ یہ سماج کھلا سماج ہے جہاں ہر ایک کو آگے بڑھنے کے یکساں مواقع فراہم ہیں۔ اس کے برعکس، قدیم روایتی سماج میں سماجی نقل پذیری کے بہت کم واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں، چونکہ روایتی سماج نقل پذیری کے تعلق سے ایک جامد (Static) سماج رہا ہے، جہاں انسانوں کی درجہ بندی ذات پات کی بنیاد پر ہوتی تھی، اور جہاں پیشہ اور انسان کی سماجی حیثیت اسکی پیدائش سے ہی متعین ہوجاتی تھی جس میں کسی بھی صورت تبدیلی ناممکن ہوتی تھی۔مشہور ماہر سماجیات آندرے بیتے (Andre Beteille) نے اپنی کتاب کلاس، اسٹیٹس اینڈ پاؤر (Class, Status and Power, 1971) میں اس بات کی تفصیل سے وضاحت کی ہے کہ ذات پات پر مبنی روایتی سماج میں نقل پذیری کیوں مشکل ہے۔اسی طرح ایم۔این، سری نواس نے کورگس(Coorgs) کے مطالعے میں یہ بتایا کہ ایسے سماج میں کس طرح نقل پذیری کا ایک نیا طریق وجود میں آتا ہے، جسے اس نے سنسکرتیانا(Sanskritization) کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اس طریق کا تعلق تہذیبی پہلوؤں سے ہے، ناکہ ساختیاتی پہلوؤں سے۔

اسی طرح جدید صنعتی سماجوں میں نقل پذیری کے مواقع بہت زیادہ ہیں۔ روایتی اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں ترقی یافتہ ممالک میں بین نسل نقل پذیری (Inter-generational Mobility) کے واقعات زیادہ دیکھنے کو ملتے ہیں، کیوں کہ صنعتی سماج میں لوگوں کی اہلیت اور قابلیت کی بنیاد پر ملازمت دی جاتی ہے۔ جو لوگ خواہ وہ کسی بھی ذات ، جنس، مذہب یا نسل سے تعلق رکھتے ہوں، اگر وہ مطلوبہ لیاقت کے حامل ہیں تو ان کو ملازمت دی جاتی ہے جس سے ان کی زندگی میں نقل پذیری واقع ہوتی ہے۔

ماہرین سماجیات نے سماجیات کے اس جز (سماجی نقل پذیری) کو سمجھنے ،اس کے مطالعے اور تحقیق کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔اس تحقیق کے نتیجے میں ماہرین سماجیات نے سماجی تبدیلی کا تصور ، اس کے مختلف اقسام ، اسباب اور عمل پیش کیے

ہیں۔ اس اکائی میں ہم سماجی نقل پذیری کے معنی و مفہوم، اس کے متعلق ماہرین کے تصورات و افکار اور اقسام کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

4.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی میں ہم سماجی نقل پذیری کے معنی، اس کے اقسام اور افعال کی وضاحت کریں گے تاکہ ہم اس کے مطالعے سے سماجی نقل پذیری کی ان بنیادی چیزوں کو باآسانی سمجھ سکیں۔ نیز سماجی نقل پذیری کے افعال (Functions) کو بھی ہم اس میں جانیں گے۔

مختلف ماہرین سماجیات نے اپنی تحقیقات کی بنیاد پر اس کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں۔ اس اکائی کا مقصد ان اقسام کی وضاحت کرنا ہے۔ سماجی نقل پذیری کی اقسام کے تحت ہم نے افقی سماجی نقل پذیری، عمودی سماجی نقل پذیری، ارتقاعی سماجی نقل پذیری، انحطاطی سماجی نقل پذیری، بین نسل سماجی نقل پذیری، ایک ہی نسل میں سماجی نقل پذیری کو مثالوں کے ذریعے تفصیل سے وضاحت کی ہے تاکہ طالب علم ان تمام اقسام کو سمجھ سکیں اور ان کے درمیان فرق کرنے کے اہل ہو جائیں۔

4.2 سماجی نقل پذیری کا تصور (Concept of Social Mobility)

نقل پذیری کسی چیز میں تبدیلی یا حرکت کو کہا جاتا ہے۔ یہ تبدیلی خواہ ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک حیثیت سے دوسری حیثیت کی ہو۔ لیکن جب نقل پذیری کے ساتھ 'سماجی' لفظ جڑ جاتا ہے تو اس کا مطلب کسی شخص یا گروہ کی خاص سماجی حیثیت میں تبدیلی ہوتا ہے۔ سماجی نقل پذیری کا مطلب مختلف سماجی گروہوں اور افراد کے درمیان نقل و حرکت کا ہونا ہے۔ یہ نقل و حرکت سماجی درجہ بندی میں اوپر یا نیچے یا دو نسلوں کے درمیان یا ایک ہی نسل میں بھی ہو سکتی ہے۔

ہم اپنے سماج میں اکثر و بیشتر اس چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ کسی نے ایک چھوٹی سی تجارت شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ معاشی اعتبار سے سماج میں بہت اہم مقام حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح سے کوئی فرد جو معاشی اعتبار سے سماج میں مستحکم مقام کا مالک ہوتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کسی وجہ سے اپنا مقام کھو دیتا ہے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص پڑھ لکھ کر سماج میں کوئی بڑا مقام حاصل کر لیتا ہے جس سے اس کی سماجی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔ جب کہ کچھ ایسے لوگ جو سماج میں بڑے سماجی حیثیت کے مالک ہوتے ہیں وہ مختلف وجوہات سے اپنے اس مقام کو کھو دیتے ہیں۔ اسی سماجی حیثیت میں ہونے والی تبدیلی کو سماجی نقل پذیری کہا جاتا ہے۔

پی۔اے۔ سوروکن ایک ماہر سماجیات ہے جس کی تصنیف سوشل اینڈ کلچرل موبیلٹی (Social And Cultural

(Mobility ہے۔ اس کتاب میں اس نے کہا ہے کہ دنیا کا کوئی سماج ایسا نہیں ہے جہاں سماجی نقل پذیری کے مواقع غیر محدود ہوتے ہوں، اور اسی طرح دنیا کا کوئی سماج ایسا نہیں ہے جہاں سماجی نقل پذیری کے مواقع بالکل ہی نہ ہوں۔ وہ مزید کہتا ہے کہ دنیا کا کوئی دو سماج ایسا نہیں ہو سکتا جہاں سماجی نقل پذیری کے مواقع یکساں ہوں یا ان میں یکساں رکاوٹیں ہوں۔

سماجی نقل پذیری کی رفتار ایک سماج سے دوسرے سماج میں مختلف ہوتی ہے اور اسی سماج میں ایک وقت سے دوسرے وقت میں بھی مختلف ہوتی ہے۔ باربر (Barber) کے مطابق سماجی نقل پذیری اوپری یا نیچے کے سماجی طبقوں کے درمیان اوپر یا نیچے کی طرف سماجی نقل و حرکت کو کہتے ہیں اور اس کے مطابق سماجی نقل و حرکت بطور خاص دو اہم سماجی رول (Social Role) کے درمیان، جنہیں سماج میں اونچا یا نیچا تصور کیا جاتا ہے، کو کہتے ہیں۔

وکیل۔ ڈاکٹر، اور انجینیر کا رول سخت محنت، تربیت اور قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ اس میں لوگوں کو ہمیشہ نئے رول کے مطابق چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا پڑتا ہے۔ مختلف اسباب لوگوں کو نئے رول کو اپنانے کے لیے اکساتے ہیں۔ زندگی میں بہتر سمجھی جانے والی چیزیں کم ہوتی ہیں جب کہ اس کو چاہنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر چاہنے والوں میں مسابقت اور کبھی کبھی ایک دوسرے کے ساتھ تصادم اور تعاون کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

یہ مانا جاتا ہے کہ سماجی نقل پذیری ایک مثبت عمل ہے اور ایسا سماج جس میں سماجی تبدیلی کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں ان کو بہتر مانا جاتا ہے جب کہ ایسا نہیں ہے۔ ایسا سماج جہاں سماجی نقل پذیری کے مواقع کم ہوتے ہیں انسان کو ناکامی کے نفسیاتی دباؤ سے بچاتا ہے۔ اس طرح کے سماج میں انسان کے اندر ایسی امیدیں ہی نہیں پیدا ہوتیں جن کا پورا ہونا مشکل ہو۔ اسی طرح وہ سماج جہاں نقل پذیری کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ انسانوں کو خوشی ہی دے۔

درجہ بالا گفتگو سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ سماجی نقل پذیری انسان کی سماجی حیثیت اور مالی حیثیت میں تبدیلی سے تعلق رکھتا ہے۔ انسان کی سماجی حیثیت کبھی اس کے پیشے سے اور کبھی اس کی مالی حیثیت سے متعین ہوتی ہے۔ جب کہ کبھی کبھی انسان کی سماجی حیثیت اس کی تہذیب اور تمدن سے بھی متعین ہوتی ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی انسان کی مالی حیثیت کا تعین اس کے پیشے سے ہوتا ہے۔ جب کہ اکثر وبیشتر سارے عوامل باہمی ایک دوسرے کا تعین بھی کرتے ہیں۔ سماجی نقل پذیری کے کچھ جہات درج ذیل ہیں:

- پیشے میں تبدیلی جس کی وجہ سے سماجی حیثیت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔
- اسی پیشے میں ترقی
- ایک نسل سے دوسری نسل کے پیشے میں تبدیلی

4.3 سماجی نقل پذیری کے اقسام (Types of Social Mobility)

انسان یا گروہ کی حیثیت میں تبدیلی مختلف شکلوں میں ہوتی ہے۔ ایک وقت میں ایک طرح کی تبدیلی اور دوسرے وقت میں دوسرے طرح کی تبدیلی دیکھنے کو ملتی ہے۔جب کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ کئی طرح کی سماجی نقل پذیری ایک وقت میں ظاہر ہو۔ سماجی نقل پذیری کے کچھ اقسام درج ذیل ہیں:

4.3.1 افقی سماجی نقل پذیری (Horizontal Social Mobility)

افقی سماجی نقل پذیری کسی انسان یا گروہ کا ایک سماجی گروہ سے دوسرے گروہ کی طرف منتقل ہونا ہے جو سماجی حیثیت کے اعتبار سے برابر ہوں۔ اس نقل پذیری کو سمجھتے وقت ان نقل و حرکت کو سامنے رکھا جاتا ہے جن میں انسان ایک عہدے سے دوسرے ایسے عہدے کی طرف منتقل ہو جن کی سماجی حیثیت تقریباً پہلے عہدے کے برابر ہوتی ہے۔

اس قسم کے تحت کوئی بھی شخص یا گروہ ایک پیشے کو چھوڑ کر اسی حیثیت کا دوسرا پیشہ اپناتا ہے۔پیشے کی اس تبدیلی کا اثر اس کی سماجی حیثیت پر نہیں پڑتا، یعنی اس شخص یا گروہ کی سماجی حیثیت وہی باقی رہتی ہے جو پیشے میں تبدیلی سے پہلے تھی۔ مثلاً کسی ڈاکٹر کا بیٹا اگر انجینیر کا پیشہ اپناتا ہے یا وکیل ہو جاتا ہے تو اس کی سماجی حیثیت وہی بنی رہتی ہے۔اسی طرح سے اگر کوئی ڈاکٹر اپنے پیشے کو چھوڑ کر تدریس کا پیشہ اختیار کرلیتا ہے تب بھی اس کی سماجی حیثیت میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں آتی۔ عین اسی طرح کوئی رکشہ چلانے والا یا اس کا بیٹا اگر اپنے اس پیشے کو چھوڑ کر سائیکل اور رکشے کی مرمت کے پیشے کو اختیار کرتا ہے تو اس سے اس شخص کی سماجی حیثیت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

غرض یہ کہ کسی گروہ یا انسان کی مذہبی، سیاسی اور پیشے کی ایسی تبدیلی جس میں اس کی سماجی حیثیت میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہ ہو اسے افقی سماجی نقل پذیری کہتے ہیں۔

اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس قسم کی تبدیلی سے سماج کی موجودہ افقی سماجی ڈھانچے میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کوئی رکشہ چلانے والا یا اس کا بیٹا اگر اپنے اس پیشے کو چھوڑ کر سائیکل اور رکشے کی مرمت کے پیشے کو اختیار کرتا ہے جو سابقہ حیثیت کے مساوی ہے۔ اس تبدیلی سے افقی سماجی ڈھانچے میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، یعنی سماج کا مجموعی ڈھانچا اپنی اصل شکل میں برقرار رہتا ہے۔

4.3.2 عمودی سماجی نقل پذیری (Vertical Social Mobility)

عمودی سماجی نقل پذیری کسی فرد یا گروہ کی پیشے ورانہ، معاشی یا سیاسی حیثیت میں ایسی تبدیلی کو کہتے ہیں جس سے اس کی سماجی حیثیت بدلتی ہو۔

اس نقل پذیری کے تحت ایسی سماجی نقل و حرکت کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو انسان کی سماجی حیثیت میں اہم تبدیلی کا باعث

بنتے ہیں۔

اس قسم کی نقل پذیری کے تحت کوئی فرد یا گروہ ایک پیشے کو چھوڑ کر کوئی دوسرا ایسا پیشہ اپناتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سماجی حیثیت میں اہم تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ سماجی حیثیت کی یہ تبدیلی مثبت اور منفی دونوں طرح کی ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر کسی ڈاکٹر کا بیٹا اگر کسی وجہ سے رکشہ چلانے کا پیشہ اختیار کرتا ہے تو پیشے کی اس منتقلی کی وجہ سے اس کی سابقہ سماجی حیثیت میں اہم تبدیلی واقع ہوگی اور سماجی حیثیت کی یہ تبدیلی منفی نوعیت کی ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی رکشہ چلانے والے کا بیٹا یا بیٹی پڑھ لکھ کر ڈاکٹری یا انجینئر کا پیشہ اپناتا / اپناتی ہے، تو یقیناً اس کی سماجی حیثیت میں ایک اہم مثبت تبدیلی واقع ہوگی۔ اس طرح کی کسی بھی سماجی نقل پذیری کو خواہ وہ منفی ہو یا مثبت، عمودی سماجی نقل پذیری کہا جاتا ہے۔

اس طرح کی سماجی نقل پذیری کا اثر سماج کے اس مجموعی ڈھانچے پر پڑتا ہے جہاں یہ چیزیں واقع ہو رہی ہوں، یعنی سماج کی درجہ بندی اس سے متاثر ہوتی ہے اور سماجی ڈھانچے میں نمایاں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ مثلاً کسی مزدور کا بیٹا یا بیٹی اگر محنت و مشقت سے بڑا آفیسر بن جاتا / جاتی ہے، یا اس کے برعکس کسی عالم و پروفیسر کا بیٹا یا بیٹی اپنی نا اہلی اور کوتاہی کی بنا پر مزدوری جیسا پیشہ اختیار کرتا / کرتی ہے تو یہ ایسی سماجی نقل پذیری ہوگی جس کی وجہ سے سماجی درجہ بندی اور سماج کے مجموعی ڈھانچے میں نمایاں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

4.3.3 ارتفاعی سماجی نقل پذیری (Upward Social Mobility)

ارتفاعی سماجی نقل پذیری وہ نقل پزیری ہے جس میں فرد یا گروہ اپنے موجودہ عہدہ، پیشہ اور منصب سے منتقل ہو کر اس سے بہتر عہدہ، پیشہ اور منصب حاصل کرتا ہے۔ اس طرح کی سماجی نقل پذیری میں فرد یا گروہ کی سماجی حیثیت میں مثبت تبدیلی واقع ہوتی ہے جس سے سماجی ڈھانچا بھی متاثر ہوتا ہے۔ مثال کے طور نچلی ذات برادری کا کوئی شخص الیکشن میں جیت حاصل کر کے اگر منسٹر یا کوئی اور اعلا عہدے پر فائز ہوتا ہے تو یہ نقل پذیری ارتفاعی سماجی نقل پذیری کہلائے گی۔ اس مثال میں یہ بات اہم ہے کہ وہ فرد اپنی ذات (Caste) کو نہیں بدل سکتا ہے، لیکن اس کی معاشی اور سیاسی حیثیت میں تبدیلی کی وجہ اس کی سماجی حیثیت بدلتی ہے جسے ارتفاعی نقل پذیری کہیں گے۔ شمالی ہند میں رہنے والے یادو (Yadav) ذات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی مثال اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ کس طرح سے سیاسی طاقت کی وجہ سے ان کے یہاں ارتفاعی نقل پذیری ہوئی، لیکن اس سے ان کی ذات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

ارتفاعی سماجی نقل پذیری غیر معمولی سماجی، معاشی اور نفسیاتی قربانیوں کا تقاضہ کرتی ہے۔ اس ارتفاعی نقل پذیری کے طریق میں فرد اور گروہ کو اہم تقابلی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور قربانیوں کے تحت بہت سے لوگوں اور مقامات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو اپنی سوچ و فکر، عادات و اطوار میں تبدیلی لانی پڑتی ہے۔ غرض یہ کہ پرانے طور طریقے

چھوڑ کر وہ طور طریقے سیکھنے پڑتے ہیں جو اس کی نئی حیثیت کے موافق ہوں۔اس قسم کی نقل پذیری مجموعی سماجی ڈھانچے پر غیر معمولی اثر ڈالتی ہے اور اس میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔

4.3.4 انحطاطی سماجی نقل پذیری (Downward Social Mobility)

سماجی نقل پذیری کی اس قسم سے مراد کسی فرد کا اعلا عہدے، پیشے یا منصب سے ادنیٰ اور اس سے کم تر عہدے، پیشے یا منصب کی طرف منتقل ہو جانا ہے۔اس قسم کی نقل پذیری کو ہم انحطاطی سماجی نقل پذیری (Downward Social Mobility) کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص جو پیشے سے انجینیر یا ڈاکٹر ہے اور وہ اپنے پیشے کی وجہ اور اس کی مناسبت کے مطابق سماج میں نمایاں مقام اور سماجی حیثیت کا مالک ہوتا ہے۔اگر کسی بھی وجہ سے وہ اپنے ان پیشوں کو چھوڑ کر کوئی اور پیشہ اپناتا ہے جو سماج میں ڈاکٹر اور انجینیر کے پیشوں کے بمقابل کمتر سمجھے جاتے ہیں اور ان کی سماجی حیثیت بھی کم ہوتی ہے، تو اس نقل پذیری کو انحطاطی سماجی نقل پذیری کہیں گے۔

انحطاطی نقل پذیری کے امکانات دراصل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سماج بہت حد تک یکساں مواقع کی قدر کو فروغ دیتا ہے۔یعنی یکساں مواقع کے نتیجے میں اس طرح کی نقل پذیری ہوتی ہے۔ لِپسیٹ اور زیٹر برگ (Lipset and Zetterberg) کا کہنا ہے کہ اس طرح کی نقل پذیری عہدوں میں تبادلے کی وجہ سے واقع ہوتی ہے۔غرض یہ کہ سماجی حیثیت کا رفعت اور بلندی سے زوال و انحطاط کی طرف منتقلی کو انحطاطی سماجی نقل پذیری کہا جاتا ہے۔

جن لوگوں کی سماجی حیثیت میں شدید گراوٹ آتی ہے ان کے لیے انحطاطی نقل پذیری زیادہ تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتی ہے جس کے نتیجے میں انسان کبھی کبھار خودکشی کا راستہ بھی اختیار کر لیتا ہے۔

4.3.5 بین النسل سماجی نقل پذیری (Inter-generational Social Mobility)

بین النسل سماجی نقل پذیری(Inter-generational Social Mobility) وہ نقل پذیری ہے جس میں ایک نسل کی سماجی حیثیت پہلی نسل کے مقابلے میں مثبت یا منفی سمت میں تبدیل ہوتی ہے۔ بین نسل نقل پذیری جو مثبت سمت میں واقع ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ چھوٹی ذات برادری یا غریب طبقے کے افراد اگر اپنے بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت دیتے ہیں جس سے ان کے بچے اچھی نوکریوں اور مناصب پر فائز ہو جاتے ہیں تو اس طرح کی نقل پذیری بین نسل نقل پذیری کہلاتی ہے، کیوں کہ اس میں والدین کی سماجی حیثیت کے مقابلے میں بچوں کی سماجی حیثیت اچھی اور بہتر ہے۔ اس کی ایک دوسری مثال یہ ہے کہ اگر باپ موچی ہے لیکن وہ اپنے بیٹے یا بیٹی کو اسکول بھیجتا ہے تاکہ وہ اچھی تعلیم حاصل کر سکے۔ اپنے علم اور قابلیت کی بنیاد پر وہ بیٹا یا بیٹی ڈاکٹر، انجینئر یا وکیل بن جاتا/ جاتی ہے تو اس نقل پذیری کو ہم بین نسل نقل پذیری (Inter-generational Mobility) کہتے ہیں۔

اسی طرح بین نسل نقل پذیری جو منفی سمت میں واقع ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک برہمن خاندان اپنے روایتی پیشے، جیسے تعلیم و تدریس اور مذہبی رسومات کی ادائگی سے منسلک ہے، لیکن اس کی نئ نسل اس روایتی پیشے کو نہیں اپناتی ہے، بلکہ یہ مزدوری یا اس جیسے کسی اور پیشے کو اپناتی ہے تو یہ، یعنی دونوں نسلوں کے مابین پیشوں میں تبدیلی، بین نسل نقل پذیری (Inter-generational Mobility) کی منفی قسم کہلائے گی۔

مشہور ماہر سماجیات پی۔اے۔سوروکن نے بین نسل کی کچھ مخصوص حالتوں کا تذکرہ کیا ہے جن کی وجہ سے بین نسل نقل پذیری واقع ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم ان حالتوں کو بیان کر رہے ہیں:

والدین اور اولاد کی صلاحیت میں فرق (Difference in the Competency of Parents and Children)

اگر کوئی شخص کسی ایسے عہدہ یا منصب پر فائز ہے جو زیادہ لیاقت اور قابلیت کا متقاضی ہے، لیکن اس کی اولاد اگر اس طرح کی صلاحیت اور قابلیت نہیں رکھتی ہے تو ایسی حالت میں انحطاطی نقل پذیری کا واقع ہونا لازمی ہے۔

اس کے بر خلاف وہ اولاد جو اپنے والدین کے مقابلے میں زیادہ لیاقت اور قابلیت کے حامل ہیں، تو ایسی حالت میں ارتقاعی نقل پذیری کا واقع ہونا لازمی ہے۔ اس طرح کی نقل پذیری خاص طور سے اس سماج میں ہوتی ہے جو روایات کے اعتبار سے بہت لچک دار ہیں۔

آبادی میں تبدیلی (Change in Population)

آبادی میں تبدیلی پیشے ورانہ مواقع پر اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ممالک جہاں آبادی بڑھنے کی رفتار کم ہوتی ہے وہاں لوگوں کو پیشہ بدلنے اور عمودی (Vertical Social Mobility) سماجی نقل پذیری کے مواقع زیادہ دستیاب ہوتے ہیں۔اسی طرح وہ ممالک جہاں آبادی بڑھنے کی رفتار کافی تیز ہوتی ہے لوگوں کو پیشہ بدلنے اور سماجی نقل پذیری کے مواقع کم ہوتے ہیں۔

پیشہ وارانہ ساخت میں تبدیلی (Change in Occupational Structure)

وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے پیشے (Occupations) سماجی لحاظ سے زیادہ اہمیت اختیار کرلیتے ہیں، اور کچھ پیشے وقت کے لحاظ سے سماج کی نظر میں اہمیت کے حامل نہیں رہتے۔ پیشوں کی اہمیت میں یہ مثبت اور منفی تبدیلی ان لوگوں کی قلت اور کمیابی یا زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے جن کے اندر مطلوبہ کام کرنے کی صلاحیت اور لیاقت نہیں ہوتی۔ مثلاً پیشہ وارانہ ساخت (Occupational Structure) میں تبدیلیوں نے نسلوں کے مابین نقل پذیری کی رفتار میں اضافہ کیا ہے۔

4.3.6 ایک ہی نسل میں سماجی نقل پذیری (Intra-generational Social Mobility)

اس قسم کی نقل پذیری ایک ہی نسل میں واقع ہوتی ہے۔ اسے دو قسموں میں بانٹا جا سکتا ہے۔

(i) فرد کی پوری زندگی کے دورانیے میں اس کی سماجی حیثیت میں تبدیلی کا واقع ہونا۔

(ii) ایک بھائی کی سماجی حیثیت میں تبدیلی کا ہونا، جب کہ دوسرے بھائی کی حیثیت میں کسی بھی طرح کی تبدیلی کا نہ ہونا۔

ایک شخص کلرک کی حیثیت سے اپنی معاشی زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ وہ روز بروز اپنے علم و ہنر میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ اپنی محنت اور لگن کی بنیاد پر ایک دن وہ آئی۔اے۔ایس۔ آفیسر یا پروفیسر جیسے منصب تک پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح وہ سماجی لحاظ سے ایک بلند عہدہ حاصل کر لیتا ہے جو اس کے سابقہ عہدے (کلرک) سے بڑا ہوتا ہے جس سے اس نے اپنی معاشی زندگی شروع کی تھی اور اس کی وجہ سے اس کی سماجی حیثیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسی طرح اس کے بھائی نے بھی کلرک کی حیثیت سے اپنی معاشی زندگی شروع کی، لیکن وہ پوری زندگی اسی منصب پر فائز رہا اور ترقی نہ کر سکا۔ اس مثال میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی نسل میں ایک بھائی کی سماجی حیثیت بدل جاتی ہے جب کہ دوسرے کی حیثیت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے۔

4.4 سماجی نقل پذیری کے افعال (Functions of Social Mobility)

سماجی نقل پذیری کی کارکردگی سماج کی ترقی میں بہت اہم سمجھی جاتی ہے۔روایتی سماج میں نقل پذیری کے مواقع کم ہوا کرتے تھے، اسی لیے ان سماج میں ترقی و تبدیلی کی رفتار سست تھی۔ روایتی سماج (Traditional Society) میں لوگوں کی سماجی حیثیت کا تعین لوگوں کی پیدائش سے ہوتا تھا۔ یعنی کوئی فرد کس خاندان، کس ذات، کس جنس اور کس پیشے سے تعلق رکھنے والے گھرانے میں پیدا ہوا۔ یہ وہ بنیادی چیزیں تھیں جو انسان کی سماجی حیثیت کا تعین کرتی تھیں۔ لہٰذا انسان کی سماجی حیثیت وہی باقی رہتی تھی جو اس کی پیدائش سے طے ہوتی تھی۔

روایتی سماج کے بر خلاف آج کے جدید صنعتی سماج میں انسان کی سماجی حیثیت کا تعین اس کے خاندان، ذات، جنس سے نہ ہو کر اس کی اہلیت اور صلاحیت کے ذریعے طے ہوتی ہے۔ جدید سماج نے افراد کو یہ مواقع فراہم کیے اور آزادی دی کہ افراد اپنی پسند سے پیشے کا انتخاب کر سکیں اور اس کے مطابق اپنی صلاحیت اور قابلیت کو بڑھا سکیں۔ اس طرح جدید سماج نے انسان کو سماجی نقل پذیری کے مواقع فراہم کیے جس سے سماج میں بہت سی مثبت تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

جدید سماج کے کھلے مزاج اور پیشے کے انتخاب میں آزادی نے افراد کو اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو نکھارنے اور بروئے کار لانے پر ابھارا۔ اس کے نتیجے میں سماج کے وہ افراد جو اپنی صلاحیتوں کا استعمال روایتی سماج کی بندشوں کی وجہ سے نہیں کر پا رہے تھے، انہیں ان صلاحیتوں کو استعمال کرنے کا موقع ملا اور انہیں استعمال کر کے انہوں نے اپنی سماجی حیثیت میں اضافہ کیا۔

سماجی نقل پذیری کے افعال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے سماج میں ترقی کی رفتار کو تیز کیا ہے۔ اس نے لوگوں کو اپنی صلاحیت بڑھانے اور پیشے منتخب کرنے کے مواقع کھولے۔ نتیجے کے طور پر بلالحاظ مذہب، ذات، جنس، نسل، قبیلہ لوگوں کی

بھیڑ ایسے پیشوں کو اپنانے کے لیے کوشاں ہوئی جنہیں سماجی لحاظ سے بہتر اور عزت کا درجہ دیا جاتا ہے۔اس کے نتیجے میں لوگوں کے درمیان مقابلہ و مسابقہ کا ماحول پیدا ہوا اور سماج میں ترقی کی رفتار پہلے کے مقابلے کافی تیز ہوئی۔

4.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس طرح ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ نقل پذیری سے مراد کسی چیز میں نقل و حرکت اور تبدیلی ہے۔یہ تبدیلی خواہ ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک حیثیت سے دوسری حیثیت کی ہو۔سماجی نقل پذیری کا مطلب کسی شخص یا گروہ کی سماجی حیثیت میں تبدیلی ہوتا ہے۔سماجی نقل پذیری کا مطلب مختلف سماجی گروہوں اور افراد کے درمیان نقل و حرکت کا ہونا ہے۔ یہ نقل و حرکت سماجی درجہ بندی میں اوپر یا نیچے یا دو نسلوں کے درمیان یا ایک ہی نسل میں بھی ہو سکتی ہے۔

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں سماجی نقل پذیری کے بنیادی تصور سے واقفیت ہوئی۔ نیز ہمیں اس کی مختلف اقسام اور افعال کے بارے میں بھی معلومات ہوئیں۔سماجی نقل پذیری کی اقسام کے تحت ہم نے افقی سماجی نقل پذیری، عمودی سماجی نقل پذیری، ارتفاعی سماجی نقل پذیری، انحطاطی سماجی نقل پذیری، بین نسل سماجی نقل پذیری، ایک ہی نسل میں سماجی نقل پذیری کے بارے میں تفصیل سے جانا ہے۔

4.6 فرہنگ (Key Words)

- **سماجی نقل پذیری:** سماجی نقل پذیری کا مطلب کسی شخص یا گروہ کی سماجی حیثیت میں تبدیلی ہونا ہے۔
- **افقی سماجی نقل پذیری:** کسی انسان یا گروہ کا ایک سماجی گروہ سے دوسرے گروہ کی طرف منتقل ہونا ہے جو سماجی حیثیت کے اعتبار سے برابر ہوں۔ اس نقل پذیری کو سمجھتے وقت ان نقل و حرکت کو سامنے رکھا جاتا ہے جن میں انسان ایک عہدے سے دوسرے ایسے عہدے کی طرف منتقل ہو جن کی سماجی حیثیت تقریباً پہلے عہدے کے برابر ہوتی ہے۔
- **عمودی نقل پذیری:** کسی فرد یا گروہ کی پیشہ وارانہ، معاشی یا سیاسی حیثیت میں ایسی تبدیلی کو کہتے ہیں جس سے اس کی سماجی حیثیت بدلتی ہو۔
- **ارتفاعی سماجی نقل پذیری:** یہ وہ نقل پذیری ہے جس میں فرد یا گروہ اپنے موجودہ عہدہ، پیشہ اور منصب سے منتقل ہو کر اس سے بہتر عہدہ، پیشہ اور منصب حاصل کرتا ہے۔
- **انحطاطی سماجی نقل پزیری:** سماجی نقل پذیری کی اس قسم سے مراد کسی فرد کا اعلا عہدے، پیشے یا منصب سے ادنیٰ اور اس سے کم تر عہدے، پیشے یا منصب کی طرف منتقل ہو جانا ہے۔

- **بین نسل سماجی نقل پذیری:** یہ وہ نقل پذیری ہے جس میں ایک نسل کی سماجی حیثیت پہلی نسل کے مقابلے میں مثبت یا منفی سمت میں تبدیل ہوتی ہے۔
- **ایک ہی نسل میں سماجی نقل پذیری:** اس قسم کی نقل پذیری ایک ہی نسل میں واقع ہوتی ہے۔

4.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

4.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ سوشل اینڈ کلچرل موبیلٹی (Social and Cultural Mobility) کس کی تصنیف ہے؟

(a) پی۔اے۔ سوروکن کی

(b) ہربرٹ اسپینسر کی

(c) دونوں کی

(d) بی۔ آر۔ امبیڈکر کی

2۔ 'کسی انسان یا گروہ کا ایک سماجی گروہ سے دوسرے گروہ کی طرف منتقل ہونا ہے جو سماجی حیثیت کے اعتبار سے برابر ہوں' کہلاتی ہے۔

(a) افقی سماجی نقل پذیری

(b) عمودی سماجی نقل پذیری

(c) ارتقائی سماجی نقل پذیری

(d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ 'کسی فرد یا گروہ کی پیشہ وارانہ، معاشی یا سیاسی حیثیت میں ایسی تبدیلی جس سے اس کی سماجی حیثیت بدلتی ہو' کہلاتی ہے

(a) عمودی سماجی نقل پذیری

(b) افقی سماجی نقل پذیری

(c) دونوں

(d) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ اگر کسی رکشہ چلانے والے کا بیٹا یا بیٹی پڑھ لکھ کر ڈاکٹری یا انجینئر کا پیشہ اپناتا / اپناتی ہے تو یہ نقل پذیری کی کون سی قسم ہے؟

(a) بین نسل سماجی نقل پذیری

(b) انحطاطی سماجی نقل پذیری

(c) دونوں

(d) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ 'کسی فرد یا گروہ کا اپنے موجودہ عہدہ، پیشہ اور منصب سے منتقل ہو کر اس سے بہتر عہدہ، پیشہ اور منصب حاصل کرنا' کہلاتا ہے۔

(a) ارتقاعی سماجی نقل پذیری

(b) بین نسل سماجی نقل پذیری

(c) انحطاطی سماجی نقل پذیری

(d) ان میں سے کوئی نہیں

6۔ 'کسی فرد یا گروہ کی سماجی حیثیت میں تبدیلی' کو کیا کہا جاتا ہے؟

(a) سماجی نقل پذیری

(b) طریق

(c) دونوں

(d) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ ایک ہی نسل میں واقع ہونے والی سماجی نقل پذیری کو کتنے قسموں میں بانٹا جا سکتا ہے؟

(a) دو قسموں میں

(b) تین قسموں میں

(c) چار قسموں میں

(d) سات قسموں میں

8۔ اگر کسی مزدور کا بیٹا یا بیٹی اپنی محنت اور لگن سے بڑا آفیسر بن جاتا / جاتی ہے۔ تو یہ سماجی نقل پذی کی کون سی قسم ہو گی؟

(a) افقی سماجی نقل پذیری

(b) عمودی سماجی نقل پذیری

(c)دونوں

(d)ان میں سے کوئی نہیں

9۔ ایک بھائی کی سماجی حیثیت بدلتی ہے، جب کہ دوسرے بھائی کی سماجی حیثیت میں کسی بھی طرح کی تبدیلی نہیں واقع ہوتی۔ یہ مثال سماجی نقل پذیری کی کون سی قسم سے ہے؟

(a)ایک ہی نسل میں سماجی نقل پذیری

(b)انحطاطی سماجی نقل پذیری

(c)دونوں

(d)ان میں سے کوئی نہیں

10۔ سماجی نقل پذیری کی یہ کون سی قسم ہے جس میں ایک نسل کی سماجی حیثیت پہلی نسل کے مقابلے میں مثبت یا منفی سمت میں تبدیل ہوتی ہے؟

(a)بین نسل سماجی نقل پذیری

(b)ایک ہی نسل میں سماجی نقل پذیری

(c)دونوں

(d)ان میں سے کوئی نہیں

4.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1. سماجی نقل پذیری کیا ہے؟ مثال سے واضح کیجیے۔
2. انحطاطی سماجی نقل پذیری کو مختصراً بیان کیجیے۔
3. سوروکن(Sorokin) کے مطابق وہ کیا مخصوص حالات ہیں جن کی وجہ سے بین نسل نقل پذیری واقع ہوتی ہے؟
4. ایک ہی نسل میں نقل پذیری کیا ہے؟ بیان کیجیے۔
5. مثبت عمودی سماجی نقل پذیری کو مثال سے واضح کیجیے۔

4.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1. عمودی نقل پذیری کیا ہے؟ تفصیل سے واضح کیجیے۔
2. افقی نقل پذیری کیا ہے؟ تفصیل سے واضح کیجیے۔
3. بین نسل نقل پذیری کیا ہے؟ مثالوں سے سمجھائیے۔

اکائی 5۔ ذات

(Caste)

اکائی کے اجزا

5.0 تمہید

5.1 مقاصد

5.2 ذات پات کے نظام کا تصور

5.3 لفظ 'کاسٹ' کی ابتدا

5.4 ذات کی تعریف

5.5 ذات اور سماجی درجہ بندی

5.6 نظام ذات اور ایم۔ این۔ سری نواس

5.7 اکتسابی نتائج

5.8 فرہنگ

5.9 نمونہ امتحانی سوالات

5.0 تمہید (Introduction)

انسانی سماج میں ہمیشہ سے کچھ ایسے اسباب رہے ہیں جس کی وجہ سے کچھ لوگوں کو دوسروں پر فوقیت حاصل رہی ہے۔ انسانوں کے درمیان درجہ بندی کہیں رنگ کی بنیاد پر، تو کہیں نسل کی بنیاد پر رہی ہے۔ اس کے علاوہ کسی سماج میں جنس کی بنیاد پر مردوں کو عورتوں پر سماجی برتری دی جاتی ہے، تو کبھی ذات اور برادری کی بنیاد پر کچھ لوگوں کو دوسروں سے برتر اور اعلیٰ سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس اکائی میں ہم ذات پات کا مطالعہ کریں گے جو ہندوستانی سماج میں لوگوں کی درجہ بندی کا بہت قدیم اور بہت اہم نظام ہے۔

ذات پات کا نظام ہندوستانی سماج میں زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ ذات پات کے اس نظام نے انسانی زندگی کے ہر شعبے پر بہت گہرے اثرات ڈالے ہیں اس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ذات پات کا نظام (Caste System) ایک پیچیدہ سماجی ادارہ ہے جس کے کچھ بنیادی اور امتیازی خصوصیات ہیں۔ ہم یہاں ہندوستانی اور مغربی دونوں مفکرین کے نظریات سے استفادہ کرتے ہوئے ذات (Caste) کی

تعریف اور اس کی بنیادی خصوصیات (Characteristics) کو تفصیل سے جاننے کی کوشش کریں گے۔ نیز اس کی ابتدا کے متعلق بہت سے نظریات ہیں جن کی بھی وضاحت اس اکائی میں کی جائے گی۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی میں ہم ذات پات کے نظام پر روشنی ڈالیں گے اور اس کے مطالعے سے آپ کو درج ذیل چیزوں کے متعلق معلومات حاصل ہو گی۔

- ذات پات کے نظام کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہوں گی۔
- ذات پات کے نظام کی اصل بنیاد کے تعلق سے واقفیت حاصل ہو گی۔
- ہندو سماج کی مختلف درجہ بندی کا علم ہو گا۔
- ذات پات کا نظام سماج میں کون سے مثبت اور کون سے منفی کردار ادا کرتا ہے اس سے بھی واقفیت حاصل ہو گی۔

5.2 ذات پات کے نظام کا تصور (Concept of Caste System)

ہندوستانی سماج میں بہت سی ذاتیں (Castes) پائی جاتی ہیں اور ان ذاتوں کا اصل ماخذ اور منبع ورن کا نظام (Varna System) ہے۔ اس نظام کے مطابق تمام ہی ہندو سماج چار درجات میں منقسم ہے۔ جسے ہم برہمن، چھتریہ، ویش، اور شودر کے نام سے جانتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ چار ورن اولین انسان کے چار جسمانی حصوں سے نکلی ہیں۔ برہمن اس کے منہ سے، چھتریہ اس کے بازوؤں سے، ویش اس کی رانوں سے اور شودر ان کے پیروں سے نکلے ہیں۔ وہ جسم کے جن اعضا سے نکلے ہیں ان کے کچھ علامتی معنی ہیں اور اسی بنیاد پر سماجی درجہ بندی عمل میں آتی ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں بعنوان 'ورن کا نظام'، کے تحت آئے گی۔

ماہرین سماجیات کے مطابق سماجی درجہ بندی کے تین بنیادی اقسام ہیں: ذات (Caste)، زمینداری کا نظام Estate (System) اور سماجی رتبہ (Social Class)۔ ان تینوں میں ذات پات کا نظام وہ واحد نظام ہے جو صرف اور صرف ہندوستان میں پایا جاتا ہے، جبکہ زمینداری کا نظام عہد وسطیٰ میں یوروپی سماج کا خاصا رہا ہے اور سماجی رتبہ دنیا کے تقریباً تمام صنعتی، مہذب، اور تعلیم یافتہ سماج میں موجود ہے۔ سماجی درجہ بندی کے یہ دونوں نظام یعنی ذات اور سماجی رتبہ سماج میں ایک انسان کی حیثیت کو متعین کرتے ہیں۔ لوگوں کی سماجی نقل پذیری (Social Mobility) اور ان کے آپسی تعلقات و روابط اور ان کے جملہ طرز زندگی کو بہت حد تک یہی دونوں نظام طے کرتے ہیں۔

ذات پات کا نظام (Caste System) سماجی درجہ بندی کی ایک ایسی صورت ہے جو صرف ہندوستانی سماج میں پائی جاتی ہے۔ اس کا آغاز و ارتقا اسی ہندوستانی سماج میں ہوا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی ایسا سماجی ادارہ نہیں ہے جس کو ذات پات کے نظام سے مماثل قرار دیا جا سکتا ہو۔ یہ نظام صرف اور صرف ہندوستانی سماج کا خاصہ ہے۔

5.3 لفظ 'کاسٹ' کی ابتدا (Origin of the Word 'Caste')

لفظ کاسٹ (Caste) کی ابتدا کے تعلق سے بہت سی آرا ہیں۔ڈی۔این۔مجمدار (D.N.Majumdar) کا کہنا ہے کہ اس کی اصل اور ابتدا کے متعلق کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی، کیونکہ اس تعلق سے بہت سے شکوک اور ابہام پائے جاتے ہیں۔ آج اس موضوع پر جتنے بھی مفکر ہیں ہر ایک کی اپنی الگ رائے ہے۔ان تمام میں ایس۔وی۔کیتکار (S.V. Ketkar) کا نظریہ کافی مناسب اور مستند معلوم ہوتا ہے۔کیتکار کے مطابق 'Caste' کا لفظ ہسپانوی(Spanish) اور پرتگالی(Portuguese) زبان سے نکلا ہے۔اس کا آغاز ہسپانوی لفظ کاسٹا (Casta) سے ماخوذ ہے جس کے معنی نسب (Lineage)اور نسل(Race) کے آتے ہیں۔اور لفظ کاسٹا (Casta) لاطینی لفظ کاسٹس(Castus) سے لیا گیا ہے جس کے معنی خالص(Pure) کے آتے ہیں۔

ہم لفظ 'کاسٹ' بمعنی ذات کو آج جن معنوں میں استعمال کرتے ہیں، ہندوستان میں ان معنوں میں اس لفظ کا استعمال تقریباً 17ویں صدی تک نہیں کیا گیا تھا۔ان معنوں میں اس لفظ کا استعمال سب پہلے پرتگالیوں نے کیا۔ ان کے مطابق اس نظام کا بنیادی مقصد نسب کے تقدس کو برقرار رکھنا تھا۔اسی لیے اس انسانی عمل کو انہوں نے لفظ 'Caste' سے تعبیر کیا جس کے معنی خالص (Pure) کے آتے ہیں اور آج بھی اسی مفہوم میں اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

5.4 ذات کی تعریف (Definition of Caste)

ذات ایک بہت ہی پیچیدہ سماجی مظہر (Social Phenomenon) ہے جس کی ایک متفقہ تعریف بیان کرنا مشکل ہے۔مختلف ماہرین سماجیات نے الگ الگ طرح سے اس کی تعریف بیان کیا ہے۔درج ذیل میں اس کی چند تعریفات بیان کی جا رہی ہیں۔

ڈی۔این۔مجمدار (D.N.Majumdar) اور ٹی۔این۔مدن (T.N.Madan) کے مطابق ذات(کاسٹ) ایک 'بند گروہ' (Closed Group)ہے۔

سی۔ایچ۔کولے۔ (C.H.Cooley) نے ذات کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے، "جب کوئی کلاس کسی حد تک موروثی ہو جائے، تو ہم اسے ذات(Caste)کا نام دے سکتے ہیں"۔

کیتکار(S.V. Ketkar) کے مطابق "ذات ایک ایسا گروہ ہے جس کی دو خصوصیات ہیں (1) گروہ کی رکنیت اسی گروہ میں پیدا ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے، دوسرے گروہ میں پیدا ہونے والا شخص کسی دوسرے گروہ کا رکن نہیں بن سکتا،(2) گروہ کے ارکان اپنے گروہ کے باہر کسی دوسرے گروہ میں شادی نہیں کر سکتے۔"

5.5 ذات اور سماجی درجہ بندی (Caste and Social Stratification)

سماجی طبقاتی نظام سے مراد سماج میں افراد اور گروہوں کی درجہ بندی ہے جو دولت، پیشہ، طاقت، سماجی مرتبہ، اور پیدائش جیسے عوامل کی بنیاد پر ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں وسائل اور مواقع تک غیر مساوی رسائی ہوتی ہے۔ ہندوستانی سماج میں، ذات پات پر مبنی طبقاتی نظام سب سے زیادہ سخت اور پائیدار شکلوں میں سے ایک ہے، جہاں سماجی مرتبہ پیدائش کے وقت طے ہوتا ہے اور یہ زندگی کے مختلف پہلوؤں جیسے پیشہ، شادی، سماجی تعاملات، اور مراعات تک رسائی کو متاثر کرتا ہے۔ یہ نظام ہندو مذہبی اور ثقافتی نظریات میں گہری جڑیں رکھتا ہے۔ سماجیات کے نقطہ نظر سے، ذات پات کو ایک بند نظام کے طور پر سمجھا جاتا ہے جو طبقہ، جنس، اور دیگر جہتوں کے ساتھ مل کر سماجی اخراج کو برقرار رکھتا ہے اور جدید تبدیلیوں کے ساتھ مطابقت پیدا کرتا ہے۔

ہندوستانی سماج میں ذات پر مبنی درجہ بندی انسان کی زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کرتی ہے ۔ اسی لیے اس کے جملہ خصوصیات کے ذریعے ذات اور اس مبنی سماجی درجہ بندی کے تصور کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ڈاکٹر جی۔ ایس۔ گھورے (Dr.G.S.Ghurye) نے ذات پات کے نظام کی چھ بنیادی خصوصیات بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) ذات: سماج کی طبقاتی تقسیم

ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ذات پات ہندو سماج کا ایک اہم حصہ ہے۔ اسی لیے ہندو سماج قدیم زمانے سے ہی مختلف طبقات میں منقسم رہا ہے۔ اور ان طبقات کو "ذات" (Caste) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ذات انسانوں کے ایک ایسے مجموعے کا نام ہے جس کے اپنے کچھ متعین حدود اور دائرے ہیں۔ اس میں فرد کے درجات اور مراتب اس کی کامیابی پر منحصر نہیں ہوتے بلکہ یہ سب اس کے پیدا ہوتے ہی طے ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایک شخص کی پیدائش کس ذات میں ہوتی ہے اسی اعتبار سے سماج میں اس کی حیثیت طے ہوتی ہے۔ اگر وہ برہمن ذات میں پیدا ہوتا ہے تو اسے بہت سی سماجی اور مذہبی مراعات حاصل ہوتی ہیں، اور اگر وہ شودر ذات میں پیدا ہوا ہے تو سماج کے سب سے نچلے طبقے میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ ذات پر مبنی انسان کی اس پیدائشی حیثیت کو دنیوی کامیابیوں کے ذریعے کبھی بدلا نہیں جا سکتا اور نہ ہی کوئی اپنی ذات تبدیل کرنے کا مجاز ہے۔

اس کے علاوہ ہر ذات کی کچھ مخصوص رسم ورواج اور ایک خاص طریقہ زندگی ہوتی ہے جس کے مطابق وہ اپنی زندگی کے معاملات طے کرتی ہے۔ ہر ذات کی اپنی ایک پنچایت (Caste Panchayat) ہوتی ہے جو اپنے لوگوں کے اخلاق و کردار کو منضبط کرتی ہے۔

(2) ذات: سماج کی ترتیب وار تقسیم

ہندو سماج ایک ایسا سماج ہے جو مختلف طبقات میں منقسم ہے اور طبقات کی یہ تقسیم شرافت اور رذالت (Highness and Lowness) پر مبنی ہے۔ ذات سماجی درجہ بندی کا ایک اہم نظام ہے، اس لیے اس میں لوگوں کو مختلف سماجی درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ذاتوں کی ان طبقاتی تقسیم میں ایک طبقے کو برتری اور فضیلت حاصل ہوتی ہے تو دوسرے طبقے کو رذیل اور کم تر سمجھا جاتا ہے۔ ذاتوں کی ان ترتیب وار تقسیم میں "برہمن" کو سب سے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے۔ اس کے برعکس "شودر" کو سب سے رذیل اور کم تر مرتبہ دیا گیا ہے۔ ایم۔ این۔ سری نواس اور جی۔ ایس۔ گھورے نے ترتیب وار تقسیم (Hierarchy) کو ذات پات کے نظام کا بنیادی عنصر قرار دیا ہے۔

(3) سماجی تعلقات اور ایک ساتھ کھانا کھانے پر پابندی

اس نظام کے تحت انسانوں پر کھانے پینے کے طور طریقوں اور کھانے کی اقسام پر مختلف طرح کی پابندیاں نافذ ہوتی ہیں جن کے مطابق کون سی ذات کس طرح کا کھانا کھاسکتی اور کون سا کھانا کس ذات کے لیے ممنوع ہے، اور کس کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھاسکتی، یہ سب ذات پات کے نظام میں طے شدہ ہیں۔ مثال کے طور پر شمالی ہندوستان کے برہمن اپنے سے کم تر چند ذاتوں سے صرف اور صرف پکا کھانا (وہ کھانا جو گھی میں بنایا گیا ہو) ہی قبول کرتے تھے، اور کچا کھانا (وہ کھانا جو پانی کے استعمال سے تیار کیا گیا ہو) صرف اور صرف اپنی ذات کے لوگوں کا ہی لے سکتے ہیں۔ اس روایت کے مطابق کوئی بھی شخص اپنے سے نیچی ذات والوں کا تیار کیا ہوا کچا کھانا (وہ کھانا جو پانی استعمال سے تیار کیا گیا ہو) نہیں کھا سکتا ہے۔ اس کے برعکس برہمن کے یہاں کا ہر طرح کا کھانا چاہے وہ کچا ہو یا پکا ہر ذات کے لوگوں کے لیے قابل قبول ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ سماجی تعلقات اور سماجی میل ملاپ پر بھی مختلف نوعیت کی پابندیاں ہوتی تھیں۔ چونکہ اس نظام میں "پاکی" (Purity) اور "ناپاکی" (Impurity) جیسا تصور ہے جس کے مطابق نہ صرف یہ کہ کچھ طبقات ناپاک مانے جاتے ہیں بلکہ ان سے متعلق ہر چیز اچھوت اور ناپاک سمجھی جاتی ہے۔ یعنی چھوٹی ذات مثلاً دلت کا ہلکا سا لمس بھی اعلیٰ ذات مثلاً برہمن کو گندا اور ناپاک کر دیتا ہے۔ چونکہ اس نظام کے مطابق دلت / ہریجن بذات خود ناپاک اور اچھوت طبقات کے لوگ ہیں اسی لیے ان کا لمس اور ان سے متعلق ہر چیز بڑی ذات کے لوگوں کو ناپاک کر دیتی ہے، یہاں تک کہ ان کا سایہ بھی اعلیٰ ذات کے لوگوں کے لیے ناپاک ہوتا ہے۔

(4) معاشرتی اور مذہبی بے اختیاری اور کچھ طبقے کے لیے خصوصی مراعات

ہندوستانی سماج ہمیشہ سے ذات پات پر مبنی سماج رہا ہے۔ اسی لیے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اس کے اثرات دکھائی پڑتے ہیں۔ زمانۂ قدیم سے کچھ پسماندہ طبقات بالخصوص دلت سماج کو ہر طرح کا ظلم اور ناانصافیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور یہ سب ظلم اور ناانصافی ذات پات کے نظام کے تحت روا رکھا جاتا ہے۔ اسی نظام کی وجہ سے انہیں بہت سے معاشرتی اور مذہبی حقوق سے آج بھی محروم رکھا گیا ہے۔

دلت جنہیں اچھوت (Untouchables) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، انہیں ہمیشہ سے سماج میں دوسروں سے بالکل الگ رہنے پر مجبور کیا جاتا رہا ہے، ان کی بستیاں اعلیٰ ذات والوں سے الگ ہوا کرتی تھیں، کسی غیر دلت سے میل جول خاص طور سے سماج میں بڑی سمجھی جانے والی ذات والوں سے ملنا ان کے خواب وخیال میں بھی نہیں ہوتا تھا۔ غرض یہ کہ دلتوں کا سایہ بھی ان کے لیے ناپاکی کا باعث تھا۔ آج بھی بہت سے ایسے علاقے موجود ہیں جہاں نچلی ذات والوں (Lower Caste People) کے ساتھ بہیمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ ماضی میں ان پر عام جگہوں میں نقل و حرکت کی مکمل پابندی تھی، وہ عبادت کے لیے مندروں میں نہیں جاسکتے تھے، عمومی کنویں (Public Well) سے پانی نہیں لے سکتے تھے، اسکولوں و کالجوں میں ان کا داخلہ ممنوع تھا، ہوٹلوں، سنیما ہال اور اس طرح کے تمام ہی عمومی مقامات تک ان کی رسائی نہیں تھی۔ سیاسی نمائندگی اور کسی بھی طرح کے قانونی اختیارات ان کو حاصل نہیں تھے۔ ان کے ساتھ یہ تمام سماجی بھید بھاؤ صرف اس وجہ سے ہوتا تھا کہ یہ ذات پات کے نظام میں سب سے نچلے طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔

ایک طرف جہاں نچلی ذات والوں کے ساتھ ہر طرح کا سماجی بھید بھاؤ کیا جاتا رہا ہے، تو وہیں دوسری طرف اعلیٰ ذات کے لوگوں

بالخصوص برہمنوں کو بہت سی خصوصی مراعات حاصل رہی ہیں۔ سماج میں ان کو ہر طرح کی مکمل آزادی دی گئی۔ علم اور تعلیم پر ان کی ہمیشہ سے اجارہ داری تھی۔ چونکہ وہ برہمن تھے اسی لیے ویدوں کی تعلیم حاصل کرنا انہیں کا حق سمجھا جاتا رہا ہے۔ غرض یہ کہ نچلی ذات والے افراد کے برعکس، تمام ہی اعلیٰ ذاتوں کے افراد کو ہر طرح کی سماجی، سیاسی، معاشی، مذہبی، اور قانونی مراعات حاصل رہی ہیں۔

(5) روزگار کے انتخاب پر پابندی

"روزگار / پیشے کا مختلف درجات میں تقسیم" (Occupational Hierarchy) نظام ذات پات کے بنیادی خدوخال میں سے ہے۔ اسی لیے ہمارے سماج میں ہمیشہ سے کچھ پیشوں (Occupations) کو اچھا، اعلیٰ اور دوسرے پیشوں کے مقابلے میں برتر سمجھا جاتا رہا ہے اور انہیں پاک روزگار / پیشہ (Pure Occupations) تصور کیا جاتا ہے اور کچھ پیشوں کو حقیر، کم تر اور ناپاک (Impure and Degrading) مانا جاتا ہے۔ ان پیشوں سے وابستہ ہونا سماج میں باعث ننگ و عار سمجھا جاتا ہے۔ علم و تعلیم اور مذہبی رسم رواج کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اور اس سے وابستہ افراد کی ہمیشہ عزت و توقیر کی گئی۔ اعلیٰ ذات (برہمن) کی اس پر اجارہ داری رہی ہے۔ چونکہ ذات پات کے نظام کے مطابق برہمن سب سے افضل اور برتر لوگ مانے جاتے ہیں اسی لیے سب سے پاک اور مقدس پیشے سے وابستگی ان کا حق قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح گندگی اور میل صاف کرنے کا کام، بال بنانے، کپڑا صاف کرنے، جوتے اور چپل بنانے، سبزی بیچنے کے کام کو سماج میں حقیر، کم تر اور باعث ذلت سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح کے پیشوں سے وابستہ افراد کو سماج میں قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ہے۔ چونکہ "روزگار / پیشے کے کا مختلف درجات میں تقسیم" (Occupational Hierarchy) میں اسے کمتر درجہ حاصل ہے، اسی لیے نچلی ذات اور پسماندہ طبقے کے افراد اس طرح کے پیشے سے وابستہ رہتے تھے۔ یہ اگر چاہیں بھی تو کوئی دوسرا پیشہ اختیار نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ہر ذات کا اپنا ایک مخصوص اور متعین پیشہ ہوتا تھا جس کو اپنانا اس کے لیے لازم ہوا کرتا تھا، اور اسی پیشے کی نسبت سے اسے موسوم کیا جاتا تھا۔

(6) شادی بیاہ کے انتخاب پر پابندی

ذات پات کے نظام نے انسانوں کو مضبوط بیڑیوں میں جکڑ ا رکھا ہے جس کے سبب زندگی کے مختلف شعبوں میں یہ آزادانہ فیصلہ نہیں کر سکتے یہاں تک کہ اپنی جان اور اپنے مستقبل کے تعلق سے بھی ان کے فیصلے نظام ذات کے اصول و قوانین کے مطابق ہوتے ہیں۔ ذات پات کے نظام نے شادی بیاہ کے متعلق کچھ رہنما اصول وضع کیے ہیں جس کی اتباع ہندو سماج کے ہر فرد پر لازم ہے اور کوئی بھی شخص اس سے سرمو انحراف نہیں کر سکتا۔ یہ اصول ہر ذات کے لوگوں پر نافذ ہوتے ہیں خواہ اعلیٰ ذات (Upper Caste) کے لوگ ہوں یا اچھوت / دلت طبقات (Untouchable Caste) سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں۔

ذات ایک درون ازدواجی گروہ (Endogamous Group) ہے۔ درون ازدواجی (Endogamy) ایک ایسا قاعدہ اور اصول ہے جس کے مطابق ہر فرد کو اپنی ہی ذات کے لوگوں میں شادی بیاہ کرنا لازمی ہے اور اس کی خلاف ورزی قابل سزا جرم ہے۔ ہر ذات کے اندر مختلف ذیلی ذات اور گروہ ہوتے ہیں جو اپنے آپ میں درون ازدواجی گروہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ یعنی ایک ذات کے اندر بہت سی ذاتیں ہیں اور سب درون ازدواجی گروہ ہیں۔ یعنی ہر کوئی صرف اپنے گروہ کے لوگوں سے ہی شادی کرنے کا حق رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر

سمار تھا(Smartha)،مادھو (Madhav)، کوٹا (Kota) ، شِولی ،(Shivalli) ایر(Iyer)، اینگر(Iyengar) ، وغیرہ تمام ہی برہمن کی ذیلی ذات ہیں اور سب درون ازدواجی گروہ ہیں۔

درون ازدواجی کے قاعدے کے مطابق ایک اینگر(Iyengar) برہمن لڑکے کی شادی صرف اینگر برہمن لڑکی سے ہی ہو سکتی ہے، مادھو(Madhav) برہمن صرف مادھو برہمن میں ہی شادی کرسکتے ہیں اسی طرح کا معاملہ ہر ذات کے ساتھ ہے۔

5.6 ذات پات کا نظام اور ایم۔این۔سری نواس (Caste System and M.N.Srinivas)

ایم۔این۔سری نواس (M.N.Srinivas) نے ذات پات کے نظام میں تسلسل اور تبدیلی کے تعلق سے کئی تصورات دئے ہیں۔ سماجیات میں ڈامنٹ کاسٹ(Dominant Caste) کا تصور سب سے پہلے سری نواس نے ہی استعمال کیا تھا۔ ڈامنٹ کاسٹ(بااثر ذات) سے مراد وہ ذات ہے جسے کسی علاقے میں معاشی یا سیاسی قوت حاصل ہو اور ذات کی درجہ بندی میں دوسرے ذات کے نسبت میں اعلیٰ مقام کی مالک ہو۔ اس طرح کی ذاتیں سماجی زندگی کے تمام ہی میدانوں میں بااثر اور اعلیٰ حیثیت کی مالک ہوتی ہیں۔ دوسری ذات کے لوگ ان کو حوالہ گروہ(Reference Group) کی حیثیت سے دیکھتے ہیں اور ان کے رہن سہن، عادات واطوار اور رسم ورواج کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو کوئی بھی ڈامنٹ کاسٹ اپنے علاقے میں تہذیب کی ترسیل اور فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سری نواس کے مطابق ڈامنٹ کاسٹ کی درج ذیل خصوصیات ہیں۔

معاشی اور سیاسی قوت (Economic and Political Strength)

سری نواس کا کہنا ہے کہ کسی بھی ذات کی قوت کا احساس اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ اس کے پاس کس قدر زمینیں ہیں۔ جو ذات جتنی زیادہ زمینوں کی مالک ہوتی ہے، وہ اس علاقے میں اتنی ہی زیادہ بااثر اور طاقتور سمجھی جاتی ہے۔ زیادہ زمینوں کی ملکیت کی وجہ سے اس میں بڑے پیمانے پر کاشت کاری ہوتی ہے جس کے ذریعے ان کی آمدنی میں خوب اضافہ ہوتا ہے۔ نیز جو زمین کی ملکیت سے محروم رہتے ہیں وہ ان کے کھیتوں میں ملازمت کرتے ہیں اور ان پر زمین کے مالک کا سیاسی رعب اور اثر قائم رہتا ہے۔ الغرض معاشی خوش حالی اور سیاسی بالادستی کسی بھی ذات کی مجموعی قوت اور غلبے کی اصل بنیاد ہوتی ہے۔ اور کسی بھی ذات کو ڈامنٹ کاسٹ بننے کے لیے یہ پہلی شرط ہے۔

تعداد کی قوت (Numerical Strength)

ملک میں جمہوریت کے قیام سے پہلے کسی بھی ذات کا تعداد میں زیادہ ہونا ان کی طاقت اور قوت کی ضمانت نہیں ہوا کرتا تھا۔ لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جمہوریت میں تعداد کی اہمیت ہوتی ہے۔ جس کی آبادی زیادہ ہوتی ہے، اس کے یہاں ووٹ دینے والوں کی تعداد بھی لازماً زیادہ ہوگی۔ اس طرح ووٹ کی زیادہ تعداد کی وجہ سے ان کی سیاسی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔ نیز وہ اپنی ذات کے کسی فرد کو منتخب کرکے اپنی سیاسی اور سماجی حیثیت کو بڑھاتے ہیں۔

مقامی سطح پر بہتر سماجی حیثیت (High Place in Local Hierarchy)

نظام ذات میں ہر ذات کی ایک سماجی حیثیت متعین ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ایک علاقے میں ایک ذات مضبوط ہو اور دوسرے

علاقے میں دوسری ذات۔ اسی لیے کسی ذات کا ڈامننٹ کاسٹ کا درجہ ملنے کے لیے یہ لازمی شرط ہے کہ وہ مقامی علاقے میں دوسرے کے مقابلے میں بہتر سماجی حیثیت کی مالک ہو۔ اس ذات کو اس علاقے میں تمام ہی ذاتوں میں فضیلت اور برتری دی جاتی ہو۔ اس طرح کسی علاقے میں چھتر یہ ڈامننٹ کاسٹ ہو سکتی ہے، تو کسی میں ویش اور کسی میں شودر وغیرہ۔

تعلیم (Education)

معاشی اور سیاسی قوت، تعداد کی قوت، مقامی سطح پر بہتر سماجی حیثیت کے علاوہ تعلیمی لحاظ سے بہتر کارکردگی بھی ڈامننٹ کاسٹ (Dominant Caste) ہونے کے لیے ایک اہم شرط ہے۔ تعلیم کی حیثیت ہم سب کے سامنے مسلم ہے۔ جو ذات تعلیمی میدان میں اس علاقے میں رہنے والے دوسری ذات سے آگے ہو، اسے سماج میں اعلیٰ مقام دیا جاتا ہے۔ جب یہ شرائط کسی ذات میں پائی جائیں تو سری نواس کے مطابق اس ذات کو ڈامننٹ کاسٹ (Dominant Caste) کہا جاتا ہے۔

5.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

ذات پات کا نظام ہندوستانی سماج کا لازمی حصہ ہے۔ اس نظام کے مطابق ہندو سماج مختلف طبقات میں منقسم ہے۔ اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں نظام ذات اور اس کی بنیادی خصوصیات کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی۔ اور ہمیں اس بات کا بھی علم ہوا کہ ہندو مذہب کی مقدس کتابوں میں نہ صرف اس کا جواز ملتا ہے، بلکہ ان کے ذریعے اس کو تقویت بھی دی گئی ہے۔ اس اکائی کو بغور پڑھنے کے بعد ہم نے یہ بھی سیکھا کہ ہندوستانی سماج میں ذات کی بنیاد پر سماجی درجہ بندی کس طرح پائی جاتی ہے۔

5.8 فرہنگ (Glossary)

ذات پات کا نظام (Caste System): یہ انسانوں کی سماجی درجہ بندی کا نظام ہے جو انسانوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرتا ہے، اور اسے ہندوؤں کی مقدس کتابوں کی حمایت حاصل ہے۔

درون ازدواجی (Endogamy): ایک ایسا اصول ہے جسکے مطابق ہر فرد کو اپنی ہی ذات یا قبیلے کے لوگوں میں شادی بیاہ کرنا لازمی ہے۔

سماجی نقل پذیری (Social Mobility): کسی بھی فرد، خاندان یا گروہ کا سماجی مرتبے میں حرکت اور تبدیلی کو سماجی نقل پذیری کہتے ہیں، یہ تبدیلی ترقی والی بھی ہو سکتی ہے اور زوال والی بھی۔

5.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) ذات پات کا اصل ماخذ کیا ہے؟

(a) ورن کا نظام (b) قوم پرستی (c) نسل پرستی (d) ان میں سے کوئی نہیں

(2) ورن نظام میں کتنی ورن ہیں؟

(a) تین (b) چار (c) دو (d) پانچ

(3) درج ذیل میں سے کون ورن نظام کی درجہ بندی کے حساب سے تیسرے نمبر پر ہے؟

(a) برہمن (b) شودر (c) ویش (d) چھتریہ

(4) ماہرین سماجیات کے مطابق سماجی درجہ بندی کے کتنے اقسام ہیں؟

(a) تین (b) چار (c) دو (d) پانچ

(5) لفظ 'Caste' درج ذیل میں سے کس زبان سے ماخوذ ہے؟

(a) ہسپانوی (b) انگلش (c) اردو (d) ہندی

(6) ہندوستان میں مسلمانوں کی 2011 کی مردم شماری کے مطابق کل کتنی فیصد آبادی ہے؟

(a) تقریباً 14 فیصد (b) تقریباً 16 فیصد

(c) تقریباً 10 فیصد (d) تقریباً 20 فیصد

(7) گولڈن ٹیمپل کس مذہب سے متعلق ہے؟

(a) سکھ مت سے (b) جین مت سے

(c) ہندو مت (d) اسلام سے

(8) ہندوستان میں 79٪ کس مذہب کے ماننے والوں کی ہے؟

(a) ہندو مت کے (b) جین مت کے

(c) سکھ مت کے (d) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ ذات پات میں موجودہ تبدیلیوں کا تذکرہ کیجیے۔

2۔ نظام ذات کی ابتدا سے متعلق ارتقائی نظریہ کو بیان کیجیے۔

3۔ نظام ذات کی ابتدا سے متعلق پیشہ پر مبنی نظریہ کی وضاحت کیجیے۔

4۔ نظام ذات کی ابتدا سے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

5۔ نظام ذات کی کسی ایک خصوصیت کی وضاحت کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ ذات کی تعریف بیان کیجیے۔ نیز اس کے ارتقا کے اسباب کی وضاحت کیجیے۔

2۔ ذات پات کی بنیادی خصوصیات کو بیان کیجیے۔

3۔ ذات پات کی ابتدا سے متعلق نظریات کی وضاحت کیجیے۔

اکائی 6۔ ہندوستان میں طبقہ

(Class in India)

اکائی کے اجزا

6.0 تمہید
6.1 مقاصد
6.2 طبقے کی تعریف
6.3 طبقے کی خصوصیات
6.4 کارل مارکس کے نزدیک طبقے کا تصور
6.5 میکس ویبر کے نزدیک طبقے کا تصور
6.6 مارکس اور ویبر کے طبقے کے تصور میں فرق
6.7 ہندوستان میں طبقات
6.8 ہندوستان میں متوسط طبقات
6.9 اکتسابی نتائج
6.10 فرہنگ
6.11 نمونہ امتحانی سوالات

6.0 تمہید(Introduction)

کلاس یعنی طبقہ سماجیات کا ایک اہم تصور ہے۔اس سے مراد لوگوں کا ایک ایسا گروہ ہے جو ایک جیسی سماجی حیثیت رکھتا ہو،ان کی طرز معاشرت ایک جیسی ہو اور قوت واقتدار (Power and Wealth) کے معاملے میں بھی وہ ایک دوسرے کے مساوی ہوں۔یعنی وہ لوگ جو مشترک معاشی وسائل رکھتے ہوں،ان کا رہن سہن اور تہذیب ایک جیسی ہو اور ایک جیسی سماجی حیثیت کے مالک ہوں،وہ ایک طبقہ

(Class) کہلاتا ہے۔ سماج میں طبقات ہوتے ہیں جن کی معاشی، سیاسی اور سماجی سطح ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔

آزادی کے بعد ملک میں جمہوری طرز حکومت کے قیام اور اس کے بعد معاشی ترقی نے سماجی درجہ بندی کی ساخت میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کی ہے۔ آزادی سے پہلے ذات پات کے نظام کا تسلط بہت گہرا تھا۔ ہر گاؤں اور بستی میں اعلیٰ ذات کے لوگوں کا غلبہ ہوا کرتا تھا۔ زمین دار طبقے کو بھی زمین کی ملکیت ہونے کی وجہ سے سماجی قوت و برتری حاصل تھی۔ ذات اور زمین کی ملکیت کا رول لوگوں کی سماجی درجہ بندی کا تعین کرنے میں بہت اہم تھا اور آج بھی دیہی علاقوں میں یہ دونوں عناصر بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن ملک کی آزادی کے بعد اس میں بہت کمی واقع ہوئی ہے خاص طور سے شہری علاقوں میں درجہ بندی کی بنیادیں انسان کی قابلیت، ہنر اور دولت قرار پائیں۔ اس طرح آزاد ہندوستان میں ایک نئے اشرافیہ طبقے کا ظہور ہوا۔ یعنی نئے پیشہ وارانہ گروہ وجود میں آئے جنھیں ہم متوسط طبقہ (Middle Class) کہتے ہیں۔ اس اکائی میں ہم ہندوستان میں طبقے کے تصور اور متوسط طبقے کے ظہور کے بارے میں تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

6.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- طبقے کے معنی و تصور کو سمجھنا
- کارل مارکس کے نزدیک طبقے کے تصور کو جاننا
- میکس ویبر کے نزدیک طبقے کے تصور سے واقفیت حاصل کرنا
- ہندوستانی طبقات کو سمجھنا، اور
- ہندوستان کے دیہی اور شہری علاقوں میں طبقات کے متعلق واقفیت حاصل کرنا

6.2 طبقے کی تعریف (Meaning of Class)

طبقے کا نظام (Class System) دنیا کے ہر سماج میں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگوں کا ایک گروہ ہے جو سماج میں ایک معین اور مشترک حیثیت (Status) رکھتا ہے اور یہ مشترک سماجی حیثیت کا اثر دوسرے گروہ کے ساتھ ان کے رشتوں کی نوعیت پر پڑتا ہے۔ سماجی طبقات کی کوئی مذہبی اور قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔ اس کی شناخت سماجی ہوتی ہے۔ یہ کھلا ہوا (Open) گروہ ہوتا ہے جس میں کوئی بھی فرد اس گروہ کی مطلوبہ خصوصیت کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے اور مطلوبہ شرط کے نہ پائے جانے سے اس گروہ سے کسی بھی فرد کو باہر کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کا ہر سماج کسی نہ کسی بنیاد پر مختلف طبقوں میں منقسم ہے اور ان طبقوں کی ترتیب وار درجہ بندی ہے۔

طبقے کے نظام کی چند تعریفیں درج ذیل ہیں:

- جسبرٹ کے مطابق سماجی طبقہ ایک درجہ (category) یا لوگوں کا ایک گروہ ہے جس کی سماج میں ایک متعین حیثیت ہے اور اس حیثیت کی وجہ سے دوسرے گروہ کے افراد کے ساتھ اس کے تعلق کی نوعیت طے ہوتی ہے جیسے کہ کمتر اور برتر ہونے کے احساس

کا پایا جانا، وغیرہ۔ جس حیثیت کے ساتھ جتنی عزت اور سماجی احترام جڑا ہوتا ہے اسی لحاظ سے اس طبقے کی نسبتی (Relative) حیثیت بڑھتی ہے۔

- انتھنی گڈنس (Anthony Giddens) کے مطابق طبقہ انسانوں کے ایک بڑے گروہ کو کہتے ہیں جن کے معاشی ذرائع یکساں ہوں اور یہ ذرائع ان کی مجموعی طرز زندگی کو متاثر کرتے ہوں۔
- کارل مارکس کے نزدیک سماجی طبقے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے رشتے معاشی پیداوار کے ذرائع سے مشترک ہوں۔
- میکس ویبر کے نزدیک طبقہ سے مراد افراد کا وہ گروہ ہے جو بازار کی معیشت (Market Economy) میں ایک جیسی حیثیت رکھتا ہو اور اس مشترک اور ایک جیسی حیثیت کی وجہ سے اس گروہ کے افراد کے معاشی نتائج بھی ایک طرح کے ہوں۔
- میک آئیور اور پیج (MacIver and Page) کے مطابق سماجی طبقہ کمیونٹی کا ایک حصہ ہے جو سماجی حیثیت کی وجہ سے دوسرے تمام لوگوں سے ایک الگ شناخت رکھتا ہے۔
- آگبرن اور نمکاف کے نزدیک سماجی طبقے سے مراد افراد کا ایک گروہ ہے جو ایک جیسی سماجی حیثیت رکھتا ہے۔

طبقے کی درجہ بالا تمام ہی تعریفوں میں بہت یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان تمام میں دو مشترک عناصر یعنی افراد کا مجموعہ اور مشترک سماجی حیثیت کا ہونا، کسی گروہ کے طبقہ بننے کے لئے ضروری ہے۔

6.3 طبقے کی خصوصیات (Characteristics of Class)

طبقہ (Class) کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

1. طبقے کے نظام کی بنیاد پیشہ، دولت، تعلیم، عمر اور جنس ہے۔
2. طبقاتی نظام میں عام طور سے تین طبقات ہوتے ہیں۔ جیسے اعلیٰ طبقہ (Upper Class)، متوسط طبقہ (Middle Class) اور ادنیٰ طبقہ (Lower Class) جو درجہ بندی کے لحاظ سے کسی سے کم اور کسی سے زیادہ سماجی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان تینوں طبقات کے ساتھ حیثیت، عزت جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی ان تینوں طبقات کو سماجی حیثیت اور وقار سماجی درجہ بندی میں ان کے رتبے کے اعتبار سے ملتا ہے۔ اعلیٰ طبقہ سماجی درجہ بندی میں سب سے اونچے مقام پر ہوتا ہے اس لئے اس طبقے کو سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ قابل احترام مانا جاتا ہے۔ ادنیٰ طبقہ درجہ بندی میں سب سے آخری طبقہ ہے۔ لہٰذا اسے سماج میں سب سے کمتر مانا جاتا ہے۔ متوسط طبقہ ان دونوں طبقات کے بیچ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی سماجی حیثیت اعلیٰ طبقے سے کم اور ادنیٰ طبقے سے زیادہ ہوتی ہے۔
3. طبقے کی تیسری اہم خصوصیت ان میں احساس برتری اور احساس کم تری کا پایا جانا ہے۔ ان تینوں طبقات میں اس طرح کا احساس پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ طبقے کے افراد اپنے آپ کو دوسرے دونوں طبقوں کے لوگوں سے زیادہ افضل اور برتر سمجھتے ہیں، جبکہ سب سے نچلے طبقے کے افراد اپنے آپ کو اوپر کے دونوں طبقوں کے لوگوں سے کمتر مانتے ہیں۔ غرض یہ کہ طبقاتی نظام کی ایک اہم خصوصیت

طبقات کے مابین احساس برتری اور احساس کمتری کا پایا جانا ہے۔

4. طبقے کی چوتھی اہم خصوصیت طبقاتی شعور ہے۔کوئی بھی طبقہ طبقاتی شعور (Class Consciousness) کے بغیر تشکیل نہیں پا سکتا۔ چونکہ افراد کے اندر طبقے سے تعلق اور وابستگی کا احساس اور شعور کا پایا جانا لازمی ہے۔اس احساس کے نتیجے میں اندرون گروہ (In group) اور بیرون گروہ (Out group) کا شعور تشکیل پاتا ہے۔جو فرد جس گروہ سے تعلق رکھتا ہے وہ گروہ اس فرد کے لئے اندرون گروہ ہوتا ہے۔طبقات کے مابین ٹکراؤ اور کشمکش ہمیشہ سے رہی ہے جیسا کہ معروف مفکر کارل مارکس کا کہنا ہے۔مارکس کے مطابق بورژوا طبقہ جو وسائل پیداوار پر قابض ہوتا ہے وہ مزدور طبقے کا استحصال کرتا ہے اور کچھ عرصے کے بعد مزدور طبقے میں ان کے اوپر کئے جارہے ظلم و استحصال کا احساس جاگے گا، جس کے بعد وہ بورژوا طبقے کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا تاکہ استحصالی نظام کو ختم کیا جاسکے۔غرض یہ کہ طبقاتی شعور طبقے کی ایک اہم خصوصیت ہے۔افراد کے طور طریقوں پر طبقاتی شعور کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔

5. جس طرح سے ذات پات کے نظام میں بہت سی ذیلی ذاتیں ہوتی ہیں،اسی طرح طبقاتی نظام میں بھی بہت سے ذیلی طبقات ہوتے ہیں اور یہ طبقات بہت سے گروہوں میں منقسم ہوتے ہیں۔

6. ذات پات کے نظام کے بر خلاف طبقے کا نظام کھلا ہوا نظام (Open System) ہے۔یعنی اس نظام میں افراد ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں آسانی سے منتقل ہوسکتے ہیں۔

6.4 کارل مارکس کے نزدیک طبقے کا تصور (Karl Marx's Concept of Class)

سماجی طبقے سے متعلق مختلف ماہرین سماجیات نے اپنے تصورات بیان کئے ہیں۔اس اکائی میں ہم اہم مفکرین کے خیالات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔سب سے پہلے ہم کارل مارکس کے خیالات کو بیان کریں گے۔

کارل مارکس کے مجموعی نظریے میں طبقے کے (Class) کے تصور کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔اس کے مطابق طبقہ سماجی تنظیم کی بنیادی اکائی ہے۔اس کا کہنا ہے کہ انسانی سماج ہمیشہ سے دو مخالف اور متصادم طبقات میں منقسم رہا ہے۔ایک طبقہ وہ جو ذرائع پیداوار کا مالک ہوتا ہے جسے انگریزی میں Haves کہتے ہیں۔اسے مختلف ادوار میں الگ الگ نام سے سمجھا جاتا ہے۔بورژوا، ماسٹر اور سرمایہ دار وغیرہ اس کے مختلف نام ہیں۔اس طبقے کو معاشی بالادستی کی وجہ سے سیاسی، سماجی، تعلیمی، مذہبی اور دوسرے شعبے میں بالادستی حاصل رہتی ہے دوسرا طبقہ وہ ہے جو ذرائع پیداوار سے محروم ہوتا ہے جسے انگریزی میں Have nots کہتے ہیں۔تاریخ کے مختلف ادوار میں اس کے بھی الگ الگ نام رہے ہیں۔پرولتاریت، غلام اور مزدور طبقہ وغیرہ اس کے نام ہیں۔یہ طبقہ زندگی کے تمام ہی شعبے میں پہلے طبقے کے ماتحت ہوتا ہے۔

مارکس اپنی کتاب داس کیپٹل (Das Capital) میں لکھتا ہے کہ طبقہ رشتۂ پیداوار کا نتیجہ ہے اور اس کی وجہ سے سماج میں مختلف حیثیتیں وجود میں آتی ہیں۔مارکس کے مطابق طبقے سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جو پیداوار کے عمل (Process) میں ایک ہی طرح کا کام کرتا ہے۔یعنی طبقہ ہونے کے لئے دو شرطوں کا ہونا لازمی ہے۔پہلی شرط افراد کے مجموعے کا ہونا اور دوسری پیداوار کے عمل میں

ایک ہی جیسے کام سے وابسطہ ہونا۔ طبقہ انسان کے پیشے یا آمدنی سے طے نہیں ہوتا، بلکہ اس کا تعین پیداوار کے عمل میں لوگوں کے رول سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر دو حجام ہیں۔ ان میں سے ایک دکان کا مالک ہے اور دوسرا اسی دکان پر اجرت پہ کام کرتا ہے۔ ان دونوں کا پیشہ ایک ہے لیکن یہ دونوں دو مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ پیدوار کے عمل میں ان دونوں حجام کا تعلق ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ایک کی حیثیت مالک کی ہے تو دوسرے کی حیثیت مزدور کی۔

مارکس کے نزدیک کسی بھی طبقے کے لئے درج ذیل پانچ شرطوں کا ہونا ضروری ہے؛

1. پہلی شرط طبقات کے درمیان اجرت کی تقسیم پر تصادم جیسی کیفیت کا پایا جانا ہے۔
2. دوسری شرط یہ ہیکہ ایک ہی طبقے کے افراد میں خبروں کی باآسانی ترسیل ہوتی ہو تاکہ طبقے کے افراد افکار و خیالات سے باخبر رہیں اور اس کے مطابق مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کر سکیں۔
3. لوگوں میں طبقے سے وابستگی کا شعور موجود ہو جس سے ان کے اندر باہمی یکجہتی و اتحاد پیدا ہو اور وہ اپنے کردار سے واقف ہو سکیں۔
4. معاشی ڈھانچے پر اپنی ملکیت نا ہونے کی وجہ سے نچلے طبقے میں بے چینی پیدا ہو اور ان میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کا استحصال ہو رہا ہے۔
5. طبقے کی آخری شرط استحصال کا شعور آجانے کے بعد یہ طبقہ ایک سیاسی تنظیم کے قیام کی کوشش کرے تاکہ اس ظالمانہ نظام سے اسے نجات مل سکے۔ یہ مرحلہ اس وقت آتا ہے جب لوگوں میں طبقاتی شعور میں بالیدگی آجاتی ہے۔

6.5 میکس ویبر کے نزدیک طبقے کا تصور (Max Weber's Concept of Class)

جرمنی کے مشہور ماہر سماجیات میکس ویبر کا شمار ان مفکرین میں ہوتا ہے جن کے افکار و نظریات کے اثرات سماجیات کے علاوہ دوسرے سماجی علوم پر بھی پڑے ہیں۔ طبقہ یعنی کلاس کے متعلق ویبر کا نظریہ سماجیات میں کافی اہمیت رکھتا ہے۔ ویبر طبقے کی وضاحت سماجی درجہ بندی (Social Stratification) کا ذکر کرتے ہوئے کرتا ہے۔ اس کے مطابق سماجی درجہ بندی کی تین بنیادیں کلاس (Class) ، اسٹیٹس (Status) اور پاور (Power) جنہیں ہم بالترتیب طبقہ، حیثیت اور طاقت کہہ سکتے ہیں۔ ویبر کا کہنا ہے کہ انسان جب بازار میں معاشی جدوجہد کرتا ہے تو اسی دوران طبقات کا وجود ہوتا ہے۔ اس کے مطابق طبقے سے مراد افراد کا وہ گروہ ہے جو بازار کی معیشت (Market Economy) میں ایک جیسی حیثیت رکھتا ہو اور اس مشترک اور ایک جیسی حیثیت کی وجہ سے اس گروہ کے افراد کے معاشی نتائج بھی ایک طرح کے ہوں۔ ویبر کے نزدیک فرد کی معاشی حیثیت ہی درحقیقت اس کے طبقے کی حیثیت ہے۔ جن لوگوں کے طبقے کی حیثیت ایک جیسی ہوتی ہے ،ان کے مواقع زندگی بھی ایک جیسے ہوتے ہیں۔ یعنی لوگوں کی معاشی حیثیت کے اثرات ان کے مواقع زندگی (Life Chances) پر پڑتے ہیں اور انسان کے لئے کون سی چیز قابل حصول ہے اور کون سی نہیں اس کا تعین معاشی حیثیت سے ہی ہوتا ہے۔

ویبر نے سرمایہ دارانہ سماج میں چار طبقات کا ذکر کیا ہے جنہیں ہم ذیل میں بیان کریں گے؛

1. دولت مند اعلیٰ طبقہ (The Propertied Upper Class)
2. غیر دولت مند تنخواہ دار ملازمین (The Property Less White-Collar Workers)
3. معمولی بورژوا طبقہ (The Petty Bourgeoisie)
4. خود کار مزدور طبقہ (The Manual Working Class)

6.6 مارکس اور ویبر کے طبقے کے تصور میں فرق

(Difference between Marx' and Weber's Concept of Class)

پچھلے صفحے میں ہم نے طبقے کے حوالے سے مارکس اور ویبر کے تصور کو سمجھنے کی کوشش کی۔ یہاں ہم ان دونوں مفکرین کے درمیان بنیادی فرق کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ طلبہ انہیں آسانی سے سمجھ سکیں۔

کارل مارکس کے مطابق طبقے کا تصور	میکس ویبر کے مطابق طبقے کا تصور
طبقہ سماجی درجہ بندی کی واحد شکل ہے جس کی بنیاد ذرائع پیداوار کی ملکیت پر ہے۔	طبقے کے علاوہ درجہ بندی کی اور بھی شکلیں ہیں جیسے کہ حیثیت اور پارٹی یا قوت۔ لیکن طبقے کے اعتبار سے درجہ بندی کی بنیاد صرف معاش ہے۔ درجہ بندی کی یہ شکل ذرائع پیداوار کی ملکیت پر مبنی نہیں ہے، بلکہ لوگوں میں مواقع زندگی کی بنیاد پر ہے۔
سماج میں صرف دو ہی طبقے ہیں۔ پہلے طبقے کو انگریزی میں The haves اور دوسرے کو The have nots کہتے ہیں۔	سماج میں چار طبقات پائے جاتے ہیں۔
مارکس کے مطابق طبقے کی سمجھ پیداوار کی ساخت میں فرد کی حیثیت کو سمجھنے سے ہی ممکن ہے۔	ویبر کے مطابق طبقے کو سمجھنے لئے بازاری معیشت میں فرد کی حیثیت کو سمجھنا ضروری ہے۔
مارکس نے طبقے کو ذرائع پیداوار کی ملکیت اور اس سے محرومی کے نقطے سے سمجھا ہے۔	ویبر کا کہنا ہے کہ طبقے کے لئے واحد سبب صرف ملکیت نہیں ہے، چونکہ بازار میں ہنر و قابلیت کی بھی اہمیت ہے۔
جس طرح سے سرمایہ دارانہ معیشت میں پختگی آئے گی ویسے ہی درمیانی طبقات ختم ہونے لگیں گے اور سماج میں صرف دو ہی طبقے	ویبر کے مطابق درمیانی طبقات کا خاتمہ اور اس کے بعد سماج میں صرف دو طبقے کے باقی رہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ لوگوں

باقی رہ جائیں گے۔	کے پاس اپنی شکایات اور غم وغصے کو ظاہر کرنے کے دوسرے بہت سے طریقے موجود ہیں۔مزید یہ کہ افسر شاہی نظم و تنظیم کی وجہ سے متوسط طبقے کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔
پرولتار طبقہ باہم متحد ہو کر انقلاب برپا کریں گے اور پھر کمیونزم کو قائم کریں گے۔	ویبر کا کہنا ہے کہ طبقات اپنے آپ میں کوئی کمیونٹی نہیں ہیں اور اسی وجہ سے ان کا آپس میں متحد ہوجانا ممکن نہیں ہے جیسا کہ مارکس کی پیشنگوئی ہے۔

6.7 ہندوستان میں طبقات(Classes in India)

دیہی علاقے میں طبقات

ہندوستانی سماج کے متعلق لوگوں میں یہ عام تصور پایا جاتا ہے کہ یہ ذات پات پر مبنی سماج ہے اور طبقے کا تصور اس سماجی کی بنیاد میں شامل نہیں ہے۔یہ خیال میکس ویبر اور اس کے حامی مفکرین کا ہے۔جبکہ مارکسی نظریے کے حامل مفکرین کے نزدیک قدیم کمیونزم (Primitive Communism) کو چھوڑ کر ہر سماج کی بنیاد طبقے پر رہی ہے یہاں تک کہ ذات پات کی سماجی درجہ بندی کی بنیاد بھی طبقات پر ہے۔ہندوستان کی آزادی کے بعد زمین کی از سر نو تقسیم اور سبز انقلاب (Green Revolution) کی وجہ سے یہاں کی زراعت میں سرمایہ داری کی طرف رجحان بڑھا۔لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں آج کے زرعی سماج کی بنیاد طبقے پر ہے۔دیہی علاقوں میں جو طبقات ہیں انہیں ذیل میں بیان کیا جارہا ہے؛

دولت مند زمین دار: یہ وہ زمین دار ہیں جو بہت ساری زمینوں کے مالک ہوتے ہیں اور جو بذات خود کاشتکاری نہیں کرتے بلکہ اس کی نگرانی کرتے ہیں۔زمینوں کی دیکھ بھال اور اسے بڑھانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔یہ مضبوط سرمایہ دار طبقے کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

متوسط کاشتکار: یہ کاشت کاروں کا وہ طبقہ ہوتا ہے جن کے پاس صرف اتنے ہی کھیت ہوتے ہیں جن سے وہ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔گھر کے تمام ہی افراد فصلوں کی تیاری میں تعاون کرتے ہیں۔

غریب کاشتکار: یہ وہ کاشتکار ہیں جن کے پاس اتنی زمین نہیں ہوتی جس سے وہ اپنے گھر کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔مجبوراًوہ کرایے کے مکان میں رہتے ہیں اور مزدوری کر کے اپنا گزر بسر کرتے ہیں۔کاشت کاروں کی اکثریت ایسے ہی لوگوں پر مشتمل ہے۔

اسکے علاوہ بہت سے ماہرین سماجیات نے مختلف زرعی طبقاتی ڈھانچے (Agrarian Class Structure) کو بیان کیا ہے۔اس حوالے سے بعض ماہرین سماجیات کے خیالات درج ذیل ہیں؛

اے۔آر۔دیسائی(A.R.Desai) کے مطابق انگریزی دور حکومت میں تین قسم کے زرعی طبقات پائے جاتے تھے۔

اعلیٰ طبقہ (Upper Class): یہ طبقہ ان بڑے بڑے زمین داروں پر مشتمل تھا جو اپنی زمین یا کھیت کرایے پر دے دیتے تھے، جو بذات خود اس کی کاشتکاری نہیں کرتے تھے۔

متوسط طبقہ (Middle Class): یہ طبقہ ذیلی زمین داروں پر مشتمل تھا۔

نچلا طبقہ (Lower Class): یہ طبقہ مزدور، چھوٹے اور معمولی کاشتکاروں پر مشتمل تھا۔

آندرے بیتے (Andre Beteille) کے مطابق زرعی طبقاتی ڈھانچے کا مطالعہ تہذیبی اور نفوذی (Diffusive) دونوں نقطۂ نظر سے کیا جانا چاہئے۔ ان کے نزدیک زرعی طبقاتی ڈھانچے کا مطالعہ کھیت یا زمین کی ملکیت، اس کا کنٹرول اور اس کے استعمال کے نقطۂ نظر سے کرنا چاہئے۔ لہٰذا انہوں نے مالکان (Owners) کی زمرہ بندی درج ذیل طرح سے کی ہے؛

- **غیر حاضر زمین دار:** یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو زمین کو محض آمدنی کے ذریعے کے طور پر رکھتے ہیں۔
- **روایتی زمیندار:** اس سے مراد وہ زمیندار ہیں جو زمین کو فخر اور سماجی حیثیت کی علامت کے طور پر رکھتے ہیں۔
- **مہم کاری زمین دار:** یہ وہ زمین دار ہیں جو گاؤں اور دیہی علاقوں میں رہتے ہیں۔ پیداواری سرگرمیوں کو منظم کرتے ہیں، لاگت اور منافع کا جائزہ لیتے ہیں اور منافع کو مزید بڑھانے کے لئے جدید تکنیک کو استعمال میں لاتے ہیں۔
- **مجبور زمین دار:** اس سے مراد وہ زمین دار ہیں جو حالات سے مجبور ہو کر زمین کو پٹے (Lease) پر دیتے ہیں۔
- **تہذیبی زمین دار:** یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو زمین کے مالک تو ہوتے ہیں لیکن وہ بذات خود کھیتی نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر برہمن ہیں جن سے ان کی پیدائشی مراعات اور طے شدہ پیشے کی وجہ سے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ وہ کھیتی کریں۔

شہری علاقے میں سماجی طبقات

ہندوستان کے شہری علاقوں میں عام طور پر چار طبقات پائے جاتے ہیں (1) سرمایہ دار طبقہ (2) پیشہ ور طبقہ (3) چھوٹے تاجر و دکاندار (4) مزدور طبقہ

سرمایہ دار طبقہ: انگریزی دور حکومت میں تاجرین کا ایک طبقہ تھا جو اشیاء کی درآمد و برآمد کے کاموں سے جڑا تھا۔ جس سے ملک میں ایک نئے متوسط طبقے کا ظہور ہوا۔ آہستہ آہستہ اس طبقے نے اپنے سرمایے کو بڑے پیمانے پر انڈسٹری میں لگانا شروع کیا جس کے نتیجے میں اس طبقے کے لوگ بڑے کارخانوں اور کمپنی کے مالک ہو گئے۔ معاشی اور سماجی طور پر یہ طبقہ ملک کے سب سے طاقتور طبقے کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا۔ آزادی کے بعد زراعت، صنعت اور تجارت جیسے میدان کو غیر سرکاری رکھا گیا جبکہ بڑی بڑی کمپنیوں کا قیام سرکاری طور پر کیا گیا۔ اس مخلوط معیشت کی وجہ سے ٹاٹا، برلا اور ڈالمیا جیسے بڑے بڑے صنعتکار پیدا ہوئے۔

پیشہ ور طبقہ: انگریزی دور حکومت میں ہی پیشہ ور طبقات کا ظہور ہوا۔ یہ طبقات جدید صنعت و حرفت، زراعت، انتظامی امور اور صحافت وغیرہ جیسے پیشے سے وابسطہ تھے۔ اس پیشہ وار طبقات میں وکیل، ڈاکٹر، ٹیچر، انجینئر اور علم زراعت کے ماہرین شامل تھے۔

آزادی کے بعد صنعت کاری اور شہر کاری کی وجہ سے روزگار کے مواقع بڑھے اور ریاست نے ملک گیر سطح پر مختلف شعبوں کے ادارے قائم کئے جہاں سے ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، صحافی اور نوکر شاہ پیدا ہوئے۔ اس طبقے کے افراد ایک جیسی سماجی حیثیت نہیں رکھتے

ہیں۔ کیونکہ مالی اعتبار سے ان میں بہت فرق ہے۔ مثال کے طور پر صحافی کے مقابلے میں ڈاکٹر کی مالی حیثیت زیادہ ہے۔ اس لئے ان کے رہن سہن اور طرز زندگی میں فرق نظر آتا ہے۔

چھوٹے تاجر و دکاندار: شہروں میں ہمیشہ سے چھوٹے تاجرین اور دکانداروں کا طبقہ موجود رہا ہے۔ شہروں میں ترقی اور صنعت کاری کی وجہ سے ان طبقات کو ترقی کے بہت مواقع میسر آئے۔ یہ طبقہ کارخانوں اور عام لوگوں کے درمیان بچولیے کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ وہ کارخانوں سے سامان خریدتے اور عوام کو فروخت کرتے ہیں۔ دیگر دوسرے طبقات کی طرح اس طبقے نے بھی آزادی کے بعد ترقی کیا ہے۔ دیہی علاقوں کے مقابلے شہر کے لوگوں کی ضروریات بہت زیادہ اور مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ ان چھوٹے تاجر و دکاندار کی کمائی ان لوگوں کی ضروریات کی تکمیل سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس طبقے میں پھیری والے، ٹھیلے پر سامان بیچنے والے وغیرہ شامل ہیں۔

مزدور طبقہ: یہ طبقہ بہت پہلے سے سماج میں موجود تھا لیکن ریلوے اور انڈسٹری کے قیام کی وجہ سے ان کی تعداد بڑھتی گئی۔ یہ مزدور طبقہ غریب کسان، کاریگروں اور جسمانی محنت و مزدوری کرنے والوں پر مشتمل ہے۔ ملک کے ہر حصے میں یہ طبقہ پایا جاتا ہے۔

6.8 متوسط طبقے کا تصور اور اس کا ظہور (Concept of Middle Class and Its emergence)

متوسط طبقے سے مراد ایک ایسا گروہ ہے جو سماجی و معاشی لحاظ سے اعلیٰ طبقے سے نیچے اور مزدور طبقے سے اوپر شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک درمیانی طبقہ ہوتا ہے۔ متوسط طبقے کے افراد مزدور طبقے کے مقابلے زیادہ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں، مالی اعتبار سے خوشحال ہوتے ہیں اور اعلیٰ طبقے کے مقابلے کچھ کم جائیداد کے مالک ہوتے ہیں۔ اس طبقے میں پیشہ ور لوگ، مینیجر اور سرکاری ملازم شمار ہوتے ہیں۔

متوسط طبقے کے ظہور کو ترقی یافتہ سماج کی ایک اہم خصوصیت کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ آزادی کے بعد سے ہی ہندوستان کے متوسط طبقات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے خاص طور پر پچھلے چند دہائیوں میں اس طبقے کی تعداد کافی بڑھی ہے۔ ہندوستان کے متوسط طبقے دوسرے ممالک کے متوسط طبقے سے پیشے، آمدنی اور تعلیم کے علاوہ کئی اعتبار سے مختلف ہیں۔ لیکن ہندوستانی سماج میں مذہب، تہذیب، زبان و نسل وغیرہ کا تنوع پایا جاتا ہے اور یہ تنوع ہمیں ان طبقات میں بھی نظر آتا ہے۔ بی۔بی۔ مشرا کے مطابق وہ ادارے اور اسباب وعوامل جو سرمایہ داری کے عروج اور متوسط طبقے کے ظہور و ارتقا کے لئے لازمی سمجھے جاتے ہیں وہ برطانوی حکومت سے پہلے سے یہاں موجود تھے۔ لیکن ذات پات کے نظام اور سرکاری اہلکاروں کے جبر نے اسے روکے رکھا۔ لہٰذا روایتی سماج میں تعلق و رشتے جو کہ ذات پات کے نظام سے طے ہوتے تھے اس کی وجہ سے متوسط طبقے کے عناصر طبق دار (Stratified) ترتیب سے منظم نہ ہو سکے۔ یہ عناصر ذات گروہ (Caste Group) کے باہر نہ آسکے۔

ہندوستان میں متوسط طبقے کا ظہور انیسویں صدی میں ہوا جب انگریزوں کی یہاں آمد ہوئی اور انہوں نے اپنی سہولت کے مطابق یہاں کی سماجی و معاشی شعبوں میں نئی چیزوں کو متعارف کرایا اور کچھ کی اصلاح کیا۔ مثال کے طور پر انہوں نے باقاعدہ تعلیمی پالیسی کو متعارف کرایا تاکہ ایک نیا طبقہ پیدا ہو جو انتظامی امور میں ان کی مدد کر سکے۔ یہاں پر مکالے (Macaulay) جسے انگریزی تعلیمی پالیسی کا بانی کہا جاتا ہے، اس کا مشہور قول پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ ہم اس تعلیم سے ایک ایسے طبقے کو پیدا کرنا چاہتے ہیں جو پیدائشی

طور سے تو ہندوستانی ہو، لیکن افکار و خیالات اور شوق و طرز عمل میں برطانوی ہو۔ اس طرح برطانوی حکومت نے اپنی تعلیمی و معاشی پالیسی کے ذریعے ایک متوسط طبقے کو پیدا کیا اور اس کو سماجی و معاشی لحاظ سے آگے بڑھایا۔ یہ ایک ایسا طبقہ تھا جو افکار و اقدار کے لحاظ سے انگریزوں کا پیرو کار تھا۔

متوسط طبقہ سب سے پہلے کلکتہ، بمبئی اور مدراس میں پیدا ہوا۔ عدالت، اسپتال، بینک اور دوسرے سرکاری دفتروں میں ان سے خدمات لی جاتی تھیں۔ یہ طبقہ بنیادی طور سے آج بھی اسی طرح کے پیشوں سے جڑا ہوا ہے۔ اس طبقے کو پرانا متوسط بقہ (Old Middle Class) کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام سرمایہ داری کے ساتھ ساتھ ہی پیدا ہوا۔ یہ پرانا متوسط طبقہ چھوٹے چھوٹے کاریگر، تاجرین، دکاندار، دستکار، وکیل، ڈاکٹر، چھوٹے کسان اور سندی محاسب (Chartered Accountants) پر مشتمل ہے۔ متوسط طبقے کے اس گروہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پاس پیداوار کے وسائل و ذرائع (Means of Production) کی ملکیت ہوتی ہے اور وہ بذات خود کام کرتا ہے۔ یعنی یہ طبقہ بیک وقت مالک بھی ہوتا ہے اور مزدور بھی۔ یہ طبقہ آج بھی ترقی کر رہا ہے۔ ہندوستان میں شہر کاری کی وجہ سے اس طبقے کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا اور معاشی اعتبار سے اس نے کافی ترقی کی۔

بی۔ بی۔ مشرا کے مطابق آزادی سے قبل ہندوستان کے متوسط طبقے میں درج ذیل گروہ شمار کئے جاتے تھے:

شہری علاقہ	دیہی علاقہ
تاجرین، کارخانے کے مالک اور کام کرنے والے افراد۔	چھوٹے کسان، کرایے پر رہنے والے لوگ، چھوٹے زمیندار۔
تنخواہوں پر کام کرنے والے لوگ جیسے کہ مینیجر، انسپکٹر، سپر وائزر اور تکنیک کے شعبوں میں کام کرنے والے لوگ۔	کم جائیداد کی ملکیت والے لوگ۔
زیادہ تنخواہ والے افسران جیسے کہ تجارتی انجمنوں، سیاسی پارٹیوں اور تعلیمی اداروں سے وابسطہ بڑے افسران۔	دیہی سرمایہ دار، بڑے کاروباری لوگ، جائیداد کی دیکھ بھال کرنے والے مینیجر و منتظمین جن کی خدمات اچھی تنخواہ کے عوض حاصل کی جاتی ہے۔
سرکاری ملازمین جیسے کہ بڑے پولیس افسران وغیرہ	
پیشہ ور افراد، مثلاً وکیل، ڈاکٹر، پروفیسر، صحافی، فنکار (Artist) اور پجاری و مذہبی رہنما وغیرہ۔	
کلرک، آفس میں کام کرنے والے معاونین اور وہ افراد جو مزدوری کے کام سے جڑے ہوئے نہ ہوں۔	

سیکنڈری اسکول کے اعلیٰ منتظمین، اساتذہ، مقامی انجمنوں کے افسران اور سیاسی افراد۔	

ہندوستان میں متوسط طبقے کے افراد میں اضافے کے بہت سے اسباب ہیں۔مثال کے طور پر انگریزی حکومت کے زیر سرپرستی جدید تعلیم کا فروغ، اسٹاک کمپنیوں کا قیام، اندرون ملک و بیرون ملک تجارتوں کا بڑھنا، سرکاری ملازمین و اہلکاروں خاص طور پر پولیس کے محکمے، عدلیہ اور تعلیمی اداروں کے فروغ نے متوسط طبقے کی تعداد بڑھائی ہے۔

آزادی کے بعد ادوار میں ملک گیر سطح پر تعلیم کے فروغ، شہرکاری اور صنعتکاری نے متوسط طبقے میں مزید اضافہ کیا ہے۔اس طبقے کی موجودگی اور اس کے ارتقا کی وجہ سے ہندوستانی سماج کو نمایاں مقام حاصل ہے۔خاص طور سے آزادی کے بعد مختلف شعبوں جیسے کہ تکنیک، سائنس، انتظامی امور و پولیس کے محکمے سے جڑے ہوئے متوسط طبقے میں خوب اضافہ ہوا۔سیاستداں، ٹیکنوکریٹ، مینیجر، سرکاری ملازمین و نوکرشاہ اور دیگر تنخواہ دار ملازمین کی تعداد جدید صنعتی سماج میں تیزی سے بڑھی ہے۔اس طبقے کو جدید متوسط طبقہ (New Middle Class) کہا جاتا ہے۔اس طبقے کی اہمیت کے پیش نظر آزادی کے بعد سے ہی اسے ایک بڑی قوت کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور ملک کی سیاست، معیشت اور سماجی تبدیلی میں اس کا بہت بڑا رول ہے۔

متوسط طبقے کی توسیع اور اس کی ترقی میں تجارتی و تکنیکی نوعیت کے روزگار اور معیشت کے انتظامی عوامل کارفرما ہیں۔اس میں سرکاری نوکریاں اور اسی نوعیت کے دوسرے پیشے کی توسیع (Growth) شامل ہے۔غرض یہ کہ متوسط طبقہ ملک کی معیشت، سیاست، تعلیم اور تکنیک (Technology) کی ترقی سے جڑا ہوا ہے۔

بی۔بی۔ مشرا (B.B.Mishra) نے متوسط طبقے کے ارتقا کی وجہ برطانوی دور حکومت کی صورتحال کو مانا ہے۔مشرا کے مطابق درج ذیل عوامل اس کے ارتقا کے پیچھے کارفرما تھے؛

- **قانون کی حکمرانی:** اس کے تحت یہ کہا جاتا ہے کہ جائیداد کو پہلی مرتبہ ذاتی ملکیت قرار دیا گیا۔
- **جدید تعلیم:** حکومت کی جانب سے جدید و سیکولر تعلیم کا فروغ ہوا جو متوسط طبقے کے ظہور وارتقا کا اہم سبب ہے۔
- **لبرلائزیشن:** اندرون ملک تجارت کے لئے لبرلائزیشن کو ختم کیا گیا۔
- **زمین کا تصفیہ:** دیہی علاقے میں متوسط طبقہ برطانوی حکومت کے ذریعے زمین کے تصفیے (Land Settlements) کی وجہ سے وجود میں آیا۔

ڈی۔ایل۔ سیٹھ (D.L.Seth) نے ہندوستان میں متوسط طبقے کی تاریخ کو تین عہد (Periods) کے نقطے سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔

- **ابتدائی انیسویں صدی:** بنیادی طور سے متوسط طبقے کا وجود اعلیٰ ذات کے ان افراد سے ہوا ہے جو سیکولر، جدید خیال کے حامل اور اصطلاح پسند نظریہ رکھتے تھے۔یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے ستی (Sati) کی رسم اور بچہ شادی کے رواج کو ختم کرنے کی تحریک

چلائی اور تعلیم نسواں کے فروغ کے لئے زمینی کوششیں کی۔

- **انیسویں صدی کے اختتام کا دور:** اس دور کا متوسط طبقہ مختلف میدان کے افراد پر مشتمل تھا۔ اس وقت برطانوی حکومت کی پالیسی یہ تھی وہ نوکر شاہی میں چھوٹے چھوٹے عہدوں پر ان ہندوستانیوں کو ملازمت پر رکھتے تھے۔ وہ وکلاء، پولیس افسران، اسکول ٹیچر اور چھوٹے تاجرین ہوتے تھے۔ یہ وہی طبقہ تھا جس نے کسانوں اور فیکٹری میں کام کرنے والے مزدوروں کو ملک کی آزدای میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا تھا۔
- **آزادی کے بعد کا دور:** آزادی کے بعد کا جو متوسط طبقہ تھا وہ پہلے سے زیادہ مختلف طرح کے افراد پر مشتمل تھا۔ شمالی ہندوستان میں سبز انقلاب (Green Revolution) کی وجہ سے ایک دولت مند طبقہ اور متوسط کسان (Middle Farmers) وجود میں آیا۔ مغربی ہندوستان میں امداد باہمی تحریک (Cooperative Movement) کی وجہ سے سیاسی قیادت پیدا ہوئی۔ جنوبی ہندوستان میں تحریک عزت نفس (Self-Respect Movement) نے چھوٹی ذات کو متحد اور مستحکم بنایا جس کی وجہ سے ان میں سماجی نقل پذیری پہلے سے زیادہ بڑھی ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ متوسط طبقے کے ظہور کی وجہ سے غربت میں کمی ہوئی ہے اور لوگوں کا حکومت پر سے انحصار کم ہوا ہے۔ اور ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جو ملک میں جمہوری روح کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے سرگرداں و متحرک نظر آتا ہے۔

آندرے بیتے (Andre Beteille): 1981 کے انسٹیٹیوٹ آف اکنامک گروتھ میں یہ کہا گیا تھا کہ 2020 تک ملک کی 80 فیصد آبادی متوسط طبقے پر مشتمل ہوگی۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور ماہر سماجیات آندرے بیتے کا ماننا ہے کہ ماہرین معاشیات نے متوسط طبقے کی ساختیاتی کثرت (Structural Diversity) کو دھیان میں رکھے بغیر اتنا نڑا دعویٰ کیا ہے۔ اس طبقے کی مختلف سطحیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

اعلیٰ متوسط طبقہ (Upper Middle Class): اس طبقے میں بڑے عہدے کے منتظمین (Administrators)، سیاستداں وغیرہ شامل ہیں جن کے فیصلے اور سرگرمیوں کا اثر بڑی سطح پر لوگوں پر پڑتا ہے۔

متوسط متوسط طبقہ (Middle Middle Class): اس طبقے میں پروفیسر، بینک میں بڑے عہدے پر کام کرنے والے افراد، ٹیکنوکریٹ اور چھوٹے تاجرین شامل ہیں۔ عام طور سے یہ طبقہ سماجی تبدیلی کے لئے کسی بھی طرح کے انقلاب کی حمایت نہیں کرتا اور اس کی دلچسپی کا مرکز اس کا اپنا خاندان اور بچے ہوتے ہیں، سماجی مسائل میں براہ نام دلچسپی ہوتی ہے۔

ادنیٰ متوسط طبقہ (Lower Middle Class): اس طبقے میں اسکول کے اساتذہ، حکومتی اداروں میں کام کرنے والے کلرک وغیرہ شامل ہیں۔ یہ لوگ مزدور طبقے کے برعکس کسی بھی طرح کے انقلاب کی حمایت نہیں کرتے، بلکہ یہ اپنے معاشی و سماجی حالات کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں۔ یعنی یہ طبقہ پرولتار طبقے کی طرح سماجی انقلاب نہیں چاہتا، بلکہ یہ اپنی ارتقاعی سماجی نقل پذیری (Upward Social Mobility) کے بارے میں زیادہ فکر مند رہتا ہے۔

آندرے بیتے کا مزید یہ کہنا ہے کہ ملک سے غریبی کو کم کرنا اس بات کی طرف اشارہ نہیں ہے کہ متوسط طبقے میں اضافہ ہوا ہے، بلکہ

اس طبقے میں بھی بہت سے طبقات پائے جاتے ہیں۔ان کے مطابق متوسط طبقے کے ارتقا کے چند نتائج درج ذیل ہیں؛

جمہوریت کا استحکام: آزادی کے بعد ملک کو مختلف طرح کے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا مثلاً، غربت ، تعلیمی و سماجی پسماندگی، سیاسی شعور کی کمی، عورتوں اور پسماندہ طبقات کے ساتھ بھید بھاؤ وغیرہ۔ان سب میں اصلاحات کی ضرورت تھی۔اور یہ سب اسی وقت ممکن تھا جب جمہوریت کی بالادستی ہو اور ایسا ہی ہوا۔ملک کی سیاست میں جمہوریت اور لوگوں میں جمہوری فضا پروان چڑھانے کی طرف توجہ دی گئی جس کے اثر سے لوگوں کو آگے بڑھنے کے مواقع ملے متوسط طبقے نے اس کام میں اہم رول ادا کیا۔متوسط طبقے کے ارتقا کے مختلف نتائج میں سے ایک اہم نتیجہ جمہوریت کا استحکام ہے۔

سیکولرزم: لوگوں میں سیکولر نظریے کو فروغ دینے اور انہیں روایت پسندی اور دقیانوسیت سے دور کرنے میں اس طبقے کا اہم کردار رہا ہے۔

صارفیت کا فروغ: متوسط طبقے کے ارتقا کی وجہ سے زیادہ خرچ کرنے کا کلچر بڑھا ہے۔اس کلچر کو صارفیت (Consumerism) کہتے ہیں۔اس کی وجہ سے ملک کی معیشت میں استحکام پیدا ہوا ہے۔یعنی متوسط طبقے کا ارتقا معاشی استحکام میں معاون ثابت ہوا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے شعبے ہیں جن میں متوسط طبقے کی وجہ سے مثبت تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔

6.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

یہ اکائی کلاس یعنی طبقے سے متعلق ہے۔اس کے مطالعے سے ہمیں طبقے کے بارے میں بہت اہم معلومات حاصل ہوئیں۔ہم نے طبقے کی تعریف اور اس کی خصوصیات کو سمجھا اور معروف ماہرین سماجیات کارل مارکس اور میکس ویبر کے نظریات سے واقف ہوئے۔اس کے علاوہ اس اکائی کے مطالعے سے ہم نے ہندوستان میں طبقے کے تصور کو سمجھنے کی کوشش کی۔نیز اے۔آر۔دیسائی اور آندرے بیتے کے خیالات اور طبقے کی زمرہ بندی سے واقف ہو سکے۔

اس اکائی کے مطالعے سے ہم نے متوسط طبقے کے بارے میں تفصیلی سے معلومات حاصل کی ہیں۔ہمیں اس بات سے واقفیت ہوئی کہ متوسط طبقہ معاشی و سماجی اعتبار سے ایک خوشحال طبقہ ہے جو سماجی درجہ بندی کے اعتبار سے اعلیٰ اور ادنیٰ طبقے کے بیچ میں شمار کیا جاتا ہے۔اسی طرح ہمیں یہ جانکاری ہوئی کہ اس طبقے میں وکیل، ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ آتے ہیں۔

6.10 فرہنگ (Glossary)

- **طبقہ (Class) :** یہ لوگوں کا ایک گروہ ہے جو سماج میں ایک معین اور مشترک حیثیت (Status) رکھتا ہے اور اس مشترک سماجی حیثیت کا اثر اس گروہ کے مواقع زندگی اور دوسرے گروہ کے ساتھ ان کے رشتوں کی نوعیت پر پڑتا ہے۔
- **متوسط طبقہ (Middle Class):** ایک ایسا گروہ ہے جسے سماجی و معاشی لحاظ سے اعلیٰ طبقے سے نیچے اور مزدور طبقے سے اوپر شمار کئے جاتا ہے۔یہ ایک درمیانی طبقہ ہوتا ہے۔اس طبقے میں پیشہ ور لوگ، مینیجر، کلرک، اور سرکاری تنخواہ دار ملازم شمار ہوتے ہیں۔
- **اعلیٰ طبقہ (Upper Class) :** یہ لوگوں کا ایک ایسا گروہ ہے جو سماج میں سب سے اعلیٰ حیثیت و مقام رکھتا ہے۔یہ طبقہ سماج کا

سب سے امیر اور دولت مند طبقہ مانا جاتا ہے۔ اور سماجی درجہ بندی میں متوسط اور مزدور طبقے سے اونچا اس کا مقام ہے۔

6.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ سماجی طبقے سے مراد افراد کا ایک گروہ ہے جو ایک جیسی سماجی حیثیت رکھتا ہے۔ درج ذیل میں طبقے کی یہ تعریف کس نے کی ہے؟

(a) آگبرن اور نمکاف (b) کارک مارکس

(c) میکس ویبر (d) امائل درکھائم

2۔ طبقہ انسانوں کے ایک بڑے گروہ کو کہتے ہیں جن کے معاشی ذرائع یکساں ہوں اور یہ ذرائع ان کی مجموعی طرز زندگی کو متاثر کرتے ہوں۔ کس نے طبقے کی یہ تعریف کس نے کی ہے؟

(a) انتھنی گڈنس (b) اگست کومٹ

(c) ٹالکٹ پارسن (d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ سماجی طبقے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے رشتے معاشی پیداوار کے ذرائع کے معاملے میں مشترک ہوں۔ طبقے کی یہ تعریف کس نے کی ہے؟

(a) کارل مارکس (b) میکس ویبر

(c) ہربرٹ اسپنسر (d) روبرٹ۔ کے۔ مرٹن

4۔ سماجی طبقہ کمیونٹی کا ایک حصہ ہے جو سماجی حیثیت کی وجہ سے دوسرے تمام لوگوں سے ایک الگ شناخت رکھتا ہے۔ طبقے کی یہ تعریف درج ذیل میں سے کس نے کی ہے؟

(a) میک آئیور اور پیج (b) امائل درکھائم

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ میکس ویبر نے سرمایہ دارانہ سماج میں کتنے طبقات کا ذکر کیا ہے؟

(a) چار (b) تین

(c) دو (d) پانچ

6۔ درج ذیل کے کس سماج میں متوسط طبقے کا ظہور میں ممکن نہیں ہے؟

(a) ذات پات والے سماج میں (b) صنعتی سماج میں

(c) سرمایہ دارانہ سماج (d) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ ڈی۔ ایل۔ سیٹھ (D.L.Seth) نے ہندوستان میں متوسط طبقے کی تاریخ کو کتنے عہد کے نقطے سے سمجھنے کی کوشش کی؟

(a) تین　　　　(b) چار

(c) سات　　　　(d) پانچ

8۔ وکیل، ڈاکٹر اور اساتذہ درج ذیل کس طبقے میں شمار کئے جائیں گے ؟

(a) اعلیٰ طبقہ　　　　(b) متوسط طبقہ

(c) ادنیٰ طبقہ　　　　(d) ادنیٰ متوسط طبقہ

9۔ آندرے بیتے (Andre Beteille) کون ہیں؟

(a) ماہر سماجیات　　　　(b) ماہر معاشیات

(c) ماہر حیاتیات　　　　(d) ماہر سیاسیات

10۔ آندرے بیتے (Andre Beteille) کے مطابق پروفیسر، بینک میں بڑے عہدے پر کام کرنے والے افراد، ٹیکنوکریٹ کس طبقے میں شمار کئے جاتے ہیں؟

(a) متوسط متوسط طبقے میں　　　　(b) اعلیٰ متوسط طبقے میں

(c) ادنیٰ متوسط طبقے میں　　　　(d) ان میں سے کوئی نہیں

11۔ وہ گروہ جو سماجی و معاشی لحاظ سے اعلیٰ طبقے سے نیچے اور مزدور طبقے سے اوپر شمار کئے جاتے ہیں، انہیں کیا کہتے ہیں؟

(a) متوسط طبقہ　　　　(b) اشرافیہ طبقہ

(c) ادنیٰ طبقہ　　　　(d) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. طبقے کی تعریف اور اس کی وضاحت کیجئے۔
2. طبقے کی خصوصیات بیان کیجئے۔
3. کارل مارکس کے نزدیک طبقے کے تصور کی وضاحت کیجئے۔
4. متوسط طبقے کے تصور کی وضاحت کیجئے۔
5. بی۔بی۔ مشرا کے مطابق متوسط طبقے کے ارتقا کے پیچھے کون سے عوامل کار فرما تھے؟ وضاحت کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. میکس ویبر کے نزدیک طبقے کا تصور کیا ہے؟ تفصیل سے واضح کیجئے۔
2. متوسط طبقے کے ظہور و ارتقا میں صنعت کاری اور شہر کاری کیسے سبب بنا؟ وضاحت کیجئے۔
3. ہندوستان میں طبقات کے تصور کو بیان کیجئے۔

اکائی 7۔ جنس، نسل اور نژاد

(Gender, Race and Ethnicity)

اکائی کے اجزا

7.0 تمہید

7.7 مقاصد

7.2 جنس کی تعریف

7.3 تانثیت اور جنسی مساوات

7.4 جنسی مطالعہ کی اہمیت

7.5 نسل کی تعریف

7.6 نژاد کے تصور کی تاریخ

7.7 نژاد پر جدید نظریات

7.8 اکتسابی نتائج

7.9 فرہنگ

7.10 نمونہ امتحانی سوالات

7.0 تمہید (Introduction)

جنس سماجیات کا ایک بنیادی تصور ہے جو ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ سماج ہماری شناخت، کردار اور تعلقات کو کس طرح تشکیل دیتا ہے۔ حیاتیاتی طور پر جنس کروموسوم، ہرمونز اور تولیدی اعضاء (Chromosomes, hormones, and Reproductive organs) پر مبنی ہے لیکن اس کے برعکس سماجی طور پر دیکھا جائے تو جنس کو سماجی اور ثقافتی معانی سے جوڑا گیا ہے۔ اس اکائی میں ہم یہ دریافت کریں گے کہ جنس کا کیا مطلب ہے، یہ ہماری زندگی کو کس طرح متاثر کرتا ہے۔اس کے علاوہ نسل اور نژاد کو بھی بیان کیا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت بھی شامل ہے کہ سماجیات میں یہ موضوعات اتنے اہم کیوں ہیں۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد جنس، نسل اور نژاد کو بیان کرنا ہے۔

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- جنس، نسل اور نژاد کو سمجھ سکیں۔
- جنس، نسل اور نژاد کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

7.2 جنس کی تعریف (Definition of Gender)

جنس سے مراد ان کردار، رویے، سرگرمیوں اور توقعات سے ہے جو سماج مرد، عورت اور دیگر جنسی شناخت کے لیے مناسب سمجھتا ہے۔ مثال کے طور پر بہت سے سماج میں عورتوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ پرورش کرنے والی اور جذباتی ہوتی ہیں جبکہ مردوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مضبوط اور فیصلہ کن ہوتے ہیں۔ یہ توقعات فطری یا حیاتیاتی نہیں ہیں بلکہ سماج کے ذریعے تشکیل پاتی ہیں۔ جنس کو مزید ذیل میں دیے گئے جملوں سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

- **جنسی شناخت** (Gender Identity): یہ وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے افراد اپنے آپ کو دیکھتے ہیں۔ کچھ لوگ خود کو مرد کے طور پر پہچانتے ہیں، کچھ عورت کے طور پر جبکہ دیگر لوگ خود کو الگ شناخت کے طور پر دیکھتے ہیں۔
- **جنسی اظہار** (Gender Expression): سے مراد وہ طریقہ کار ہے جس کے ذریعے لوگ اپنی جنسی شناخت کو کپڑوں، رویہ یا ظاہری شکل وصورت کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں۔
- **جنسی کردار** (Gender Roles): یہ وہ رویے اور کام ہیں جو سماج لوگوں سے ان کی جنسی شناخت کی بنیاد پر توقع رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر عورت سے اکثر یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ بچوں کی دیکھ بھال کرے جبکہ مرد سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ گھر کا بنیادی کفیل ہو۔

صنف اور جنس میں فرق (Difference Between Sex and Gender)

صنف اور جنس دو الگ تصورات ہیں ۔ ان دونوں تصورات کو اکثر ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر سمجھا جاتا ہے۔ صنف سے مراد حیاتیاتی خصوصیات ہیں جیسے کروموسوم، ہرمونز، اور تولیدی اعضاء جو عام طور پر مرد یا عورت کی درجہ بندی کرتے ہیں۔ دوسری طرف جنس ایک سماجی تعمیر ہے جو سماج کے ذریعے بنائے گئے کردار، رویے اور توقعات سے متعلق ہے۔ جس میں مرد اور عورت کی شناخت کردار، رویے اور سماجی توقعات سے کی جاتی ہے۔ جنس ثقافتی، سماجی اور تاریخی عوامل سے متاثر ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

جنس بطور سماجی تشکیل (Gender as Socioal Construction)

جنس ایک سماجی تشکیل ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ نہ ہی فطری ہے اور نہ حیاتیاتی طور پر طے شدہ ہے بلکہ یہ سماج کے ذریعے تشکیل پاتا ہے۔ معاشرہ ہی فیصلہ کرتا ہے کہ مرد یا عورت ہونے کا مطلب کیا ہے اور اسی کے مطابق کردار، رویے، اور توقعات وضع کرتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عورتیں گھریلو کام کاج کے لیے ذمہ دار ہیں اور مرد باہر کام کریں گے یہ کوئی فطری بات نہیں بلکہ سماج کا بنایا ہوا ایک تصور ہے۔ جنس کے معانی اور توقعات مختلف ثقافتوں اور ادوار میں بدلتے رہتے ہیں جو اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ جنس کو سماجی طور پر تشکیل کیا گیا ہے۔

7.3 تانثیت اور جنسی مساوات (Feminism and Gender Inequality)

تانثیت ایک سماجی تحریک ہے جو جنسی مساوات کے لیے کوشش کرتی ہے۔ تانثیت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ سماج میں عورتوں اور مردوں کے درمیان برابری ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں مردوں سے بالاتر ہوں بلکہ یہ کہ دونوں کو ایک ہی نظر سے دیکھا جائے۔ تانثیت کے حامیوں کا ماننا ہے کہ ہر شخص کو برابر کے حقوق اور مواقع ملنے چاہیے اگرچہ وہ کسی بھی جنس سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کے علاوہ یہ روایتی جنسی کرداروں کو چیلنج کرتے ہیں اور امتیازی سلوک اور ظلم کو ختم کرنے کے لیے کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کام کی جگہ پر تنخواہ میں فرق، تعلیم تک یکساں رسائی اور دیگر گھریلو تشدد جیسے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تانثیت کی مختلف اقسام ہیں لیکن ان سب کا مقصد ایک منصفانہ معاشرہ بنانا ہے۔ تانثیت کی مختلف اقسام میں لبرل تانثیت، ریڈیکل تانثیت اور انٹر سیکشنل تانثیت شامل ہیں۔ لبرل تانثیت قوانین اور پالیسیوں کے ذریعے مساوات حاصل کرنے پر زور دیتا ہے جبکہ ریڈیکل تانثیت سماج کی بنیادی ساخت کو بدلنے کی بات کرتا ہے۔ انٹر سیکشنل تانثیت اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ جنسیت کے ساتھ ساتھ نسل، طبقہ اور دیگر عوامل بھی ظلم اور امتیاز میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

7.4 جنسی مطالعہ کی اہمیت (Importance of Gender Study)

سماجیات میں جنسیت ایک اہم موضوع ہے کیونکہ یہ ہماری سماجی شناخت، مواقع، تعلقات اور تجربات پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ یہ طے کرتی ہے کہ ہم خود کو کیسے دیکھتے ہیں اور معاشرہ ہمیں کس نظر سے دیکھتا ہے۔ جنسیت کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ سماج جنسی کرداروں کو کیسے تشکیل دیتے اور برقرار رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کیسے افراد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں جیسے تعلیم، روزگار اور سماجی حیثیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سماجیات کے ذریعے ہم ان روایتی تصورات کو سمجھ کر ان میں مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں تاکہ ایک منصفانہ اور مساوی معاشرہ قائم کیا جا سکے۔ مزید برآں، جنسیت کا مطالعہ دقیانوسی (Stereotype) تصورات کو چیلنج کرنے میں مدد دیتا ہے جیسے یہ غلط

خیال کہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں یا مرد جذبات کا اظہار نہیں کرتے۔ ان تصورات کو دور کرنے سے ایک شمولیتی اور برابری پر مبنی سماج کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

7.5 نسل کی تعریف (Definition of Race)

نسل کو اکثر لوگوں کی بیرونی جسمانی خصوصیات جیسے کہ جلد کا رنگ، چہرے کی ساخت، قد اور بالوں کی قسم کی بنیاد پر گروہ بندی کرنے کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یورپ کے لوگوں کی جلد عام طور پر گوری ہوتی ہے جبکہ افریقہ کے لوگوں کی جلد زیادہ تر سیاہ ہوتی ہے۔ دیگر اختلافات جیسے بالوں کی قسم، قد، ناک اور ہونٹوں کی ساخت بھی لوگوں کی درجہ بندی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان جسمانی خصوصیات کی بنیاد پر انسان کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جنہیں عام طور پر نسل کہا جاتا ہے جیسے منگولائیڈ اور نیگروائیڈ(Mongoloid and Negroid)۔ اس طرح ان گروہوں کی شناخت حیاتیاتی طور پر کی جاتی ہے کیونکہ یہ خصوصیات موروثی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے نسل کو ایک حیاتیاتی زمرہ مانا جاتا ہے۔ ایک نسلی گروہ بنیادی طور پر ایسے افراد کا مجموعہ ہوتا ہے جو ایک جیسی جسمانی خصوصیات رکھتے ہوں اور خود کو ایک جیسا سمجھتے ہوں۔

یہ درجہ بندی 18ویں صدی میں جسمانی ماہرینِ بشریات نے کی تھی اور اس انسانی درجہ بندی کو ایک سائنسی طریقہ سمجھا جاتا تھا۔ نسل کا تصور 18ویں اور 19ویں صدی میں اس وقت مقبول ہوا جب یورپی ممالک نے دنیا کے دیگر حصوں پر نوآبادیات قائم کرنا شروع کیا۔ اس درجہ بندی کو یورپی ممالک کی بہتری اور دوسرے گروہوں پر کنٹرول کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ انہوں نے مختلف نسلوں کے لوگوں کے رویوں کی خصوصیات کو بھی جوڑا۔ مثال کے طور پر 1866 میں فریڈرک فیرر (Frederick Farrar) نے اقتدارِ نسلیں کے عنوان سے ایک لیکچر دیا جس میں انہوں نے لوگوں کو تہذیب کے معیار کے حساب سے تین گروہوں میں تقسیم کیا۔ اس سوچ نے نسلی درجہ بندی اور عدم مساوات کے تصور کو مزید مضبوط کیا۔

مزید اس نے یہ کہا کہ امریکی تیز مزاج اور آسانی سے قابو پانے والے ہوتے ہیں، یورپی سنجیدہ اور مضبوط، ایشیائی لالچی ہوتے ہیں اور افریقی سست اور توانائی سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لئے نسل کو اکثر حیاتیاتی تصور سمجھا جاتا ہے۔ سماجی ماہرین اسے زیادہ تر سماجی تشکیل کے طور پر دیکھتے ہیں۔ بہت سے ماہرین کا ماننا ہے کہ نسل لوگوں کو سماجی طور پر تقسیم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ سمدلی (Smedley-1998) ان کا یہ ماننا ہے کہ 17ویں صدی سے پہلے تاریخ میں نسل کے تصور کا کوئی ثبوت نہیں ملتا جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ نسل کا تعلق حقیقی حیاتیاتی فرق سے زیادہ معاشرتی ہے۔

نسل بطور سماجی تشکیل (Race as a Social Construction)

انگریزی زبان میں نسل کی اصطلاح سولویں صدی سے انسانی گروہوں کے لیے کبھی کبھار استعمال ہوتی تھی۔ مگر اٹھارویں صدی میں جب انگریز متنوع آبادیوں کے ساتھ رابطے میں آئے تو ان کے رویوں اور عقائد میں ایسی تبدیلیاں آئیں جو مغربی تاریخ میں پہلے موجود نہیں تھیں۔ اس کے نتیجے میں انسانی اختلافات کو سمجھنے اور بیان کرنے کا ایک نیا نظریہ ابھر کر سامنے آیا۔ جب یورپیوں نے افریقہ، ایشیا اور دیگر خطوں کو نو آبادیات بنایا تو انہوں نے اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے نسل کے تصور کو ایک جواز کے طور پر استعمال کیا۔ انہوں نے اپنے نظریات کو درست ثابت کرنے کے لیے مذہب، عقائد اور حتیٰ کہ سائنس کا سہارا لیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ سیاہ فام لوگوں کو غلام بنانا اور سفید فام لوگوں کو خصوصی حقوق دینا جائز ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے نسل اور جسمانی خصوصیات پر زور دے کر یہ تصور عام کیا کہ سفید فام لوگ برتر ہیں جبکہ دیگر انسانی گروہ کمتر حیثیت رکھتے ہیں۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نسل ایک حیاتیاتی درجہ بندی ہے لیکن ماہرین عمرانیات، سماجی سائنسدان اور یہاں تک کہ ماہرین حیاتیات بھی اس بات پر متفق ہیں کہ نسل نہ تو حیاتیاتی ہے اور نہ ہی موروثی ہے بلکہ وہ اسے ایک سماجی تشکیل قرار دیتے ہیں۔ ابتدا میں نسل کو حیاتیاتی، تاریخی اور سائنسی تصور کیا جاتا تھا لیکن آج یہ نظریہ محض ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ انسانی تنوع کا زیادہ تر انحصار حیاتیات کے بجائے جغرافیائی عوامل پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے نسلوں میں درجہ بندی کے لیے کوئی حیاتیاتی بنیاد موجود نہیں ہے۔ درحقیقت نسل ایک سماجی درجہ بندی ہے جس کا اپنا ایک تاریخی اور سیاسی پس منظر ہوتا ہے۔

نسل پرستی (Racism)

مختلف مورخین اور ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ انسان سب سے پہلے افریقہ سے آئے اور پھر وقت کے ساتھ دنیا کے مختلف حصوں میں منتقل ہو گئے۔ جب وہ نئی جگہوں پر آباد ہوئے تو انہوں نے خود کو ماحول کے مطابق ڈھال لیا اور ایسی خصوصیات پیدا کیں جو انہیں وہاں رہنے میں مدد دیتی تھیں۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے دوران دنیا بھر میں نو آبادیاتی طاقتوں نے نسل پرستی کو اپنی بالادستی (Dominance) ثابت کرنے کے لیے استعمال کیا۔ انہوں نے چارلس ڈارون کے نظریہ بقائے اصلح (Survival of the fittest) کا غلط استعمال کرتے ہوئے نسل کشی اور نسل پرستی جیسے ظالمانہ اقدامات کو جائز قرار دیا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ مضبوط نسلیں زندہ رہیں گی جبکہ کمزور نسلیں ختم ہو جائیں گی۔ اس جھوٹے عقیدے نے انہیں اپنی طاقت، کنٹرول اور یہاں تک کہ غلامی کو تقویت دی۔ انہوں نے سیاہ فام لوگوں اور دیگر نو آبادیاتی گروہوں کو کمتر ظاہر کرنے کے لیے دقیانوسی (Stereotypes) تخلیق کی۔

نسل کا تصور دراصل مخصوص گروہوں کو پسماندہ قرار دینے، خود کنٹرول اور غلبہ حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ نسلی زمرے (Racial categories) اس لیے ایجاد کیے گئے تاکہ لوگوں کو یہ یقین دلایا جا سکے کہ سفید فام لوگ دوسروں سے برتر ہیں۔ تاہم نسل کی بنیاد سائنس پر نہیں ہے بلکہ یہ ایک سماجی تشکیل ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ نسل کا تصور بدل گیا ہے۔ مثال کے طور پر برازیل جیسے ممالک میں سماجی طبقہ (social class) اکثر جلد کے رنگ سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان ممالک میں جہاں سفید فام

لوگ غالب ہیں وہاں بین نسلی شادیاں (Interracial marriages) زیادہ عام ہوتی جارہی ہیں جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ نسلی حدود (racial boundaries) طے شدہ یا حقیقی نہیں ہیں بلکہ صرف ایک سماجی تصور ہے۔

7.6 نژاد کے تصور کی تاریخ (History of Ethnicity Concept)

لفظ نژاد (Ethnicity) کی ایک طویل تاریخ ہے۔ یہ یونانی لفظ (Ethnos) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے وہ لوگ جو مشترکہ نسل یا خون سے تعلق رکھتے ہوں لیکن ضروری نہیں کہ وہ کسی سیاسی قوم کا حصہ ہوں۔ لاطینی زبان میں اس لفظ کا استعمال غیر معتقدین کے لیے کیا جاتا تھا یعنی وہ لوگ جو مختلف مذہب کے پیروکار تھے۔ انگریزی میں بھی ایک طویل عرصے تک اس لفظ کا استعمال ان لوگوں کے لیے ہوتا رہا جو نہ تو مسیحی تھے اور نہ یہودی بلکہ انہیں اکثر مشرک یا کافر کہا جاتا تھا۔ بیسویں صدی میں اس لفظ کا معنی ایک بار پھر بدل گیا۔ یہ دوبارہ اپنے یونانی پس منظر کی طرف لوٹ آیا جہاں مذہب کے بجائے مشترکہ ورثے پر زور دیا گیا۔ آج نسل کا مطلب ثقافتی یا نژاد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اب یہ اصطلاح ان گروہوں کے لیے استعمال کی جاتی ہے جن کے رسم و رواج، زبان یا تاریخ مشترکہ ہوتی ہے۔

اُومن (1990) فرانسیسی اصطلاح (Ethnie) کو ایسے گروہ کے لیے استعمال کرتے ہیں جو مشترکہ تاریخ، روایات، زبان اور طرزِ زندگی رکھتے ہوں۔ مزید اس اصطلاح کا استعمال ان لوگوں کے لئے کرتے ہیں جو جنگ، نوآبادیات یا ہجرت جیسے عوامل کی وجہ سے اپنے آبائی وطن سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جب یہ بے دخل گروہ کسی نئے مقام پر آباد ہوتے ہیں اور اپنے اصل رسم و رواج اور طرزِ زندگی کو برقرار رکھتے ہیں تو انہیں (Ethnies) کہا جاتا ہے۔

پال براس (1991) کے مطابق نسلی گروہوں کی شناخت کو تین بنیادوں پر سمجھا جاسکتا ہے۔

معروضی خصوصیات (Objective Attributes): نسلی گروہوں کو ان نمایاں ثقافتی خصوصیات سے پہچانا جا سکتا ہے جو انہیں دوسروں سے الگ کرتی ہیں۔ ان خصوصیات کو نژاد کے نشان (ethnic markers) کہا جاتا ہے جن میں زبان، علاقہ، مذہب، لباس اور روایات شامل ہیں۔

- **ذاتی احساسات** (Subjective Feelings): نژاد کا دار و مدار صرف ظاہری خصوصیات پر نہیں بلکہ اس احساس پر بھی ہوتا ہے جو لوگ اپنے گروہ کے بارے میں رکھتے ہیں۔ یہ شناخت حقیقی ہو یا خیالی لیکن اس کا بنیادی عنصر مشترکہ وابستگی کا احساس ہو۔
- **طرزِ عمل** (Behavior): نسلی گروہوں کی شناخت ان کے طرزِ عمل سے بھی کی جاسکتی ہے خاص طور پر جب وہ دوسرے گروہوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں خاندان، شادی، دوستی، مذہبی و سماجی رسومات اور دیگر ثقافتی روایات شامل ہیں۔ یہ رویے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ نسلی گروہ اپنی شناخت کیسے برقرار رکھتے ہیں اور دوسروں سے کس طرح میل جول رکھتے ہیں۔

نسلی گروہ ایک ایسی برادری ہوتی ہے جسے سماج میں دیگر افراد کے مقابلے میں مختلف سمجھا جاتا ہے اور اس کی وجہ زبان، مذہب، نسل، نسب یا ثقافت جیسے عوامل ہوتے ہیں۔ اس گروہ کے افراد خود کو بھی دوسروں سے مختلف تصور کرتے ہیں اور اپنی حقیقی یا خیالی مشترکہ روایات اور پس منظر کی بنیاد پر مخصوص سرگرمیاں انجام دیتے ہیں۔ نسلی گروہ کسی وسیع تر سماج کا حصہ ہوتے ہوئے بھی اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس گروہ کے افراد خود کو اس کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں اور اس سے وابستگی محسوس کرتے ہیں۔

نژاد کی خصوصیات (Characteristics of Ethnicity)

نژاد سے مراد ایک مشترکہ ثقافتی ورثہ ہے جو اکثر مشترکہ نسب، زبان، روایات اور شناخت پر مبنی ہوتا ہے۔ نژاد کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

- **مشترکہ نسب**(Shared Ancestry): نسلی گروہ اکثر اپنے آبائی علاقے یا مشترکہ نسل سے اپنا تعلق جوڑتے ہیں جو ان کی اجتماعی شناخت کی بنیاد بنتا ہے۔
- **ثقافتی روایات**(Cultural Practices): نژاد مشترکہ ثقافتی روایات سے جُڑی ہوتی ہے جن میں رسم و رواج، عبادات، فنون، موسیقی اور کھانے پینے کے انداز شامل ہوتے ہیں جو نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں۔
- **زبان**(Language): مشترکہ زبان یا بولی نژاد کی ایک نمایاں علامت ہوتی ہے جو نہ صرف رابطے کا ذریعہ بنتی ہے بلکہ ثقافتی شناخت کی علامت بھی سمجھی جاتی ہے۔
- **مذہب**(Religion): مشترکہ مذہبی عقائد اور عبادات اکثر نژاد کے تعین میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں اور افراد میں ایک مضبوط اجتماعی وابستگی پیدا کرتے ہیں۔
- **تاریخی روابط**(Historical Ties): نسلی گروہ عام طور پر ایک مشترکہ تاریخ رکھتے ہیں جس میں اہم واقعات، جدوجہد اور کامیابیاں شامل ہوتی ہیں جو ان کی شناخت کو تشکیل دیتی ہیں۔
- **جغرافیائی تعلق**(Geographical Connection): کئی نسلی گروہ کسی مخصوص علاقے یا آبائی وطن سے وابستہ ہوتے ہیں جو ان کے لیے ثقافتی، تاریخی یا علامتی اہمیت رکھتا ہے۔
- **منفرد شناخت**(Distinct Identity): نسلی گروہ عموماً ایک الگ شناخت برقرار رکھتا ہے جو اسے باقی قوم یا سماج کے دیگر گروہوں سے الگ کرتی ہے۔
- **علامات اور نشانیاں**(Symbols and Markers): نسلی گروہ اپنی شناخت اور ورثے کے اظہار کے لیے مخصوص علامتیں، لباس، جھنڈے یا دیگر نشانیوں کا استعمال کرتے ہیں۔

- **مطابقت اور تبدیلی**(Adaptation and Change): نژاد وقت کے ساتھ بدل سکتی ہے اور اس پر ہجرت، بین نسلی شادیاں، عالمگیریت اور دیگر سماجی تبدیلیاں اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

یہ خصوصیات نژاد کی پیچیدہ اور متعدد جہتوں کو اجاگر کرتی ہیں جو فرد اور گروہ کی شناخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

7.7 نژاد پر جدید نظریات (Contemporary Perspectives on Ethnicity)

آج کے دور میں نژاد کو مختلف زاویوں سے دیکھا جاتا ہے۔ جدید تحقیق اور عالمی تبدیلیوں نے نژاد کو ایک متحرک اور ارتقائی (Dynamic and Evolving) تصور بنا دیا ہے۔ اب یہ صرف ثقافت یا زبان تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی عوامل کے ساتھ جُڑ چکی ہے۔ حالیہ دور میں نژاد (Ethnicity) کو سمجھنے کے دو بڑے نظریات ثقافتی اور سیاسی سامنے آئے ہیں:

1. **ثقافتی نقطۂ نظر**(Cultural Perspective): اس نظریہ کے مطابق نژاد کا تعلق مشترکہ ثقافت، اقدار اور روایات سے ہوتا ہے۔ یعنی کسی نسلی گروہ کو اس کے مخصوص رسم و رواج، اداروں، مذہبی رسومات اور زبان جیسے ثقافتی عناصر کی بنیاد پر پہچانا جاتا ہے۔ یہ نظریہ فعالیاتی(Functionalist) نقطۂ نظر سے جڑا ہے جو کہتا ہے کہ انسان کو کسی گروہ سے تعلق رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ مشکل وقت میں خود کو مضبوط محسوس کر سکے اور یہ تعلق نژاد کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔
2. **سیاسی نقطۂ نظر**(Political Perspective): سیاسی لحاظ سے نژاد کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنی مشترکہ ثقافت، تاریخ یا شناخت کی بنیاد پر ایک گروہ کی شکل میں متحد ہوتے ہیں۔ یہ گروہ اپنے حقوق اور مفادات کی حفاظت کے لیے آواز بلند کرتا ہے اور سیاست میں اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سیاستدان اکثر نژاد کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ وہ کسی خاص نسلی گروہ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ وہ ان کے حقوق اور مفادات کی حفاظت کریں گے۔ مثال کے طور پر کوئی سیاستدان کسی مخصوص نسلی گروہ سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان کے لیے بہتر روزگار، تعلیمی مواقع یا قانونی تحفظ فراہم کرے گا۔ اس طرح کے وعدے کر کے وہ اس گروہ کی حمایت حاصل کر لیتے ہیں اور انتخابات میں ان کے ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن نسلی سیاست ہمیشہ مثبت نتائج نہیں دیتی۔ اگر ہر نسلی گروہ صرف اپنے مفادات کے بارے میں سوچے اور دوسرے گروہوں سے مقابلہ کرے گا تو اس سے تقسیم، اختلافات اور کشیدگی پیدا ہو سکتی ہے مثال کے طور پر بعض گروہ اقتدار حاصل کرنے کے لیے آپس میں مقابلہ کرنے لگتے ہیں۔ کچھ گروہ زیادہ وسائل اور مواقع حاصل کرنا چاہتے ہیں جس سے دوسرے گروہوں میں احساسِ محرومی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر حکومت کسی ایک نسلی گروہ کو زیادہ اہمیت دے اور دوسروں کو نظر انداز کرے تو اس سے ناانصافی اور تناؤ جنم لے سکتا ہے۔ نسلی شناخت سیاست میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ اس بات پر اثر ڈالتی ہے کہ لوگ کن رہنماؤں کو ووٹ دیتے ہیں، حکمران

کس طرح حکومت کرتے ہیں اور مختلف نسلی گروہ سماج میں کیسے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔ اگر نژاد کو مثبت طریقے سے استعمال کیا جائے تو یہ اتحاد اور انصاف پیدا کر سکتی ہے لیکن اگر اس کا غلط استعمال ہو تو یہ تنازعات اور تقسیم کا سبب بن سکتی ہے۔

نژاد کے مطالعہ کی اہمیت (Importance of Ethnicity study)

سماجیات میں نژاد کا مطالعہ بہت اہم ہے کیونکہ یہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ ثقافتی شناختیں انسانی رویہ، سماجی ڈھانچے اور گروہی تعلقات کو کیسے تشکیل دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ نژاد سماجی تعلقات، روایات اور اقدار پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ نسلی شناخت کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد کرتا ہے کہ ثقافتی ورثہ، زبان، مذہب اور مشترکہ تاریخ کس طرح ایک گروہ میں یکجہتی اور آپسی تعلق کے احساس کو پیدا کرتی ہے۔ جب مختلف نسلی گروہ ایک ہی سماج میں رہتے ہیں تو بعض اوقات عدم مساوات، امتیازی سلوک یا سماجی تقسیم پیدا ہو سکتی ہے۔ نسلی شناخت کا مطالعہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم مختلف شناختوں کا احترام کرتے ہوئے ایک مضبوط، مساوی اور ہم آہنگ معاشرہ کیسے بنا سکتے ہیں۔ سماجیات کا مطالعہ ان تمام مسائل کو سمجھنے اور ان کے حل تلاش کرنے میں مدد دیتا ہے۔

7.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں جنس، نسل اور نژاد کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جس میں جنس کی تمہید، مقاصد، جنس کی تعریف، صنف اور جنس میں فرق، جنس بطور سماجی تشکیل، تانثیت اور جنسی مساوات، سماجیات میں جنسی مطالعہ کی اہمیت، نسل کی تعریف، نسل بطور سماجی تشکیل، نسل پرستی، نژاد کے تصور کی تاریخ، نژاد کی خصوصیات، جدید نظریات، سماجیات میں نژاد کے مطالعہ کی اہمیت شامل ہے۔

7.9 فرہنگ (Key Words)

- **جنسی شناخت:** یہ وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے افراد اپنے آپ کو دیکھتے ہیں۔ کچھ لوگ خود کو مرد کے طور پر پہچانتے ہیں، کچھ عورت کے طور پر جبکہ دیگر لوگ خود کو الگ شناخت کے طور پر دیکھتے ہیں۔
- **جنسی کردار:** یہ وہ رویے اور کام ہیں جو معاشرہ لوگوں سے ان کی جنسی شناخت کی بنیاد پر توقع رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر عورت سے اکثر یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ بچوں کی دیکھ بھال کرے جبکہ مرد سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ گھر کا بنیادی کفیل ہو۔
- **نژاد:** نژاد سے مراد ایک مشترکہ ثقافتی ورثہ ہے جو اکثر مشترکہ نسب، زبان، روایات اور شناخت پر مبنی ہوتا ہے۔
- **تانثیت :** یہ ایک سماجی تحریک ہے جو جنسی مساوات کے لیے کوشش کرتی ہے۔ تانثیت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ سماج میں عورتوں اور مردوں کے درمیان برابری ہونی چاہیے۔

▪ **ثقافتی ورثہ:** ثقافتی ورثہ سے مراد ان روایات، رسم و رواج، اور طریقوں سے ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں۔

7.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ جنسی شناخت سے کیا مراد ہے؟

(a) کسی شخص کی حیاتیاتی جنس (b) وہ احساس اور شناخت جو ایک شخص اپنے بارے میں رکھتا ہے

(c) لباس (d) کسی شخص کا پیشہ

2۔ جنسی کردار کیا ہے؟

(a) وہ قواعد جو لوگوں کے رویے کو ان کے جنس کی بنیاد پر متعین کرتے ہیں

(b) کھیل کی ایک قسم

(c) کسی شخص کا پسندیدہ مشغلہ

(d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ نسل پرستی کیا ہے؟

(a) لوگوں کے ساتھ ان کی نسل کی بنیاد پر غیر منصفانہ سلوک کرنا (b) ایک قسم کی خوراک

(c) کھیل کا مقابلہ (d) اوپر کے سبھی

4۔ نژاد کیا ہے؟

(a) کسی شخص کی جلد کا رنگ (b) کسی گروہ کی مشترکہ ثقافت، زبان یا روایات (c) ایک قسم کا کھانا (d) کسی شخص کا پیشہ

5۔ کثیر الثقافتی (Multiculturalism) کیا ہے؟

(a) ایک معاشرہ جس میں صرف ایک ثقافت ہو (b) ایک معاشرہ جو کئی ثقافتوں کی قدر اور احترام کرتا ہو

(c) ایک قسم کا رقص (d) ایک سیاسی نظام

6۔ وہ کون سی اصطلاح ہے جو یہ بیان کرتی ہے کہ ایک نسل دوسری نسلوں سے برتر ہے؟

(a)نسل پرستی (b) تعصب

(c) دقیانوسی تصورات (d)ان میں سے کوئی نہیں

7۔ وہ کون سی اصطلاح ہے جو ایسے گروہ کو بیان کرتی ہے جو مشترکہ ثقافت، زبان یا ورثہ رکھتے ہوں؟

(a)نسل (b) نژاد

(c) شہریت (d) اوپر کے سبھی

8۔ ایسا نسلی گروہ جو اکثر اپنے آبائی علاقے یا مشترکہ نسل سے اپنا تعلق جوڑتا ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a) مشترکہ نسب (b) شہریت

(c) تعصب (d) ایک قسم کا رقص

9۔ ایک ایسی سماجی تحریک جو جنسی مساوات اور برابری کی بات کرتی ہے اسے کیا کہا جاتا ہے؟

(a)تانثیت (b) نسلی گروہ

(c) کسی شخص کا پیشہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

10۔ ان روایات، رسم ورواج، اور طور طریقوں کو کیا کہتے ہیں جو نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں؟

(a)پیشہ (b) ثقافتی ورثہ

(d) مشترکہ نسب (d) رقص

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. جنس پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں؟
2. جنس کیسے سماجی تشکیل ہے بیان کریں؟
3. تانثیت اور جنسی مساوات پر ایک مختصر نوٹ لکھیں؟
4. نژاد کی خصوصیات بیان کریں؟
5. نسل پرستی کیا ہے وضاحت کریں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. نسل کے تصور کی تاریخ پر ایک جامع نوٹ قلم بند کریں؟
2. سماجیات میں نسل اور نژاد کا مطالعہ کیوں ضروری ہے ایک تفصیلی نوٹ لکھیں؟
3. نژاد پر جدید نظریات کیا ہیں بیان کریں؟

اکائی۔ 08 امتیازی سلوک اور محرومی

(Discrimination and Deprivation: Issues of Education, health, unemployment and Poverty)

اکائی کے اجزا

8.0 تمہید
8.1 مقاصد
8.2 امتیازی سلوک کی شکلیں، مذہبی، سماجی اور صنفی امتیاز
8.3 محرومی کی شکلیں
8.4 تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان تعلق
8.5 بے روزگاری
8.6 صحت
8.7 تعلیمی عدم مساوات، ملازمت کی مارکیٹ کی حرکیات اور بے روزگاری میں عدم مساوات
8.8 غربت
8.9 ہندوستان میں غربت کی وجوہات
8.10 غربت کے خاتمے کے لئے اقدامات
8.11 اکتسابی نتائج
8.12 فرہنگ
8.13 نمونہ امتحانی سوالات

8.0 تمہید (Introduction)

امتیازی سلوک اور محرومی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تصورات ہیں جو افراد اور برادریوں کو متأثر کرتے ہیں، جس سے مواقع ،وسائل اور حقوق تک غیر مساوی رسائی ہوتی ہے۔ یہ یونٹ ان تصورات کی کھوج کرتا ہے، ان کے مظاہر، نتائج اور ان سے نمٹنے کے

طریقوں کے بارے میں بصیرت پیش کرتا ہے۔ امتیازی سلوک میں نسل، جنس، قومیت، مذہب، یا سماجی و اقتصادی حیثیت جیسی مخصوص خصوصیات کی بنیاد پر افراد یا گروہوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک شامل ہے۔ یہ غیر معمولی اعمال سے لے کر معاشرتی ڈھانچے میں سرایت کرنے والے لطیف تعصبات تک مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

محرومی ہندوستانی سماج میں انسانی رویوں کے ابھرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نسلی اقلیتوں کو سب سے زیادہ سماجی محرومی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص طور پر جب مذہبی صحیفے اور معاشرتی پابندیاں محرومیوں کی اجازت دیتی ہیں۔

محرومی ذات پات کے نظام اور ثقافتی نمونوں اور ثقافت کی مخصوص اشیاء پر فوری تصرف کی وجہ سے سماجی و اقتصادی عدم مساوات کا نتیجہ ہے جو ہندوستانی سماج میں خاص طور پر فٹ ہے۔ روایتی ہندو سماج جو مختلف ذات پات کے گروہوں میں تقسیم ہے، ایک سماجی ادارہ ہے جو اپنے ممبروں میں اعلیٰ اور کم تر ہستیوں کو بڑھاوا دیتا ہے۔

ہندوستان کے آئین میں جن محروم لوگوں کو درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے طور پر بیان کیا گیا ہے وہ دراصل ہندو سماجی نظام میں نچلی ذات اور قبائل ہیں، جنہیں 'ذات پات سے محروم'، ذات پات سے باہر یا اچھوت سمجھا جاتا ہے اور صدیوں سے محرومی اور امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ تاریخی طور پر، وہ آدیواسی باشندوں سے پیدا ہوتے ہیں، جنہیں آریائی حملہ آوروں نے فتح کیا تھا اور غلام بنایا تھا۔

تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان تعلق کافی پیچیدہ اور مختلف عوامل بشمول معاشی حالات، تعلیمی معیار، اور تعلیمی پروگراموں اور ملازمت کی مارکیٹ کی ضروریات کے مابین صف بندی سے متأثر ہے۔ تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان پیچیدہ تعلقات کو سمجھنے کے لئے مختلف عوامل اور ان کے متحرک تعامل پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پالیسی ساز، اساتذہ اور آجر ایک ایسے تعلیمی ماحول کو فروغ دے کر جو افرادی قوت کی ضروریات سے مطابقت رکھتے ہیں اور ایسی پالیسیوں کو فروغ دے کر جو روزگار کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو کم کرتی ہیں، اس تعلقات کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

غربت ایک پیچیدہ اور کثیر الجہات مظہر ہے جو افراد، خاندانوں اور پوری برادریوں کو متأثر کرنے والی محرومیوں اور چیلنجوں کی ایک رینج کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ صرف مالی وسائل کی عدم موجودگی نہیں ہے بلکہ اس میں بنیادی ضروریات، مواقع اور ایک مہذب معیار زندگی تک رسائی کا فقدان بھی شامل ہے۔

سال2000 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ملینیم ڈیولپمنٹ گولز کا ایک سیٹ اپنایا جس میں ایسے آٹھ اہداف شامل ہیں۔ سب سے پہلے خود انتہائی غربت اور بھوک کا خاتمہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غربت میں کمی کسی بھی ایسے ملک کے لئے شرط ہے جو اپنے شہریوں کو اچھا معیار زندگی فراہم کرنا چاہتا ہے۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- سماج میں امتیازی سلوک اور محرومی کے تصور کی وضاحت کر سکیں۔
- امتیازی سلوک اور محرومی کے مختلف شکلوں پر تبادلہ خیال کر سکیں۔
- سماجی واقتصادی اور صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک کی نوعیت اور وسعت کو بیان کر سکیں۔
- بے روزگاری کا تصور اور اسکے مختلف اقسام کو سمجھ سکیں۔
- غربت کے تصور اور اس کی مختلف جہتوں کو جان سکیں۔
- ہندوستان میں غربت کی وجوہات کو سمجھ سکیں۔

8.2 امتیازی سلوک کی شکلیں((Forms of Discrimination

امتیازی سلوک مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، جس میں واضح اعمال سے لے کر زیادہ لطیف، منظم تعصبات تک شامل ہیں۔ ذیل میں امتیازی سلوک کی کچھ عام شکلوں کا تذکرہ کیا گیا ہے:

انفرادی امتیاز: انفرادی امتیاز اس وقت ہوتا ہے جب ایک شخص مخصوص خصوصیات جیسے نسل، جنس، مذہب، قوم، یا جنسی رجحان کی بنیاد پر دوسرے کے ساتھ غیر منصفانہ یا غیر موافق سلوک کرتا ہے۔ ذاتی تعصبات امتیازی اقدامات یا تبصروں کا باعث بنتے ہیں۔ کسی کو ملازمت پر رکھنے سے انکار کرنا یا ذاتی تعصبات کی بنیاد پر غیر مساوی مواقع فراہم کرنا وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

ادارہ جاتی امتیاز: ادارہ جاتی امتیاز سے مراد تنظیموں اور اداروں کی پالیسیوں، طریقہ کار، یا ڈھانچوں میں شامل امتیازی طرز عمل ہے۔ اداروں کے اندر متعصبانہ پالیسیاں یا طرز عمل جو عدم مساوات کو برقرار رکھتے ہیں، اسکے ذمہ دار ہیں۔ ایک کمپنی کی بھرتی کی پالیسیاں جو متعصبانہ معیار کی وجہ سے غیر ارادی طور پر مخصوص گروہوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

نسلی امتیاز: نسلی امتیاز میں کسی کے ساتھ اس کی نسل یا قومیت کی بنیاد پر نامناسب سلوک شامل ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے نسلی پروفائلنگ ثبوت کے بجائے دقیانوسی تصورات پر مبنی ہوتا ہے۔

معذوری کا امتیاز: معذوری کا امتیاز اس وقت ہوتا ہے جب معذور افراد کے ساتھ غیر معذورافراد کے مقابلے میں کم موافق سلوک کیا جاتا ہے۔ معذور ملازمین کے لئے مناسب رہائش فراہم کرنے میں ادارے ناکام ہوتے ہیں۔

ایل جی بی ٹی کیو + امتیازی سلوک: افراد کے خلاف ان کے جنسی رجحان یا صنفی شناخت کی بنیاد پر امتیازی سلوک شامل ہے۔ مثال کے طور پر کسی کو ان کی ایل جی بی ٹی کیو + حیثیت کی وجہ سے خدمات یا مساوی سلوک سے انکار کرنا۔

یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ امتیازی سلوک مختلف طریقوں سے ظاہر ہو سکتا ہے اور افراد کے شناخت کی متعدد جہتوں پر اثر انداز کر سکتا ہے۔ امتیازی سلوک سے نمٹنے کے لئے آگاہی، تعلیم اور مساوات اور شمولیت کو فروغ دینے کے لئے فعال کوششوں کی ضرورت ہے۔

مذہبی اور سماجی امتیاز (Religious And Social Discrimination)

مذہبی امتیاز میں لوگوں کے ساتھ ان کے مذہبی عقائد کی بنیاد پر غیر منصفانہ سلوک شامل ہے۔ مثال کے طور پر کسی کو ان کی مذہبی

رسومات کی وجہ سے سماجی سرگرمیوں سے باہر رکھنا۔ نو آبادیاتی ہندوستان کی سماجی تاریخ مذہب اور قائم شدہ سماجی اقدار کے نام پر اچھوتوں اور دیگر نچلی ذاتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ گاؤں اور شہری علاقوں میں برہمنی غلبہ اور اونچی ذاتوں کی رسمی پاکیزگی کو متعدد طریقوں سے برقرار رکھا جاتا ہے

استحصال کے شکار لوگوں میں یہ احساس بڑھ رہا تھا کہ ان کی گھٹیا رسمی حیثیت کی وجہ سے غالب اور طاقتور ذاتوں کی طرف سے ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ مغربی ہندوستان میں جیوتی با پھولے کے تحت ستیہ شودھکوں جیسی غیر برہمن تحریکوں اور بی آر امبیڈکر اور مہاتما گاندھی جیسے دیگر مصلحین اور رہنماؤں کی سرگرمیوں نے اس طرح کے شعور کو تیز کیا۔ مذکورہ بالا رجحانات کی مثال مہاراشٹر میں مہاروں کی پوزیشن کا تجزیہ کرکے دی جاسکتی ہے۔

صنفی امتیاز (Gender Discrimination)

صنفی امتیاز اس وقت ہوتا ہے جب افراد کے ساتھ ان کی جنس کی وجہ سے غیر منصفانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ ایک طرح کے کام کے لئے مردوں اور عورتوں کے درمیان تنخواہوں میں فرق۔ صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک سے مراد ان افراد کے ساتھ ان کی جنس کی بنیاد پر غیر منصفانہ یا غیر مساوی سلوک ہے، جو عام طور پر ایک صنف کو دوسری جنس پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ امتیازی سلوک کی ایک شکل ہے جس کی جڑیں سماجی، ثقافتی اور ساختی اصولوں میں ہیں جو افراد کو ان کی مبینہ صنف کی بنیاد پر مختلف کردار، ذمہ داریاں اور توقعات تفویض کرتی ہیں۔

جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک تمام صنفوں کے لوگوں کو متاثر کرتا ہے لیکن اکثر خواتین اور غیر بائنری افراد کے ساتھ غیر مساوی سلوک سے منسلک ہوتا ہے۔ جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک کے اہم پہلو یہ ہیں:

ملازمت کا امتیازی سلوک، صنفی دقیانوسی سوچ، جنسی ہراسانی، تعلیمی امتیاز، خواتین کے خلاف تشدد، گھریلو تشدد، تولیدی حقوق اور امتیازی سلوک، مواقع تک غیر مساوی رسائی، ڈریس کوڈ اور امتیازی سلوک وغیرہ۔

صنفی بنیادوں پر امتیازی سلوک سے نمٹنے کے لئے افراد، برادریوں، تنظیموں اور پالیسی سازوں کی جانب سے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔ صنفی مساوات کو فروغ دے کر اور امتیازی سلوک کو چیلنج کرکے، سماج ایسے ماحول پیدا کرنے کے لئے کام کرسکتے ہیں جہاں صنف سے قطع نظر تمام افراد ترقی کرسکیں اور اپنی مکمل صلاحیت تک پہنچ سکیں۔

8.3 محرومی کی شکلیں (Forms of Deprivation)

ہندوستان، دنیا کی تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں میں سے ایک ہونے کے ناطے، نے کثیر جہتی غربت کو کم کرنے میں نمایاں پیش رفت کی ہے، جیسا کہ حالیہ رپورٹس کے مطابق 2013-14 سے 2022-23 کے درمیان تقریباً 248 ملین لوگوں نے اس سے نجات حاصل کی۔ تاہم، تعلیم، صحت اور روزگار جیسے کلیدی شعبوں میں مسلسل محرومی لاکھوں افراد کو متاثر کرتی ہے۔ یہ محرومیاں باہم جڑی ہوئی ہیں، جو اکثر غربت اور عدم مساوات کے چکر کو بڑھاتی ہیں۔ یہ نوٹ کلیدی چیلنجز کا جائزہ لیتا ہے، جو حکومتی سروے، بین الاقوامی تنظیموں اور ماہرین کے تجزیوں سے حاصل کردہ ڈیٹا پر مبنی ہے۔

تعلیمی محرومی

ہندوستان میں تعلیمی محرومی محدود رسائی، ناقص معیار، زیادہ ڈراپ آؤٹ شرح، اور نظاماتی عدم مساوات کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ آئینی ضمانتوں اور رائٹ ٹو ایجوکیشن ایکٹ (2009) جیسے اقدامات کے باوجود، تقریباً 250 ملین بچے اسکول سے باہر ہیں، اور قومی شرح خواندگی تقریباً 30 فیصد ہے۔ زیادہ ڈراپ آؤٹ شرح، خاص طور پر پرائمری کے بعد، غربت، بچوں کی مشقت، اور ناکافی بنیادی ڈھانچے جیسے عوامل کی وجہ سے ہے—بہت سے اسکولوں میں بنیادی سہولیات جیسے بیت الخلا یا بجلی نہیں ہے۔ تقریباً 50 فیصد بچوں کو پرائمری اسکول سے آگے معیاری تعلیم تک رسائی نہیں ہے، جو ان کے مستقبل کے مواقع کو محدود کرتی ہے۔

علاقائی اور سماجی-اقتصادی تفاوت مسئلہ کو مزید خراب کرتے ہیں۔ نچلے طبقات کم داخلہ شرح کا سامنا کرتے ہیں۔ غذائیت کی کمی تقریباً 25 فیصد بچوں کو متاثر کرتی ہے، جو علمی نشوونما کو روکتی ہے اور تعلیمی خلاء کو بڑھاتی ہے۔ جبکہ خواندگی 2011 میں 73 فیصد سے بڑھ کر 2022 میں 77.7 فیصد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ تعلیم کے نتائج ناقص ہیں۔ سروے دکھاتے ہیں کہ پانچویں جماعت کے نصف طلبہ دوسری جماعت کی سطح کے متن نہیں پڑھ سکتے۔ شدید تعلیمی دباؤ اور بدعنوانی جیسے مسائل نظام کو مزید کمزور کرتے ہیں۔ تعلیم پر حکومتی اخراجات جی ڈی پی کے تقریباً 3 فیصد ہیں، جو تجویز کردہ 6 فیصد سے بہت کم ہے۔ جس کی وجہ سے اساتذہ کی کمی پوری نہیں ہو پا رہی ہے۔ سروی شکشا ابھیان جیسے پروگراموں نے رسائی کو بڑھایا ہے، لیکن معیار ایک اہم خلاء ہے، جو کمزور بچوں کو استحصال کی طرف دھکیلتا ہے۔

صحت کی محرومی

ہندوستان میں صحت کی محرومی غیر مساوی رسائی، زیادہ ذاتی اخراجات، اور غذائیت کی کمی جیسے مستقل مسائل کا نتیجہ ہے۔ صحت کے اخراجات ہر سال نصف سے زیادہ گھرانوں کو غربت میں دھکیلتے ہیں، جس کا اثر بدتر ہوتا جا رہا ہے—ہر سال تقریباً چار کروڑ لوگ طبی اخراجات کی وجہ سے غربت میں چلے جاتے ہیں۔ ناقص بنیادی ڈھانچہ، کمزور اور نجی صحت کی دیکھ بھال پر انحصار کمزوریوں کو بڑھاتا ہے۔ شہری غریب بچوں کی اموات اور بیماریوں کی شرح دیہی غریبوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ شہروں میں غریب لوگوں کی رسائی معیاری دیکھ بھال کی چیزوں تک نہیں ہے۔

غذائیت کی کمی اور خوراک کی محرومی آبادی کے ایک بڑے حصے کو متاثر کرتی ہے۔ غیر متعدی بیماریاں 67 فیصد گھرانوں کو متاثر کرتی ہیں، اور 18 فیصد بزرگ ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں، جو اکثر تباہ کن اخراجات کا باعث بنتے ہیں۔ عالمی سطح پر امیر اور غریب کے درمیان صحت کی عدم مساوات کم ہو رہی ہے، لیکن ہندوستان کے خلاء، خاص طور پر پسماندہ گروہوں کے لیے، برقرار ہیں۔

آیوشمان بھارت جیسے اقدامات نے صحت تک رسائی کو بڑھایا ہے، لیکن صحت کے ڈیٹا کو پالیسیوں میں شامل کرنے میں چیلنجز باقی ہیں۔ نیند کی کمی، جو شہری علاقوں میں تیزی سے عام ہو رہی ہے، موٹاپے، ہارمونل مسائل، اور دائمی بیماریوں کو بڑھاتی ہے، جو عوامی صحت پر مزید دباؤ ڈالتی ہے۔ مجموعی طور پر، جبکہ اوسط عمر میں بہتری آئی ہے، صفائی اور غذائیت کی محرومی جیسے نظاماتی مسائل ترقی کو روکتے ہیں۔

روز گار کی محرومی

ہندوستان میں روز گار کی محرومی میں زیادہ بے روز گاری، کم روز گاری، اور غیر رسمی، کم معیار کی ملازمتوں پر مباحث کا غلبہ رہا ہے۔ تقریباً 18.6 ملین لوگ بے روز گار ہیں، جبکہ 393.7 ملین غیر محفوظ روز گار میں ہیں۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد اکثر کم روز گاری کا شکار ہوتے ہیں، جس کی وجہ ہنر کی عدم مطابقت اور محدود مواقع ہیں۔ غیر رسمی روز گار کی شرح مردوں کے لیے 87.8 فیصد ہے، اور دیہی بے روز گاری 2.4 فیصد تک کم ہوئی ہے، لیکن شہری اور نوجوانوں کے اعداد و شمار تشویشناک ہیں۔ معاشی ترقی کے باوجود، ملازمت کی تخلیق آبادی کی توسیع سے پیچھے ہے، صرف 45.9 فیصد گریجویٹس روز گار کے قابل ہیں کیونکہ تعلیم پرانی ہے۔ یہاں محرومی تعلیم کے ساتھ جڑتی ہے، کیونکہ ناقص تعلیم ملازمت کے امکانات کو محدود کرتی ہے، جو غربت کو برقرار رکھتی ہے۔

ایم جی این آر ای جی اے جیسے اسکیمیں دیہات میں حفاظت فراہم کرتی ہیں، لیکن ہنر کی ترقی اور رسمی ملازمتوں کی ترقی کے لیے وسیع تر اصلاحات کی ضرورت ہے۔

8.4 تعلیم اور بے روز گاری کے درمیان تعلق

(Relationship between Education and Unemployment)

درج ذیل میں تعلیم اور بے روز گاری کے درمیان تعلق کے کچھ اہم پہلو بتائے گئے ہیں:

روز گار کے لئے تعلیم: تعلیم افراد کو مختلف شعبوں میں روز گار کے لئے درکار علم، مہارت اور قابلیت سے لیس کرتی ہے۔ رسمی تعلیم اکثر ایک سند کے طور پر کام کرتی ہے جسے آجر کسی فرد کی قابلیت اور ملازمت کے لئے موزوں صلاحیت کا اندازہ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

تعلیمی حصول اور روز گار کی شرح: عام طور پر، اعلی درجے کی تعلیم (مثال کے طور پر، بیچلر یا اعلی درجے کی ڈگری) والے افراد میں کم تعلیمی حصول والے افراد کے مقابلے میں بے روز گاری کی شرح کم ہوتی ہے۔ پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم بھی مخصوص صنعتوں کے لئے خصوصی مہارت فراہم کر کے روز گار کے مواقع پیدا کر سکتی ہے۔

تعلیم اور ملازمت کی ضروریات کے درمیان عدم توازن: کچھ افراد دستیاب ملازمت کے مواقع کے لئے خود کو ضرورت سے زیادہ تعلیم یافتہ محسوس کر سکتے ہیں، جس کی وجہ سے بے روز گاری یا عدم اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، دوسروں کو مطلوبہ کرداروں کے لئے ناکافی تعلیم کی وجہ سے روز گار حاصل کرنے میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

مہارت کی مطابقت اور مطابقت پذیری: ملازمت کی مارکیٹ کے مطالبات کے لئے تعلیم کے دوران حاصل کردہ مہارتوں کی مطابقت روز گار کے نتائج کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔ تیزی سے بدلتے ہوئے کام کے منظر نامے میں کسی کے کیریئر کے دوران نئی مہارتوں کو سیکھنے اور حاصل کرنے کی صلاحیت اہم بن جاتی ہے۔

حکومتی پالیسیاں اور مداخلتیں: تعلیم میں حکومتی سرمایہ کاری، بشمول تعلیمی معیار اور رسائی کو بہتر بنانے کے اقدامات، روزگار کی شرح پر مثبت اثرات مرتب کرسکتے ہیں۔ ملازمت کے تربیتی پروگراموں اور اپرنٹسشپ جیسی مداخلتوں کا مقصد تعلیم اور صنعتوں کی طرف سے طلب کردہ مخصوص مہارتوں کے درمیان فرق کو ختم کرنا ہے۔

انٹرپرینیورشپ اور سیلف ایمپلائمنٹ: تعلیم افراد کو انٹرپرینیور بننے کے لئے بااختیار بناسکتی ہے، جس سے ان کے اپنے روزگار کے مواقع پیدا ہوسکتے ہیں۔ بہتر طریقے سے تعلیم یافتہ افراد اختراعی منصوبوں اور اسٹارٹ اپس میں مشغول ہوسکتے ہیں، جو معاشی ترقی میں حصہ ڈالتے ہیں۔

سماجی اور سافٹ اسکلز: تکنیکی مہارتوں کے علاوہ، تعلیم ضروری نرم مہارتوں (مثال کے طور پر، مواصلات، ٹیم ورک) کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے جو آجروں کی طرف سے قابل قدر ہیں۔ تعلیمی ادارے انٹرنیٹ ورکنگ کے مواقع فراہم کرتے ہیں جو روزگار کے حصول میں فائدہ مند ثابت ہوسکتے ہیں۔

8.5 بے روزگاری (Unemployment)

بے روزگاری کو کام کرنے کی خواہش کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے جسمیں ملازمت نہیں ملتی اور تنخواہ حاصل نہیں کی جاتی ہے۔ یہ لوگوں کو نہ صرف معاشی اور سماجی طور پر بلکہ نفسیاتی طور پر بھی بہت زیادہ متأثر کرتا ہے۔ پیداواری صلاحیت اور خوداعتمادی کی کمی لوگوں کو مجرمانہ ذہن اور طرز عمل کی طرف ڈھکیل دیتی ہے۔ بے روزگاری کی وجوہات میں بڑھتی ہوئی آبادی، تیزرفتار تکنیکی تبدیلی، تعلیم یامہارت کی کمی سے لے کر زندگی گزارنے کے بڑھتے ہوئے اخراجات تک شامل ہوسکتے ہیں جس کے نتیجے میں مالی، سماجی اور نفسیاتی مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔ آہوجا(2014) نے بے روزگاری کو ایسے کام کی عدم موجودگی کے طور پر بیان کیا ہے جو منافع بخش ہے، حالانکہ کام کرنے کی خواہش اور صلاحیت موجود ہے۔ بے روزگاری کے تین اہم عناصر ہیں، کام کرنے کی خواہش، صلاحیت کی موجودگی اور کام تلاش کرنے کی کوشش کرنے کی خواہش، لیکن ان سب کے باوجود فرد کو منافع بخش کام نہیں مل پارہاہے۔

شیٹگو ویکر کے مطابق بے روزگاری کی کچھ اقسام (یا اسباب) درج ذیل ہیں (شیٹگو ویکر، 2018):

موسمی بے روزگاری: افراد ایک سال میں ایک مخصوص مدت کے لئے بے روزگار رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ شہروں میں، برف باری جیسی موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے افراد بے روزگار رہ سکتے ہیں۔

زرعی بے روزگاری: یہ کاشتکاری کی موسمی نوعیت یا صنعتوں میں اضافے کی وجہ سے ہوتا ہے جس سے زراعت سے متعلق کام میں کمی واقع ہوتی ہے۔

گردشی بے روزگاری: یہ تجارت اور کاروبار میں ہونے والے اتار چڑھاؤ کے نتیجے میں ہوتی ہے۔

صنعتی بے روزگاری: ان میں صنعتوں میں ترقی کی کمی، بڑھتی ہوئی نقل مکانی وغیرہ جیسے عوامل شامل ہیں۔

تکنیکی بے روزگاری: کئی بار جب کسی صنعت یا تنظیم میں تکنیکی اپ گریڈیشن کی جاتی ہے تو، ایک کام کی سرگرمی جو بہت سے افراد کے ذریعہ

کی جاتی تھی اب کم یا واحد فرد کے ذریعہ انجام دی جا سکتی ہے۔ یہ تکنیکی بے روزگاری کا باعث بن سکتا ہے۔

تعلیمی بے روزگاری: تعلیم اور ملازمت کی مارکیٹ میں ضرورت کے درمیان فٹ نہ ہونا تعلیمی بے روزگاری کا باعث بن سکتا ہے۔

بے روزگاری کی وجہ سماجی عوامل بھی ہو سکتے ہیں جیسے آبادی میں اضافہ، کچھ ملازمتوں کو انجام دینے کی خواہش کا فقدان جو کسی کی حیثیت سے نیچے نظر آتے ہیں، نقل مکانی میں اضافہ وغیرہ۔

بے روزگاری سماج کی ترقی کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے اور فرد پر بھی اثرانداز ہو سکتی ہے کیونکہ وہ بے روزگار ہونے کے نتیجے میں تناؤ، اضطراب اور دیگر مسائل کا سامنا کرتا ہے۔ غربت اور بے روزگاری کا بھی گہرا تعلق ہے اور دونوں مجموعی طور پر سماج کی مجموعی ترقی پر منفی اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ اس سماجی مسئلے سے نمٹنے کے لئے مداخلت کی حکمت عملی کو تعلیمی مواقع، تعلیم اور روزگار کی مارکیٹ کے تقاضوں کے درمیان فرق کو ختم کرنے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے وغیرہ، پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

8.6 صحت (Health)

صحت کی سماجیاتی اہمیت

سماجیات میں، صحت صرف بیماری کی غیر موجودگی یا جسمانی فلاح کے طور پر نہیں سمجھی جاتی؛ بلکہ یہ ایک پیچیدہ مظہر ہے جو سماجی، ثقافتی، معاشی، اور ماحولیاتی عوامل کے زیر اثر ہوتا ہے۔ یہ صرف انفرادی جسم سے آگے بڑھ کر وہ سماجی اور رشتہ دار ماحول شامل کرتا ہے جس میں لوگ رہتے ہیں۔ ماہرین سماجیات یہ زور دیتے ہیں کہ صحت اور بیماری سماجی طور پر تشکیل پاتی ہیں اور یہ سماج کے اصولوں، اقدار، اور ڈھانچوں سے متاثر ہوتی ہیں۔

صحت کے سماجیاتی فہم میں اہم نکات میں شامل ہیں:

1. **صحت کا سماجی تشکیل:** صحت کو سماجی طور پر تشکیل شدہ سمجھا جاتا ہے، یعنی "صحت مند" یا" بیمار" کیا ہے، یہ معاشرتی اعتقادات، اقدار اور طریقوں کے ذریعے طے کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، کچھ معاشروں میں ذہنی صحت کی بیماریوں کو بدنام کیا جا سکتا ہے اور انہیں صحت کے جائز مسائل کے طور پر نہیں سمجھا جاتا، جبکہ کچھ میں ان بیماریوں کو سنگین طبی حالات کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جن کا پیشہ ورانہ علاج ضروری ہوتا ہے۔
2. **طبی ماڈل بمقابلہ سماجیاتی ماڈل:**

- **طبی ماڈل:** یہ روایتی ماڈل صحت اور بیماری کے حیاتیاتی اسباب پر توجہ مرکوز کرتا ہے، بیماری کی تشخیص، علاج اور روک تھام پر زور دیتا ہے۔
- **سماجیاتی ماڈل:** سوشیالوجسٹ اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کس طرح سماجی تعلقات، معاشی حیثیت، سماجی ادارے (جیسے صحت کی دیکھ بھال کے نظام) اور سماجی پالیسی عوامی اور انفرادی صحت پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ سوشیالوجیکل ماڈل اس بات پر زور دیتا ہے کہ سماجی عدم مساوات، ثقافتی اصول، سماجی نیٹ ورک، اور ساختی حالات (جیسے صحت کی دیکھ بھال کی رسائی، شہری علاقوں کی ترقی)

صحت کے نتائج کو تشکیل دینے میں کس طرح کردار ادا کرتے ہیں۔

3. **صحت ایک سماجی مظہر کے طور پر**: ماہرین سماجیات یہ بھی استدلال کرتے ہیں کہ صحت کو ان سماجی سیاق و سباق سے الگ نہیں کیا جا سکتا جس میں افراد رہتے ہیں۔ صحت سماجی عوامل جیسے تعلیم، کام، آمدنی، سماجی حمایت، اور علاج کی رسائی سے متاثر ہوتی ہے۔ یہ اثرات نہ صرف فرد پر، بلکہ گروہوں اور آبادیوں پر بھی پڑتے ہیں۔

4. **بیمار کا کردار**" : بیمار کا کردار" وہ سماجی سلوک اور توقعات ہیں جو بیماری کے بعد ہوتی ہیں۔ جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اسے بعض مراعات دی جاتی ہیں (مثلاً کام یا سماجی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ کیا جانا) لیکن اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ڈاکٹر سے ملے گا اور صحت یاب ہونے کی کوشش کرے گا۔ یہ بیماری کے سماجی پہلوؤں کو سمجھاتا ہے، یعنی جب لوگ بیمار ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ کس طرح سلوک کیا جاتا ہے اور انہیں کس طرح عمل کرنا چاہیے۔

5. **صحت میں عدم مساوات**: سوشیالوجسٹ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ صحت مختلف سماجی گروہوں میں غیر مساوی طور پر تقسیم ہوتی ہے۔ طبقات، نسل، جنس، اور جغرافیائی علاقے کی بنیاد پر صحت میں عدم مساوات ہوتی ہے، اور یہ اکثر سماجی درجہ بندی کے بڑے پیٹرن سے جڑی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، کم معاشی حیثیت والے افراد کی صحت خراب ہوتی ہے کیونکہ ان کے پاس طبی دیکھ بھال کی کم رسائی، خراب رہائشی حالات، اور کم وسائل ہوتے ہیں۔

صحت کے سماجی اثرات

صحت کے سماجی اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں جو فرد کی فلاح سے آگے بڑھ کر کمیونٹی، معاشروں اور معیشتوں تک پھیل جاتے ہیں۔ صحت کے اہم سماجی اثرات میں شامل ہیں:

1. **سماجی عدم مساوات اور صحت میں فرق:**

- **معاشی حیثیت**: کم معاشی حیثیت رکھنے والے افراد کی صحت کے نتائج زیادہ خراب ہوتے ہیں، کیونکہ انہیں صحیح صحت کی دیکھ بھال، رہائش، اور اعلیٰ سطح کے دباؤ کی کمی ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں صحت میں فرق آتا ہے جس میں پسماندہ گروہ زیادہ دائمی بیماریوں، ذہنی بیماریوں اور قبل از وقت موت کا سامنا کرتے ہیں۔
- **جنس**: جنس صحت کے نتائج پر متعدد طریقوں سے اثرانداز ہوتی ہے۔ خواتین کو مثلاً صنفی پر مبنی تشدد، تولیدی صحت کے مسائل، یا صحت کی دیکھ بھال تک رسائی میں فرق کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، مردوں پر ذہنی بیماری کے علاج کے لیے مدد حاصل کرنے پر سماجی دباؤ ہو سکتا ہے، جس کا نتیجہ خودکشی کی شرح میں اضافے کی صورت میں نکلتا ہے۔

2. **صحت کو سماجی حق اور پالیسی کے طور پر:**

- **عوامی صحت کے نظام**: وہ ممالک جو صحت کی دیکھ بھال کو ایک بنیادی انسانی حق سمجھتے ہیں، ان کے مجموعی صحت کے نتائج زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ یونیورسل ہیلتھ کیئر، ویکسی نیشن پروگرام، اور تمباکو نوشی مخالف اقدامات وہ سماجی پالیسیاں ہیں جو صحت کے فرق کو کم کر سکتی ہیں اور آبادی کی صحت کو بہتر بنا سکتی ہیں۔

- **صحت کی پالیسیاں:** حکومت کی پالیسیوں کا فیصلہ صحت کی دیکھ بھال پر اخراجات، ہیلتھ انشورنس، اور صنعتوں (جیسے خوراک یا تمباکو) کی نگرانی سے ہوتا ہے جو عوامی صحت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ وہ پالیسیاں جو صحت کی عدم مساوات کی ضروریات کو پورا نہیں کرتی ہیں، وہ سماجی ناانصافی کو برقرار رکھ سکتی ہیں اور پسماندہ گروپوں میں خراب صحت کو بڑھا سکتی ہیں۔

صحت کی سماجیاتی نقطہ نظر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحت کے نتائج کا تعین کرنے میں سماجی عوامل کا اہم کردار ہوتا ہے۔ صحت صرف ایک حیاتیاتی مسئلہ نہیں ہے؛ یہ سماجی ڈھانچوں، تعلقات، اصولوں، اور اقتصادی حیثیت سے جڑا ہوا ہے۔ صحت میں فرق، بدنامی اور وسائل کی غیر مساوی تقسیم بڑے سماجی مسائل ہیں جو افراد اور معاشرت دونوں کو متاثر کرتے ہیں۔ ان عوامل کو جامع پالیسیوں، عوامی صحت کے اقدامات اور بڑھتی ہوئی سماجی معاونت کے ذریعے حل کرنا صحت مند اور مساوی معاشروں کا قیام ممکن بنا سکتا ہے۔

8.7 تعلیمی عدم مساوات، ملازمت کی مارکیٹ کی حرکیات اور بے روزگاری میں عدم مساوات

(Educational Inequality, Job Market Dynamics and Unemployment Disparities)

تعلیمی عدم مساوات بے روزگاری کی عدم مساوات میں کردار ادا کرنے والا ایک اہم عنصر ہے، جو سماج میں مختلف گروہوں کے درمیان تعلیمی مواقع اور وسائل کی غیر مساوی تقسیم کی عکاسی کرتا ہے۔ معاشی رجحانات اور جاب مارکیٹ کی حرکیات روزگار کے مواقع اور بے روزگاری کی شرح کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مختلف عوامل، جیسے تکنیکی ترقی، گلوبلائزیشن، معاشی کساد، اور صنعت کے مطالبات میں تبدیلی، ملازمت کے مارکیٹ میں اتار چڑھاؤ میں حصہ ڈالتے ہیں۔ معاشی رجحانات بے روزگاری پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں اس کو سمجھنا پالیسی سازوں، کاروباری اداروں اوران افراد کے لئے ضروری ہے جو لیبر مارکیٹ کو چلانا چاہتے ہیں۔۔ تعلیمی عدم مساوات اور بے روزگاری کی عدم مساوات کے درمیان تعلق کے اہم پہلو یہ ہیں:

معیاری تعلیم تک رسائی: سماجی واقتصادی عدم مساوات کے نتیجے میں اکثر معیاری تعلیمی وسائل تک غیر مساوی رسائی حاصل ہوتی ہے، جس میں اچھی طرح سے مالی اعانت والے اسکول، تجربہ کار اساتذہ اور اعلی درجے کے سیکھنے کے مواد شامل ہیں۔ ابتدائی بچپن کی تعلیم تک رسائی میں عدم مساوات طلبہ کی تعلیمی تیاری اور مستقبل میں روزگار کے امکانات پر دیرپا اثرات پیدا کر سکتی ہے۔ سماجی واقتصادی عوامل تعلیمی مواقع میں عدم مساوات اور اس کے نتیجے میں بے روزگاری کی شرح میں عدم مساوات کا باعث بن سکتے ہیں۔ معیاری تعلیم تک غیر مساوی رسائی پسماندہ یا پسماندہ پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کی ملازمت کے امکانات کو محدود کر سکتی ہے۔

تعلیمی حصول: پسماندہ یا پسماندہ گروہوں کو اعلی درجے کی تعلیم حاصل کرنے میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جس سے ان ملازمتوں تک ان کی رسائی محدود ہو سکتی ہے جن کے لئے اعلی درجے کی ڈگری کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیمی اسناد کی فرضی قدر مختلف ہو سکتی ہے، کچھ گروہوں کو ان کے تعلیمی پس منظر کی بنیاد پر لیبر مارکیٹ میں تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم: پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو بدنام کیا جا سکتا ہے، جس سے کچھ گروہوں میں اندراج کی شرح کم ہو سکتی ہے، جس سے ملازمت کی مارکیٹ سے متعلق مہارتوں تک ان کی رسائی محدود ہو جاتی ہے۔ غیر روایتی تعلیمی راستوں کو کم اہمیت دی جا سکتی ہے، جس سے

متبادل راستوں کی پیروی کرنے والے افراد کے لئے بے روزگاری کی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔

ثقافتی اور سماجی تعصب: ثقافتی تعصبات اور دقیانوسی تصورات اس بات پر اثر انداز ہو سکتے ہیں کہ تعلیمی اور پیشہ ورانہ ترتیبات میں مخصوص گروہوں کو کس طرح سمجھا جاتا ہے، جس سے ترقی کے مواقع متاثر ہوتے ہیں۔ آجروں کی طرف سے پائے جانے والے تعصبات ملازمت کے فیصلوں کو متاثر کر سکتے ہیں، تعلیم اور سماجی پس منظر کی بنیاد پر بے روزگاری کے عدم مساوات کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

جغرافیائی تفاوت: دیہی علاقوں میں تعلیمی بنیادی ڈھانچے اور مواقع میں عدم مساوات زیادہ واضح ہو سکتی ہے، جس سے ان علاقوں میں افراد کے لئے روزگار کے امکانات متاثر ہو سکتے ہیں۔ جغرافیائی محل وقوع اعلی تعلیمی اداروں تک رسائی کو متاثر کر سکتا ہے، جس سے تعلیمی حصول میں عدم مساوات پیدا ہو سکتی ہے۔

مالی رکاوٹیں: مالی رکاوٹیں، جیسے ٹیوشن کی لاگت اور متعلقہ اخراجات، کچھ سماجی و اقتصادی گروہوں کے لئے اعلی تعلیم تک رسائی کو محدود کر سکتے ہیں۔ طالب علموں کے قرض کے بوجھ میں عدم مساوات مزید تعلیم اور کیریئر کے انتخاب کے بارے میں افراد کے فیصلوں کو متاثر کر سکتی ہے۔

ادارہ جاتی امتیاز: تعلیمی اداروں کے اندر امتیازی سلوک کچھ گروہوں کی تعلیمی ترقی اور اعتماد میں رکاوٹ بن سکتا ہے، جس سے ان کے کیریئر کے راستے متاثر ہو سکتے ہیں۔ تعلیمی نظام کے اندر غیر منصفانہ پالیسیاں ساختی رکاوٹوں کو برقرار رکھ کر بے روزگاری کے عدم مساوات میں حصہ ڈال سکتی ہیں۔

تکنیکی ترقی: آٹومیشن ٹیکنالوجیز اور مصنوعی ذہانت کو اپنانے سے کچھ ملازمتوں کی نقل مکانی ہو سکتی ہے، خاص طور پر وہ جو معمول کے کاموں سے متعلق ہیں۔ تکنیکی تبدیلیوں سے مہارتوں میں تیزی سے عدم توازن پیدا ہو سکتا ہے، جس سے کچھ کارکن بے روزگار ہو جاتے ہیں اگر ان کی مہارتیں پرانی ہو جاتی ہیں۔ جیسے جیسے کام کی نوعیت ترقی کرتی رہتی ہے، افراد کو اپنے کیریئر کے دوران ملازمت کے قابل رہنے کے لئے خود کو ڈھالنا چاہئے۔ گلوبلائزیشن کے نتیجے میں ملازمتوں کی آؤٹ سورسنگ اور آفشورنگ ہو سکتی ہے، خاص طور پر کم ہنر مند یا معمول کے کاموں والی صنعتوں میں۔ بڑھتی ہوئی عالمی مسابقت بعض صنعتوں میں گھریلو کارکنوں کے لئے چیلنجوں کا باعث بن سکتی ہے۔

صارفین کے رویے میں تبدیلی: ای کامرس کی طرف صارفین کے رویے میں تبدیلی روایتی خوردہ شعبوں میں روزگار کو متاثر کر سکتی ہے، جس سے ملازمت کی نقل مکانی ہو سکتی ہے۔ ریموٹ ورک کا عروج ملازمت کی مارکیٹ کی حرکیات کو متاثر کر سکتا ہے، جس سے دفتر کی جگہوں اور نقل و حمل سے متعلق صنعتیں متاثر ہو سکتی ہیں۔

تعلیمی عدم مساوات اور بے روزگاری پر اس کے اثرات سے نمٹنے کے لئے جامع کوششوں کی ضرورت ہے، بشمول پالیسی اصلاحات، امدادی مداخلت، اور معاشرتی تبدیلیاں تاکہ زیادہ مساوی تعلیمی نظام اور لیبر مارکیٹ تشکیل دی جا سکے۔ جدوجہد کو مساوی مواقع فراہم کرنے، تعصبات کو ختم کرنے اور جامع تعلیمی ماحول کو فروغ دینے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے جو تمام پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنے کیریئر کے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے بااختیار بنائے

8.8 غربت (Poverty)

ہم ہمیشہ اس اقتصادی ترقی کا خیر مقدم کرتے ہیں جو آبادی میں مساوی طور پر اپنے فوائد پھیلاتی ہے۔ اگر ترقی کو غیر مساوی طور پر تقسیم کیا جاتا ہے تو اس کا ایکویٹی کے لحاظ سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے، عالمی آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات موجود ہے اور پھر کسی ملک کے اندر آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات ہے۔ اگر کوئی ملک کم ترقی یافتہ ہے تو اس ملک کی سب سے نمایاں خصوصیت غربت کا وجود ہو گا۔ غربت اور اس سے وابستہ جہتوں (ناخواندگی، بھوک، خراب صحت، صلاحیت سے محرومی) کو بیان کرنا آسان نہیں ہے۔ غربت ان افراد کے وجود کے لئے خطرے کی طرح ہے جو غریب ہیں۔ یہ اچھی صحت اور غذائیت کی امنگوں، امیدوں اور ممکنہ خوشی کو تباہ کرتی ہے ۔ غربت پیداواری اثاثوں کی عدم موجودگی جیسے زمین کا قبہ میں بھی، کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔ لہٰذا، غربت کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ غریبوں کو بازاروں تک خاص طور پر کریڈٹ، انشورنس، زمین اور مزدوری کی منڈیوں تک، رسائی حاصل نہیں ہو گی ۔ ضمانت کی عدم موجودگی کریڈٹ مارکیٹوں تک ان کی رسائی کو محدود کرتی ہے۔ یہ فرد کو غربت کے جال میں لے جاتا ہے۔ یہ جال ایک غریب شخص کے لئے غربت سے بچنا بہت مشکل بنا دیتا ہے کیونکہ اس سے بچنے کے لئے کچھ مقدار میں سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کم اجرت، کام کے کم مواقع، تعلیم کے لئے پیسوں کی ادائیگی کرنے میں ناکامی یہ سب غربت کے جال کی وجوہات ہیں۔ غربت کا جال ایک ایسا جال ہے جو لوگوں کو غریب رہنے پر مجبور کرتا ہے۔

ایک تصور کے طور پر غربت داخلی اور عملی دونوں طرح سے اعلی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے علاوہ، یہ پالیسی سازی کے نقطہ نظر سے بھی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ معاشی ترقی اور تمام حکومتوں کا بنیادی مقصد غربت کا خاتمہ ہے۔ لہٰذا غریبوں کی خصوصیات کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس سے پالیسی سازوں کے ذریعہ غربت کی مناسب پیمائش کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ غربت بھی معاشی ترقی کا نتیجہ ہے جس سے مختلف پالیسیوں کے ذریعے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ غربت کے تصور کو دیکھنے کا ایک نقطہ نظر معاشی ترقی کے حوالے سے ہے۔ معاشی ترقی کے نتیجے میں، اوسط کھپت اور اوسط آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ غربت پر اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ آمدنی اور کھپت کی تقسیم تبدیل ہو جائے گی۔ اگر ہر ایک کی آمدنی میں اضافہ ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ غربت کم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر معاشی ترقی صرف امیروں کی آمدنی میں اضافہ کرتی ہے (پھر بھی اس کا مطلب ہے کہ اوسط آمدنی میں اضافہ ہو رہا ہے) لیکن غربت میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ درحقیقت، آمدنی کی تقسیم کافی وسیع ہوتی ہے۔

غربت کے تصور کو دیکھنے کے لئے ایک اور نقطہ نظر امرتیہ سین کے کام کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے۔ ان کا کام صلاحیت سے محرومی کے ساتھ غربت کے تعلق پر مبنی ہے۔ افراد اگر غریب ہیں تو صلاحیت سازی سے محروم ہیں۔ مثال کے طور پر، غربت اسکول کے تجربے کے موقع سے انکار کرتی ہے جو ایک اور قسم کی غربت کا باعث بنے گی۔ ایسے لوگ پڑھنے اور لکھنے کے قابل نہیں ہوں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ان سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکیں گے جن میں خواندگی کی ضرورت ہے۔ صرف وہی افراد جو پڑھے لکھے ہیں وہ ان مواقع سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ غربت کو ان سماج / معیشت کے مطابق دیکھنا بھی ضروری ہے جہاں فرد رہتا ہے۔ افراد بھی غریب ہوتے ہیں اگر ان کے

پاس اس سماج میں حصہ لینے کے ل ئے وسائل کی کمی ہوتی ہے جہاں وہ رہتے ہیں، بھلے ہی ان کے پاس کسی دوسرے سماج میں اپنی زندگی کو اچھی طرح سے گزارنے کے لئے کافی آمدنی ہو۔ لیکن غربت صرف آمدنی کی کمی نہیں ہے۔ اس کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ غربت میں نہ صرف مناسب خوراک، کپڑے یا رہائش کی ضمانت دینے کے لئے کافی آمدنی نہ ہونا شامل ہے، بلکہ غیر صحت مند ہونا، ساتھ ہی تعلیم تک محدود رسائی، سماج میں سیاسی شرکت سے بھی محروم ہونا شامل ہے۔ عالمی بینک اور اقوام متحدہ جیسے بین الاقوامی ادارے ان لوگوں کی تعداد کی پیمائش سے آگے جاتے ہیں جن کی آمدنی کم ہے۔ اس کے علاوہ، وہ صحت کو اہمیت دیتے ہیں، جیسے نوزائیدہ اور بچوں کی شرح اموات اور متوقع عمر، اور تعلیم میں شرکت۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں غریب لوگ غریب ہیں، اور امیر لوگ امیر ہیں کیونکہ آمدنی کا فلاح و بہبود کے مذکورہ بالا پہلوؤں سے مثبت تعلق ہے۔ لہٰذا، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ افریقی، کم پیسے کے علاوہ، یورپیوں اور امریکیوں کے مقابلے میں کم عمر اور کم تعلیم کی سطح رکھتے ہیں۔ اگر ہم ملک کے اندر کے منظر نامے پر نظر ڈالیں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ ایک ملک کے اندر، غریب لوگوں میں غذائی قلت اور غیر صحت مند ہونے، اپنے بچوں کو کھونے اور متوقع عمر کم ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ ملک کے اندر کا یہ منظر نامہ یورپ کے امیر ممالک کے ساتھ ساتھ ایشیا اور افریقہ کے غریب ممالک دونوں کے لئے درست ہے۔ لہٰذا غربت کے بارے میں وسیع تر نقطہ نظر حاصل کرنے کے لئے محرومی اور عدم مساوات کی ایک مکمل تصویر پر غور کیا جانا چاہیئے۔

غربت کی تعریف (Definition of Poverty)

غربت کو مختلف طریقوں سے بیان کیا جا سکتا ہے، جو مختلف جہتوں اور نقطہ نظر کی عکاسی کرتا ہے:

آمدنی پر مبنی تعریف:

روایتی طور پر، غربت کی پیمائش آمدنی کی سطح کی بنیاد پر کی جاتی ہے، جس میں افراد یا خاندان ایک مخصوص غربت کی لکیر سے نیچے آتے ہیں جسے غربت میں سمجھا جاتا ہے۔

کثیر الجہات تعریف:

غربت کی زیادہ جامع تفہیم میں تعلیم، صحت، رہائش اور سماجی شرکت سمیت متعدد جہتوں پر غور کیا جاتا ہے۔ یہ نقطہ نظر تسلیم کرتا ہے کہ غربت ایک دوسرے سے جڑے عوامل کا نتیجہ ہے۔

8.9 ہندوستان میں غربت کی وجوہات (Causes of Poverty in India)

ہندوستان میں غربت ایک پیچیدہ اور کثیر الجہات مسئلہ ہے جو سماجی، اقتصادی اور سیاسی عوامل کے امتزاج سے متأثر ہوتا ہے۔ غربت کے اسباب کو سمجھنا اس کے خاتمے کے لئے مؤثر حکمت عملی تیار کرنے کے لئے ضروری ہے۔ ہندوستان میں غربت کی کچھ اہم وجوہات یہ ہیں:

ساختی عوامل: وسائل کی غیر مساوی تقسیم، معاشی پالیسیاں جو مخصوص گروہوں کی حمایت کرتی ہیں، اور مواقع تک محدود رسائی جیسے نظامی مسائل ساختی غربت میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ غربت معاشروں کے اندر معاشی عدم مساوات کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے،

کیونکہ دولت اور وسائل چند مراعات یافتہ افراد کے درمیان مرکوز ہو جاتے ہیں۔ غربت کے نتیجے میں معاشرتی اخراج ہو سکتا ہے، افراد کو معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی زندگی میں مکمل شرکت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ غربت کے اثرات نسلوں تک پہنچ سکتے ہیں، کیونکہ غریب حالات میں پیدا ہونے والے بچوں کو اس چکر کو توڑنے میں زیادہ رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غربت صرف مخصوص علاقوں تک محدود نہیں ہے۔ اس کے عالمی مضمرات ہیں، جو بین الاقوامی ترقی، استحکام اور تعاون کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ اقتصادی، سیاسی اور ماحولیاتی جہتوں کے ساتھ ایک عالمی چیلنج ہے جس کے لئے قومی اور بین الاقوامی سطح پر مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

تعلیم کا فقدان: معیاری تعلیم تک محدود رسائی افراد کو معاشی ترقی کے لئے ضروری مہارتوں اور علم کے حصول سے روک کر غربت کو برقرار رکھتی ہے۔ غربت معیاری تعلیم تک رسائی کو محدود کرتی ہے، کم تعلیمی حصول اور معاشی نقل و حرکت کے مواقع میں کمی کو برقرار رکھتی ہے۔ خاص طور پر دیہی علاقوں میں معیاری تعلیم تک ناکافی رسائی ہنر مندی کی ترقی میں رکاوٹ ہے نتیجتاً غربت کا چکر برقرار رہتا ہے۔ تعلیم کی کمی ملازمت کے مواقع اور آمدنی کے امکانات کو محدود کرتی ہے۔

بے روزگاری اور قلت روزگاری: بے روزگاری یا قلت روزگاری کی اعلی سطح ناکافی آمدنی کا باعث بن سکتی ہے، جس سے افراد یا خاندانوں کے لئے اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر غیر رسمی شعبے میں بے روزگاری اور قلت روزگاری کی بلند سطح کے نتیجے میں آبادی کے ایک اہم حصے کے لئے ناکافی آمدنی اور معاشی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔

صحت کے مسائل: خراب صحت کے نتیجے میں صحت کی دیکھ بھال تک ناکافی رسائی کی وجہ سے طبی اخراجات میں اضافہ اور پیداواری صلاحیت میں کمی واقع ہو سکتی ہے جس سے افراد مزید غربت میں پھنس سکتے ہیں۔ غربت میں مبتلا افراد کو اکثر صحت کی دیکھ بھال کی خدمات تک رسائی میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے بیماری، اموات کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے، اور مجموعی طور پر فلاح و بہبود میں کمی واقع ہوتی ہے۔ صحت کی دیکھ بھال کا ناقص بنیادی ڈھانچہ اور طبی سہولیات تک محدود رسائی صحت سے متعلق مسائل میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ بیماریاں طبی اخراجات میں اضافے، پیداواری صلاحیت میں کمی اور غربت کا باعث بن سکتی ہیں۔

سیاسی عدم استحکام اور تنازعات: سیاسی عدم استحکام یا مسلح تنازعات کا سامنا کرنے والے علاقوں کو اکثر معاشی خلل، نقل مکانی اور سماجی ڈھانچے کے ٹوٹنے کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس سے غربت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مختلف گروہوں اور خطوں کو درپیش مخصوص چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے مؤثر مداخلت اور پالیسیوں کو ڈیزائن کرنے کے لئے مختلف قسم کی غربت کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ غربت میں کمی کی مؤثر حکمت عملیوں کے لئے اکثر ایک کثیر جہتی نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جو غربت کی ان اقسام کی باہم مربوط نوعیت پر غور کرتا ہو۔

آبادی میں اضافہ: ہندوستان کی آبادی میں تیزی سے اضافہ وسائل اور بنیادی ڈھانچے پر بہت زیادہ دباؤ ڈالتا ہے، جس سے دولت اور مواقع کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔

زرعی مسائل: زراعت پر انحصار، چھوٹی زمین، کھیتی کی فرسودہ تکنیک، اورآب پاشی کی سہولیات کی کمی جیسے عوامل دیہی شعبے میں کم پیداواری صلاحیت اور کم آمدنی کا سبب بنتے ہیں۔ زمین کی غیر مساوی تقسیم اور ناکافی زمینی اصلاحات دولت میں عدم مساوات کا باعث بنتی ہیں اور خاص طور پر یہ دیہی علاقوں میں غربت کو برقرار رکھتی ہیں۔

بنیادی ڈھانچے کا فقدان: سڑکوں، بجلی اور صفائی ستھرائی سمیت ناکافی بنیادی ڈھانچے معاشی ترقی میں رکاوٹ ہیں اور دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں غربت کے تسلسل میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

بدعنوانی اور گورننس کے مسائل: بدعنوانی اور گورننس میں نااہلی وسائل کو غربت کے خاتمے کے پروگراموں سے دور کر سکتی ہے، جس سے ان کی تاثیر میں ضرورت مندوں تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

عالمی اقتصادی عوامل: عالمی اقتصادی اتار چڑھاؤ اور تجارتی عدم توازن بھی کسی ملک کی معیشت کو متاثر کر سکتے ہیں، جس سے وہ شعبے متاثر ہو سکتے ہیں جو روزگار اور آمدنی پیدا کرنے کے لئے اہم ہیں۔

کریڈٹ تک رسائی کا فقدان: قرضوں اور مالیاتی خدمات تک محدود رسائی غربت میں مبتلا افراد کے لئے غربت کے چکر کو توڑتے ہوئے آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کرنا مشکل بنا دیتی ہے۔

8.10 غربت کے خاتمے کے لئے اقدامات (Steps for eradication of Poverty)

غربت کے خاتمے کے لئے ایک کثیر الجہات اور جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے جو بنیادی وجوہات کو حل کرے اور پائیدار حل فراہم کرے۔ درج ذیل میں چند اہم سرگرمیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے:

تعلیم: پرائمری اور ثانوی تعلیم دونوں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے سب کے لئے معیاری تعلیم تک رسائی کو یقینی بنائیں۔ تعلیم افراد کو ہنر مندی سے لیس کرتی ہے، روزگار میں اضافہ کرتی ہے، اور بین النسل غربت کے چکر کو توڑتی ہے۔ ہنر مندی اور پیشہ ورانہ تربیت کو بڑھانے کے لئے پروگراموں کو نافذ کریں، روزگار کے امکانات کو بہتر بنانے کے لئے انہیں مارکیٹ کی طلب کے ساتھ ہم آہنگ کریں۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کی مدد کریں اور مالی امداد، تربیت اور مارکیٹ روابط کے ذریعے انٹرپرینیورشپ کی حوصلہ افزائی کریں۔ ایسے اقدامات تخلیق کریں جو محدود معاشی مواقع کے چکر کو توڑنے کے لئے ہنر مندی کی ترقی، ملازمت کی تربیت اور کریڈٹ تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔

صحت کی دیکھ بھال تک رسائی: صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کو مضبوط بنائیں، سستی صحت کی دیکھ بھال کی خدمات تک رسائی کو وسعت دیں، اور بیماری کے معاشی بوجھ کو کم کرنے کے لئے احتیاطی صحت کی دیکھ بھال کے اقدامات کو ترجیح دیں۔ خراب صحت اور اعلی طبی اخراجات کے چکر کو توڑنے کے لئے سستی اور قابل رسائی صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کو یقینی بنائیں۔

سوشل سیفٹی نیٹ: معاشی بحران کے دوران کمزور آبادیوں کی مدد کے لئے نقد رقم کی منتقلی کے پروگراموں، خوراک کی امداد اور صحت کی دیکھ بھال کی سبسڈیز سمیت ہدف اور مؤثر سماجی تحفظ کے سلسلے کو نافذ کریں۔ لینڈ ریفارمز کے ذریعے زمین کی ملکیت کی عدم مساوات کو دور کریں اور زمین کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دیں۔ زراعت کو جدید بنانے میں سرمایہ کاری کریں، کاشتکاروں کو ٹیکنالوجی، آبپاشی اور قرضوں تک رسائی فراہم کریں تاکہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو سکے۔

بنیادی ڈھانچے کی ترقی: سڑکوں، بجلی، صفائی ستھرائی اور پانی کی فراہمی سمیت بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں سرمایہ کاری کریں، تاکہ زندگی کے

حالات کو بہتر بنایا جاسکے اور معاشی سرگرمیوں کو آسان بنایا جاسکے۔ خاص طور پر دیہی علاقوں میں کریڈٹ اور بینکنگ خدمات تک رسائی فراہم کرکے مالیاتی شمولیت کو فروغ دیں، جس سے افراد کو آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کرنے کے قابل بنایا جاسکے۔

صنفی مساوات: تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور معاشی مواقع تک مساوی رسائی کو یقینی بنا کر صنفی مساوات کو فروغ دیں۔ خواتین کو بااختیار بنانے سے غربت میں کمی پر وسیع اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کمیونٹی ڈیولپمنٹ: ترقیاتی عمل میں برادریوں کو مشغول کریں، فیصلہ سازی، منصوبہ بندی اور منصوبوں کے نفاذ میں ان کی فعال شرکت کو یقینی بنائیں جو ان پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔

ماحولیاتی استحکام: ایسی پالیسیوں اور طریقوں کو نافذ کریں جو ماحولیاتی استحکام کو فروغ دیتے ہیں، معاش کے لئے اہم قدرتی وسائل کی طویل مدتی دستیابی کو یقینی بناتے ہیں۔

گڈ گورننس اور انسداد بدعنوانی کے اقدامات: غربت میں کمی سے وابستہ پروگراموں کے لئے گورننس ڈھانچے کو مضبوط بنائیں، شفافیت کو فروغ دیں اور وسائل کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانے کے لئے انسداد بدعنوانی کے اقدامات کو نافذ کریں۔

عالمی تعاون: عالمی اقتصادی عدم توازن کو دور کرنے، منصفانہ تجارت کو فروغ دینے اور ترقی پذیر ممالک کو فائدہ پہنچانے والے اقدامات کی حمایت کرنے کے لئے بین الاقوامی برادری کے ساتھ تعاون کریں۔

جامع اقتصادی پالیسیاں: معاشی پالیسیوں، بشمول ترقی پسند ٹیکس، سماجی اخراجات، اور جامع معاشی ترقی، کو ڈیزائن کریں جو غربت میں کمی کو ترجیح دیتی ہیں اور اسے نافذ کریں- مؤثر مداخلتوں کی نشاندہی کرنے اور غربت میں کمی کے پروگراموں کے اثرات کی پیمائش کرنے کے لئے درست اعداد و شمار اور تحقیقی نتائج پر پالیسیوں کی بنیاد رکھیں۔

آفات کی تیاری اور لچک: قدرتی آفات اور دیگر جھٹکوں کے خلاف لچک پیدا کرنے کے لئے حکمت عملی پر عمل درآمد کریں، معاشی ناکامیوں کے لئے برادریوں کی کمزوری کو کم کریں۔

ان اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حکومتوں، غیر سرکاری تنظیموں، نجی شعبے اور مقامی برادریوں کے درمیان تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ پائیدار اور بامعنی ترقی کے لئے ایک جامع اور مربوط نقطہ نظر جو غربت کی باہم مربوط نوعیت کو حل کرتا ہے، بہت ضروری ہے۔

8.11 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے ہندوستانی سماج میں پائے جانے والے پیچیدہ مسائل اور امتیازی سلوک اور محرومی کی شکلوں کے بارے میں تبادلہ خیال کیا ہے۔ اس یونٹ میں اس نکتے کو اجاگر کیا ہے کہ امتیازی سلوک اور محرومی وہ پیچیدہ مسائل ہیں جن کو حل کرنے کے لئے جاری کوششوں کی ضرورت ہے۔ ان کے مظاہر اور نتائج کو سمجھ کر نیز امتیازی سلوک کو ختم کرنے اور محرومی کو کم کرنے کے لئے فعال طور پر کام کرکے، افراد ایک زیادہ منصفانہ اور جامع سماج کی تعمیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہم نے تعلیم اور بے روز گاری کے درمیان تعلق، بے روز گاری کا تصور، صحت، تعلیمی عدم مساوات، ملازمت کی مارکیٹ کی حرکیات اور بے روز گاری میں عدم مساوات، غربت کا تصور و تعریف، ہندوستان میں غربت کی وجوہات اور غربت کے خاتمے کے لئے اقدامات کے حوالے تفصیلی معلومات حاصل ہوئی ہے۔

8.12 فرہنگ (Glossary)

امتیازی سلوک: امتیازی سلوک نسل، جنس، عمر، یا جنسی رجحان جیسی خصوصیات کی بنیاد پر لوگوں اور گروہوں کے ساتھ غیر منصفانہ یا متعصبانہ سلوک ہے۔

صنفی امتیاز: صنفی امتیاز صنف کی بنیاد پر کسی فرد یا افراد کے گروہ کے ساتھ غیر مساوی یا نقصان دہ سلوک ہے۔

8.13 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) امتیازی سلوک کی تعریف کیا ہے؟

(a) تمام افراد کے ساتھ مساوی سلوک　　(b) مخصوص خصوصیات کی بنیاد پر افراد کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک

(c) تعصب کے بغیر مواقع فراہم کرنا　　(d) تمام ترتیبات میں تنوع کو یقینی بنانا

(2) امتیازی سلوک کی کس شکل میں غیر ارادی تعصبات شامل ہیں جو معاشرتی ڈھانچے میں سرایت کرتے ہیں؟

(a) براہ راست امتیازی سلوک　　(b) ادارہ جاتی امتیاز

(c) نظامی امتیاز　　(d) انفرادی امتیاز

(3) اعلیٰ تعلیم اور بے روز گاری کے درمیان کیا تعلق ہے؟

(a) اعلیٰ تعلیم ہمیشہ روز گار کی ضمانت دیتی ہے۔　　(b) اعلیٰ تعلیم بے روز گاری کے امکانات کو کم کر سکتی ہے۔

(c) اعلیٰ تعلیم سے بے روز گاری کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔　　(d) تعلیم اور بے روز گاری میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

(4) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم بے روز گاری کو کس طرح متاثر کر سکتی ہے؟

(a) بے روز گاری پر اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔　　(b) اس سے بے روز گاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

(c) یہ خصوصی مہارت فراہم کر کے بے روز گاری کو کم کر سکتا ہے　　(d) یہ ضرورت سے زیادہ روز گار کا باعث بنتا ہے۔

(5) غربت کے خاتمے کی کوششوں کی بنیادی توجہ کیا ہے؟

(a) بڑھتی ہوئی عالمی تجارت　　(b) آمدنی میں عدم مساوات کو کم کرنا

(c) تکنیکی جدت طرازی کو فروغ دینا　　(d) شہر کاری میں توسیع

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. محرومی کے مختلف پہلوؤں پر تنقیدی بحث کریں۔
2. غربت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ غربت کی مختلف جہتوں پر تبادلہ خیال کریں۔
3. پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم بے روزگاری کو کس طرح متاثر کرتی ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. غربت کے خاتمے کی کیا حکمت عملی ہے؟
2. ہمارے سماج میں سماجی و اقتصادی اور صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک کی نوعیت اور وسعت کو بیان کریں۔
3. سماج میں امتیازی سلوک اور محرومی کے تصور کی وضاحت کریں۔

نمونہ امتحانی پرچہ

سماجی درجہ بندی

Time 3: Hours　　　　　　　　　　　　　　　　　　　**نشانات:** Marks: 70

حصہ اول

سوال:1

1۔ درج ذیل میں سے کون سانقطۂ نظر سماجی درجہ بندی سماج کے لئے فنکشنل مانا ہے؟

(a)فنکشنلسٹ نظریہ　　　　(b)مارکسسٹ نظریہ

(c)دونوں　　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

2۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کو سماج میں ٹکراؤ کا ذریعہ مانتا ہے؟

(a)کارل مارکس　　　　(b)وارنر

(c)ویبر　　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

3۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کے متعلق تین طرح کے ڈائی منشن کی بات کرتا ہے؟

(a)کارل مارکس　　　　(b)وارنر

(c)ویبر　　　　(d)ان میں کوئی نہیں

4۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کے لئے آپسی رضامندی(Value Coueasus) کو اہم مانتا ہے؟

(a)کارل مارکس　　　　(b)پارسنس

(c)ویبر　　　　(d)ان میں سے سبھی

5۔ درج ذیل میں سے کون بھارتیہ ماہر سماجیات نے میکس ویبر کے سماجی درجہ بندی کے متعلق جو نظریہ ہے، اس کی روشنی میں بھارتیہ سماج کو سمجھنے کی کوشش کی ہے؟

(a)یوگیندر سنگھ　　　　(b)آندرے بیتے

(c)دیپانکر گپتا　　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

(d)ڈیوس

حصہ دوم

2. "سماجی درجہ بندی" کے متعلق ٹالکٹ پارسنس کا نظریہ کیا ہے؟
3. کنگسلے ڈیوس اور البرٹ مور کا نظریہ "سماجی درجہ بندی" کے متعلق کیا ہے؟
4. کھُلا سماجی درجہ بندی کسے کہتے ہیں؟
5. سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان کیا رشتہ ہے؟
6. سماجی درجہ بندی کے طول و عرض کے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کریں۔
7. حرکت پزیری کی کتنی قسمیں ہیں؟ لکھیں۔

حصہ سوم

8. کارل مارکس کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نظریے پر تنقیدی نگاہ ڈالئے۔
9. میکس ویبر کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نظریے پر تبصرہ کیجئے۔